

10

# اسلامی معاشیات

حضرت سید مناظر احسن گیلانی<sup>۲</sup>

ناشر

دارالانشاء

مقابل مولوی مسافر خانہ ۵ اردو بازار، کراچی ۷۵

# فہرس

## باب اول اسلامی معاشیات

۶	ایک نیکو بیانی
۷	قرآن کے تاریخی بیان کا تجزیہ
۸	سائنس اور جہان کے اخروی انجام متعلق ہے
۹	اسلام کے مذہبی نظام کی خصوصیت
۱۰	معاشرتی مسائل کی اہمیت حدیث میں
۱۱	امت کی معاشرتی خوشحالی کیلئے پیغمبر کی دعا
۱۲	مسلمانوں کی معاشرتی پیشانی کو دیکھ کر سیر کرنا
۱۳	پیشانی پر چھائی
۱۴	خوشحالی کو دیکھ کر سیر کر کے چرتے کا وہک اٹھنا
۱۵	اپنی آپ دور دوروں کو یاد کرنا
۱۶	معاشرتی بہت کے لئے ایک فرض نماز کی
۱۷	فرشتہ ساقی کر دی گئی
۱۸	حضرت علیؓ کا ایک دلچسپ طبعی واقعہ
۱۹	قیامت بھی قائم چندی چوبیس بھی معاشی
۲۰	کادو بار کو ترک کرنا چاہئے
۲۱	نہیں کی آباد کاری بھی مسلمانوں کے قرآنی
۲۲	خدا متعلق ہے
۲۳	آخرت کی آبادی کے لئے دنیا کو آباد کرنا
۲۴	کائنات کے جہانی پہلوؤں کی طرف چند
۲۵	قرآنی اشارے

۱	فاتحہ اکتا ہ
۲	عالمین پیدا نش اور اسلام
۳	معاشرتی وسائی کی تشابہ دہی انسانی کے
۴	اندرونی اور باہر
۵	عالم کا نظام کے لئے کتنا بڑی کمال ہے
۶	مردم و عورت کا معاشرتی میدان میں مساوی حصہ
۷	اجرت بمشہد ارحمت
۸	مرایہ اور قرآن
۹	محنت اور قرآن
۱۰	محنت کی آسانی بھی ممکن
۱۱	تکیم اور قرآن
۱۲	تکلی کا دوا کے مزدوری مشاغل
۱۳	مغرب کے راہباز اور مشرق کے ہوجان
۱۴	جہالت
۱۵	دنیاوی مشغول کی لغزت انفرادی مشغول
۱۶	کی لغزت کا مقدمہ ہے
۱۷	ترک دنیا میں شوق باکالی پہلو نہیں
۱۸	زراعت اور باجانی کے ساتھ قرآنی کا
۱۹	خصوصی مشغول
۲۰	معاشرتی مرکز رجحانات کے متعلق قرآن کا

طبعیت:

ناشر: دارالاشاعت کراچی

ملنے کے ہے:

دارالاشاعت اردو بازار کراچی  
مکتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی  
ادارۃ المعارف کورنگی کراچی  
ادارۃ اسلامیات ملتان کراچی  
مکتبہ ترجمان اردو بازار کراچی

مردوں کے ساتھ اسلام کو جان بانی نظر کر ۱۳  
 دین و دنیا میں شیعہ شیطانی کی شکل سے ۳۴  
 اور نبی کے ستم نکران حضرت ابراہیم و اسماعیل ۴  
 دونوں کا شکر ۵  
 اسلام اور مسیحی کا رویہ ۲۵  
 مشرکوں کے لیے اسلام کی دعوت کا پتہ ۶  
 مسیحی کا رستہ اور کفر کا پتہ خدا کا جواب ہے ۲۶  
 مسیحی اور جہنم کا پتہ اور جہنم کا پتہ ۲۸  
 جہنم کا پتہ اور جہنم کا پتہ ۳۰  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۳۱  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۳۲  
 خود اپنی بات کی مناسبت سے نہیں ہے ۳۵  
 پروردگار کی طرف توجہ رکھو ۳۶  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۳۷  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۳۸  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۳۹  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۰  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۱  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۲  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۳  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۴  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۵  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۶  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۷  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۸  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۴۹  
 قرآن کی طرف توجہ رکھو ۵۰

آسمان و زمین کی برکتیں اور ایمان و تقویٰ ۲۸  
 شکل کشی کی تقویٰ سے ۲۹  
 ایمان و ایمان کو نہ چھوڑو کہ وہ ایمان کے ۳۰  
 مقام میں پہنچا جائے ۳۱  
 پانی پر سامنے کو قرآنی طریقہ ۳۲  
 رسول پر سامنے کو قرآنی طریقہ ۳۳  
 دعا کی تہذیب کی کتابی اور دینی ۳۴  
 دعا کا دعوت علیٰ حق ہے ۳۵  
 مبین دعا کی آیتوں کے تعلق خدا تعالیٰ سے ۳۶  
 ہندوؤں کی دعا پر دعا قبول نہیں ہوتی ۳۷  
 جنگ میں دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۳۸  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۳۹  
 دونوں شعبوں کی اہمیت میں فرق ۴۰  
 قرآن کی ایک ہی روایت میں حق تعالیٰ کو ۴۱  
 ان الفاظ میں دعا کا طریقہ ۴۲  
 امتی و اہم دعا کی اہمیت ۴۳  
 حضرت ۴۴  
 اس دعا کی اہمیت ۴۵  
 اللہ کی حمد و ثناء کے سونے قرآن کی کتاب ۴۶  
 حق تعالیٰ کو حمد و ثناء کے سونے قرآن کی کتاب ۴۷  
 حق تعالیٰ کو حمد و ثناء کے سونے قرآن کی کتاب ۴۸  
 مسیحی ہندوؤں کو دعا کے سونے قرآن کی کتاب ۴۹  
 دعا اور دعا کا دعوت علیٰ حق ہے ۵۰  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۱  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۲  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۳  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۴  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۵  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۶  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۷  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۸  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۵۹  
 دعا کی تہذیب کو دعا کی تہذیب ۶۰

مرازمین مقرب اور اس کے باشندوں کی ۹۳  
 ایک نواز اور ان خصوصیت ۹۴  
 آدمی پر ایمان آدمی ہے ۹۵  
 انسانی خدمت کی خصوصیات ۱۰۱  
 دوسری خصوصیت ۱۰۲  
 معاشی زندگی کے نو بیت ۱۰۳  
 غیب کی پانچ کتابیں ۱۰۴  
 ضمانت رزق کا مطلب ۱۱۵  
 بعض ذہاب کے معاشی فکر ہے ۱۱۹  
 معاشیات پر انسان کے بعض معنی فکر ہے ۱۲۰  
 اخلاقیات کے فکر ۱۲۱  
 اخلاقیات اور دینیات ۱۲۲  
 صالح کا مطلب ۱۲۳  
 انوار دعا ۱۲۴  
 اسلام کا دار ۱۲۵  
 صحیح و غلط کا اسلامی طریقہ ۱۲۶  
 معاشی راہ میں انار کی اسلامی تہذیب ۱۲۷  
 بسا و قدی کی قرآنی اصطلاح کی تہذیب ۱۲۸  
 بلی رزق کی ذمہ داریاں ۱۲۹  
 قدری حیثیت اور قدرتی صبر ۱۳۰  
 بلی حیثیت کی ذمہ داریاں کی خلاص ۱۳۱  
 دروزی کے کتاب ۱۳۲  
 قدری حیثیت اور اس کی ذمہ داریاں ۱۳۳  
 سے اخلاق کے کتاب ۱۳۴  
 اخلاقیات معاشی نظام میں ایک تہذیب ۱۳۵  
 اہمیت ۱۳۶  
 باب دوم ۱۳۷  
 اسلامی معاشیات کے قانونی اہمیت ۱۳۸

معاشیات کے دو اسکول ۱  
 دوسرا مکتب خیال ۲  
 اسلام میں اشیاء کی معاشی تقسیم ۳  
 اخلاقی سرمایہ داری اور مال و گھس ۴  
 اخلاقی سرمایہ داری کے حکمت ۵  
 پانی کی ملکیت میں اور پانی کے ملکیت کا حکم ۶  
 بڑے بڑے دریا کا پانی ۷  
 بڑے دریاؤں سے نہروں کا حکم ۸  
 ان دریاؤں کے پانی کی قوت سے کئی دیو ۹  
 پانی کا پانی پر اس اہمیت کا حکم ۱۰  
 دریاؤں کے پانی کے اسام ۱۱  
 نہروں کا حکم اور پانی کے اسام ۱۲  
 فروخت کا حکم ۱۳  
 پانی کی و قسم جو ایک کتبہ ہے ۱۴  
 شریعت و قوت کی چیزوں میں اخلاقیات کا ۱۵  
 غلط فہم ۱۶  
 ملکوتی پانی کی اخلاقیات کا اثر ۱۷  
 معاشی کا حکم ۱۸  
 معاشی کے دو اسکول ۱۹  
 حکم ۲۰  
 یہاں معاشیات کے احکام ۲۱  
 ملک کا مسئلہ ۲۲  
 عام معاشیات کا حکم ۲۳  
 انار و گھس کے معاشی کی تفصیل ۲۴  
 بڑے اخلاقی سرمایہ داری کے احکام ۲۵  
 عام خزانہ اور راستوں کے احکام ۲۶  
 عام راستوں کا اسلام میں احترام ۲۷  
 غیر شریعتی آبادیوں کی ملکیت کے ۲۸  
 قوانین ۲۹

# فاتحہ الکتاب

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى  
 اسلامی مساکنات کے نام سے یہ کتاب اب تک کوئی مستقل کتاب میں موضوع پر نہیں لکھی  
 اور اب مختلف مقاموں کی شکل میں ہندوستان کی بعض علمی جماعتوں نے اس کا نام لکھا ، سیاست  
 میں درجہ دو کو دیکھو وغیرہ میں یہی شائع ہو چکے ہیں۔

چند چیزیں متفرق کتابوں یا کسی مخصوص نام سے گرامر میں لکھی جاتی ہیں اس موضوع پر اردو  
 میں نہیں لکھی گئی یا اس قسم کی دوسری زبانوں میں یہی حالت اب تک کوئی مستقل کتاب میں موضوع پر نہیں لکھی  
 ہو سکتی ہے ایک یا ایک سے زیادہ علمی جماعتوں میں لکھی گئی ہیں ، یہ تمام مضمونوں کی ضرورت ہے یا اگرچہ چونکہ  
 محض ابتدائی علم و فکر کی حالت سے اس مسئلہ کو پسند کی گئی ہے اور اس کی فکر سے دیکھا گیا۔ قدیم و جدید  
 دونوں حلقوں سے صنعت کی کافی اہمیت افزائیں ہو رہی ہیں۔ بلکہ ان مقامات کو کتاب کی شکل میں شائع  
 کرنے کی اہمیت اب بھی غیر معمولی قدر فرمایاں گئے ہیں۔

یہ سائنسی و ریاضیاتی کتاب کوئی کتاب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کو ہندوستانی  
 چیزوں میں بولتی ہیں۔ بلکہ اسلام اور اسلامیات کے کچھ حصے ان ہی موضوعوں کا چنا اور ہندو  
 اس طریقہ سے ان کو مرتب کرنا اگر ان کی معاشیات کے دوسرے شعبوں کے مقابل میں اسلام  
 بھی ایک مستقل معاشی نظام کو فروغ دے گا تو اس کے سامنے آئے گا کہ اسان نظام اور کچھ تو ہے کہ  
 باوجود اس کوشش کے جو اس راہ کی پہلی اور ابتدائی کوشش ہے۔ جسے اعزاز کرنا چاہیے کہ  
 ابھی اس کی دشواریاں باقی ہیں اور بہت زیادہ باقی ہیں۔ کچھ مضمون ہیں دیہی آدمی میں راہ  
 میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک طرف تو غیر برصغیر ممالک کے بعد یہ علم (معاشیات) کا ایک پیچیدہ  
 اور دوسری طرف اسلامی عقائد و سائنسی کے بعضی رجحانوں میں اس کی رسائی ہو۔ قرآن و سنت  
 اور اس کی روشنی میں اگر اسلام نے اسلامی آئین کو جس شکل میں مرتب کیا ہے ، براہ راست ان کے  
 مطالعہ کا اس کو موضوع بنایا ہو تو اس سے کوئی بھی نظام کی فراہمی اب تک اس قسم کی جامع قابلیت  
 رکھنے والوں کی پیدائش میں خیر و برکت کی شکل اختیار کرنے پر ہے۔

جامعہ خیرہ کا شیعہ دینیات پبلیکیشنز ادارہ ہے جس میں اس تعلیمی مفاہات کی کافی  
 کی کوشش ایک دیکھنے کی گئی ہے اور جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کی طرف توجہ دیا جائے گا

۳۴۵	شکل ، اصل
۳۴۶	حکومت اور قیادت
۳۴۷	تجارتی مسلک
۳۴۸	سرایہ کا استعمال و وسائل
۳۴۹	صنعت و مزدوری
۳۵۰	مزارعت و مساقات
۳۵۱	نقدی طریقہ زیادہ مفید ہے
۳۵۲	حکومت کی آمدنی اور اس کے مصارف

۳۵۳	واضح
۳۵۴	خزانہ کے دوسرے مصارف
۳۵۵	ناراضوں کے جاندار کرنے کا حکمت کا اختیار
۳۵۶	الصدقات کے متعلق ایک تاریخی تقریر
۳۵۷	صرف دولت
۳۵۸	تبدیل
۳۵۹	کچھ چیزوں پر دولت کو فروغ دینا
۳۶۰	ریا دات اس
۳۶۱	خیرات اور صدقات

۳۶۲	اقتصاد یا جاگیروں کا حکم
۳۶۳	اسلامی جاگیروں کا مطلب
۳۶۴	ریحانی اسلام میں قیمتی قوت
۳۶۵	دوامی بندوبست
۳۶۶	تجربہ کا مطلب اور حکم
۳۶۷	مالک کی مرضی کے بغیر قبضہ کرنا
۳۶۸	الحد کا مطلب
۳۶۹	قانونی شخص
۳۷۰	خیر و برکت کو حق کی رعایت کے ساتھ
۳۷۱	مسلمانوں کے سماجی مشقت
۳۷۲	قیمت و قوت کی صورت کی وجہ
۳۷۳	خیر و برکت کی حالت میں سود کا رخصت و حکم
۳۷۴	ہندوستان میں ایک بڑا سود کا مسئلہ
۳۷۵	انگریزوں کا مطلب
۳۷۶	گورگروں کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر
۳۷۷	تجارت و درآمد و کس کو عیبک دینا
۳۷۸	یہی ناجائز ہے
۳۷۹	تجارت و درآمد کی حالت ضرورت کی صورت
۳۸۰	حکومت سود کی وجہ

اگرچہ رفتار جی کہ پائے وجود مختلف تر نہیں ہے۔  
تاہم مستقل ہیں اگرچہ فروع کی جا سکتی ہے تو اسی ادارہ کے تنظیم یافتہ افراد ہی سے  
کی جا سکتی ہے۔

کلچر پیچھے تو نہیں رہی مگر سنی، حق اور اوصدوی شکل میں بہت ہی جوش و خروش ہے  
وہ جامعہ خاندانی اور اس کے شہر دینیات کے تعلیمی اصول ہی کا نتیجہ ہے۔

اس کن ب کے متعلق ادب اور اس وقت شائع ہونے کے لئے ہر میں دیئے گئے تھے  
اُس وقت بھی میں نے اس کا انکیز کہ شہر دینیات کے اہم، اسے میں ایک امیڈہ ادارہ اور  
حریر نویسی محو و سمن العربیہ ام، اسے (مطالعے) ایسے استانی مقام کا عنوان اسی معنوں کو قرار  
دیا تھا۔ اور ان کے ادارے سے ناک رہنے ان کی اس جہ کی نظر ان کی ذمہ داری ایسے  
سرلی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ اس معنوں کی طرف متوجہ ہونے کا وہ یہ میری نگاہ کی بھی تھی  
خدا کا شکر ہے کہ ہر ادارہ و موصوف نے نہ صرف اہم، اسے کے استانی متاثر کے تیار کر سنے میں  
کا یہی حاصل کی، بلکہ اہم، اسے پاس ہر جاننے کے بعد سہل ہاتھ جس تحقیقات  
طریقہ اور جرح روش کی زیر نظر ان اسی موضوع پر ڈاکوئٹ کے لئے بھی متاثر تیار کر سنے  
کی اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ شہر دینیات کے صدر اساتذہ و مجلس ڈاکوئٹ  
اور اقبال قریشی صاحب بی۔ ایچ۔ ڈی کی خصوصی امداد اور بخوشی بہت ناکامی و ناکامی  
میں انہوں نے اسلام کے معاشی نظریے کے عنوان سے دو مضمون جلدوں میں ڈاکوئٹ کے  
اسی مقالے کو مرتب کر کے مجلس کے سامنے پیش بھی کر دیا ہے۔ محض اب اس کا خوشی شائع  
ہو جائے گا۔ ایک طرف تو اس سلسلہ میں اب کام مکمل ہو گیا اور دوسری طرف ناک و گونہ اس  
راہ میں جو جرح طبع و دماغ کن ب کی شکل میں پیش ہو چکی ہیں، اس ڈاکوئٹ کا وہ متاثر ہر ادارہ و موصوف  
نے جرح کیا ہے اور خاک و لکے بنا ہر موصوف کے دونوں کام شہر دینیات ہی کے خصوصی نظام تنظیم  
ہی کے تحت قرار پا سکتے ہیں گو ان دونوں کاموں کی وہ سے آزاد و زبان میں ایک قلمی مدد کام  
جاری ہے اور اس سربا پر کہ کوئی ذخیرہ انتشار اور مہیا ہو جائے گا۔ اور یہ قوش ہے جا  
نہیں ہے کہ آئندہ اس راہ پر کام کر کے دونوں کے لئے شہر دینیات اور اس کے ساحل  
کی یہ خدمت ایک ایسے مفاد کو کام کر دے گی۔

اس موضوع پر اس کا انکیز بھی خائب و ناامید سب نہ ہو گا کہ کوئی کہے کی مسجد تک تو  
ہر دونوں کن ہیں ایک ہی موضوع پر ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ فادہ کے لحاظ سے اس میں  
میں ہر ایک کام بجائے خود اپنی ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی معاشیات کے مطالعہ کر سنے والے ان میں سے کسی ایک  
کن ہو کہ دیکھ کر دوسرے کے مطالعہ سے بے نیاز و استغنی نہیں ہو سکتے۔ ہر ادارہ و موصوف کے

سامنے تو ان کے متعلق ہیں، لیکن ناک و گونہ کو گونہ کویش نظر کر کے کام کرے۔ اس کا  
سچ اندازہ یہ کہ اس کن ب کے پڑھنے کے بعد یہی کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً اس کن ب کے مکتبہ اباب کو  
مکتبوں کی شکل میں ایک شائع نہیں کرنا چاہتا اور ان کی خدمات بھی کافی ہے۔ ان  
ادب میں نہ صرف اسلام کے معاشی نظام کے بعض اساسی نکات ہی میں تھے بلکہ اسلامی  
آیروں کے ایک دوسرے جیسے کے مستحق یہ کیا جا سکتا ہے کہ کبھی دوسری اس کی خبر اور ان کے  
مطالعہ کے متعلق کرے کی اس کن ب میں کویش کی گئی ہے۔ جرت ہوتی ہے کہ روز بروز ہم  
قرآن کی آیاتوں کی سرسری طور پر بحث کر کے ہی خود کر کے کے میدان میں کیے شہید  
غریب متعلق اور اس پر مشہور نظر آتے ہیں۔ فخر کے نزدیک کن ب کا یہ مقصد خاص اہمیت  
رکھتا ہے۔ تاہم اس سے امید ہے کہ ذرا محنت کر کے اس کے ساتھ کن ب کے اس مقالہ کا مطالعہ  
فرمائیں گے۔ گویا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی حیثیت سے علماء معاشیات کی نگاہ میں ہر خواہ  
کن ب کی اہمیت حاصل کرے یا نہ کرے۔ لیکن قرآن کے مطالعہ کر کے دونوں کو انتشار اور  
اس کن ب کے دوسرے بعض ایسی چیزیں مل سکتی ہیں جو اس کے سوا شاید کوئی نہیں  
میں کی اور قرآن کے ایک مادم سے کام لے چکے تو اسی قسم کی خدمات کی سچے ترقی کی پائے  
معاشیات نہ رہی بھی معنوں سے اور بچے اقرار کرنا چاہئے کہ اس قسم کے مطالعہ کا بھی شعور  
بہت سو قرار گئے کہ لاپے قوس کی حیثیت باطل ایک سرسری اور ابتدائی مطالعہ کی ہے  
اور وہ بھی دارالترجمہ سرکار عالی کا صدقہ ہے کہ اس کی بعض ترجمہ کرانی ہوئی کن بوں میں  
میری رسائی ہو سکتی تھی۔ اور اب اس کا افسوس ہو ہے کہ کبھی نہ قلم طریقہ تنظیم کے اپنی  
ضمیمہ زندگی میں کاش ایسے بھی کسی ایسے ادارے میں پڑھنے کا سو وقت جیسہ کہ اس معاشیات  
شہر دینیات ہے، و قوت اب اس کا تنظیم کام کو زیادہ بہتر اور مکمل شکل میں پیش کرنے کا فخر  
مجھے بھی حاصل ہوتا۔ لیکن باوجود یہاں قلم نگاشی درس کے ایک مستند کی طرف سے جو کہ  
بھی میں صورت میں یہ وہ پیش ہوا ہے۔ میری مفروضوں کو سامنے نہ کر کے کہنا ہوں سے  
سے کوئی جرم نہ ہو کسی کوں کے یہ ایک کرکٹ کی بات ہے۔ چرکا میں کسی تنظیم کے ایک طالب علم کی طرف  
سے پیش ہو رہی ہے۔ انتشار اور آئندہ اس ہی کو سامنے نہ کر کے وہ اسے اس کام کو تیز کرنا  
ناکمل کر میں گے۔ تاکہ معاشیات کی دنیا میں اسلامی معاشیات بھی اپنی ایک مستقل جگہ اور

مطالعہ دارالترجمہ سرکاری کی ہوں کے پر دوسری اس برائی اور ڈاکوئٹ کر میں خاں صاحب کی مجلس  
مکتبہ ہوں اور مدت کے پڑھنے کا بھی سو قوس معاشیات کے مطالعہ سے کوئی نہ چاہتا ہے۔  
مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔  
مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔ مکتبہ کوئی نہ چاہتا ہے۔



لحمیال نصیب صا اکتسب وار  
لحمیال نصیب صا اکتسب وار  
لحمیال نصیب صا اکتسب وار

نیکو ایک دولت فریضہ ہر کہ اس صلیح زنا سے استفادہ کا حق نہیں انسانی کی کسی خاص صفت کے ساتھ  
مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ مردوں اور مردوں کو دونوں کی یہاں تک کہ ہر کہ اور دوسری طرف تو لوگوں کو

کروں کی کہ فرقان کا شہرہ و قدرتی قانون  
ہرین تقدیر حضرت  
وہا صلیح صرف ہی (پہنچ)

کائنات میں ہر طرح انفرادی صلاحات اور نیک سے۔ اس کی طرح یہ قانون دنیا کی کاروبار پر بھی یہاں تک کہ  
ساری زندگی میں شخصی اس کے پائے کا اعتبار ہو گا جس نے کیا ہے اور اس کے سامنے اس کی کیا  
ہی تھی کہ کسی میں پیش ہوئے کسی صلیح زندگی میں ہر ایک کا نصیب اور ہر قسم کی محنت اور مشقت  
کاوش کی نسبت کیا ہو گی۔ یہ جو حق محنت و جہاں فتنی کرتا ہے۔ اس صلیح سے وہ حصہ ہو گا جو حق

صلیح اور قدرتی صورتہ انشاء کی آیت۔  
ولا تفرقوا بینہما وھو اللہ یکملہ لھما  
جملہ اللہ تکمیلہما

تو حق کیا فرمائی۔ اس صلیح عزت و عظمیٰ اسلام کے قتلے میں  
محنت و مشقت

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

نیکو ایک دولت فریضہ ہر کہ اس صلیح زنا سے استفادہ کا حق نہیں انسانی کی کسی خاص صفت کے ساتھ  
مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ مردوں اور مردوں کو دونوں کی یہاں تک کہ ہر کہ اور دوسری طرف تو لوگوں کو

کروں کی کہ فرقان کا شہرہ و قدرتی قانون  
ہرین تقدیر حضرت  
وہا صلیح صرف ہی (پہنچ)

کائنات میں ہر طرح انفرادی صلاحات اور نیک سے۔ اس کی طرح یہ قانون دنیا کی کاروبار پر بھی یہاں تک کہ  
ساری زندگی میں شخصی اس کے پائے کا اعتبار ہو گا جس نے کیا ہے اور اس کے سامنے اس کی کیا

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح

محنت کی کہ وہاں تک کہ جہاں محنت و مزدوری کی بنیاد کرد و دھوکوں انفرادی اور اجتماعی کے ذریعہ  
اسی صلیح







موسیٰ صاحب  
اسی کے معنی زندگی گزارنا پانا، قرآن کا تاریخی بیان ہے کہ میں بھی میرا گناہ ہے خدا کوئی کیا ہی  
حاصل کر سکے جس کی بد پر تھوڑے بعض خاص حالات مشہور ہو گئی یا کسی سنت شخصی یا اجتماعی ما و ذ  
ہے تو کہ بعضی ذرا ذریعہ کا مثال قرآن و دنیا اور دنیاوی مشقتات سے دل کو مراد کر کے اس قسم کی  
نیالی اور غیالی زندگی کا مشقہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں، لیکن جب ہم کو وقت آئے ہے تو میں  
ظاہری قرائین میں کسی کی جنت بگڑی ہوئی ہے، محسوس ہوتا ہے کہ ان قرائین سے مسلسل جنگ میں، مغنوں  
نے اپنے آپ کو جت کر لیا ہے۔ تاہم یہ کہ قصداً اور قرائین حق سے جنگ چھیڑنے کے یہ ممکن نہیں کیا گیا کی  
جدا کی توقع کر سکے ہے، وگرنہ استقلال اور عزت صوفی خدمت سے بھی کام لیا جائے جس پر کسی قدر کیا گیا لی قصداً  
نہیں ہے، اور کسی جزئی قرآن کے متعلق دیکھئے۔

چوتھا جز قیامہ الفین آخر منہم اجماع منیٰ الی میں جو ایمان والے ہیں۔ ان کو اپنی مراد نہ ملتی  
ہے۔ لیکن اس کا ایک مطلب ہے کہ یا جس جزوی قرآن مشقوں کو وہ برپا رکھتے ہیں وہ ان میں سے ہنگامہ نیالی  
ہوتی ہے، اس کی مراد وہی ان کو ملی جاتی ہے؟ یہ ہاں نہیں، لیکن اگر وہ قرائن کا کوئی مطلب  
تو چاہتے ہیں تا کہ ان میں سے بعض ان میں جو ایمان والے ہیں، ان کے لیے کہ اس قسم کی حالت ہوئی کہ ان میں  
وگرنہ اس اصول کی نظر کی گئی کہ ان میں (قرآن و رہا) نہیں، ان کا ہیضہ و آغیا و گھوب ہے اسطرح بیان  
نہیں مانتا کر لیا گیا، تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہی وگرنہ کو مراد اپنے ایمان کا مضبوطی ہے۔ باقی میں خبر  
ظاہری مشاغل اور حالت میں ہے، آپ کو دیکھ کر کہے جو کہ ان روایتیں وہ اضافت ہیں، جو کہ خدا کی مرضی  
اور مطالبہ کے تحت نہیں، بلکہ اپنی خواہش اور ایمانی مرضی پانچے خود تخرید خدا کے زیر اضافت ہیں،  
اس لئے خدا کے اس کا کہ اس کا کہیہ ہر نماز و عبادت و دنیا، اس کے سوا دیکھ کر کہ سکتے ہیں، اس کو کہ  
نے کا ایمان کے تحت ہے۔ اور یہ حال ان کی ہے جو اپنی زندگی میں ایمان اور ایمانی اعتقاد پر قائم ہیں  
ہیں، وہ دنیا کے یہ ساری کے آئینہ پر آئینہ نما صوفی و سنی، ان میں کہ خود پیشہ فاسق ہو جاتے ہیں، یہ تو  
ملکہ کا مشافہت اور بیانیہ کے آخری انجام کی ایسی روایت ہے کہ اس کی مشق کے لئے غائب و خیر کے  
و خیر و کار ہیں، کیسا اور پر ہی نظام کی پر ہی، تا کہ بندہ دوست کی جو گناہیں اور گناہیں ہو سکتے ہیں  
ملکہ گناہ، ان گناہوں کو جو کہ بڑا، یا چار سال کے گناہ پر حوادث و واقعات سے ہرگز نہیں گئے

معاشرہ گزشتہ جنات کا  
آفریں ایمانی مشق ہے  
کا ہے کہ قدرت قرائین سے جنگ کے لئے آخری انجام اس کے سوا دیکھ کر  
آخری ایمانی مشق ہے کہ ہر گناہ کا جو گناہ تھا۔ جہاں تک واقعات سے معصوم ہو چکے ہیں قرآن  
کی ترتیب کا بھی ہے، افق ہے کہ ابتدا میں جو اپنے آپ کو اس زندگی میں ملاتے ہیں، تہہ جو عرض ہوتا ہے تا کہ  
کے تحت ایک دیکھ تو نہ بنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس میں یہ ہر گناہ کی قہری فعل و صورت اختیار  
کے جو ان کے جائز نہیں بنے ہیں، چر گناہان قرات سے وہ قصداً یا بے قصد میں ہر گناہوں پر عزم میں ہیں  
عجب و غریب زندگی رکھے والوں کے مشق پر مشق غیبی یا مادی ہے اس کو دیکھ کر اس کو وہ میں وہ شریک  
ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ ہر نماز یا عبادت و صورت جس سے بھا کر ہو کر دیا گیا ہو گئی ہے۔ اس کو دیکھ کر

۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴

اسلامی صحافت

اسی میں سچائی  
میں ہے شوق کا شکار قرار ہے، اور مج بان پہلے بتانا ہے، عیب طاعن کا ہے، علم حق خیر کرتا ہے، لیکن  
بزرگوں کے لیے اس سائینڈ نے جو عوام کے کشی ہو گی، کیا ہوا میں سے ال کے کلمہ کے ہیں، کبھی مسرت ہے کبھی  
دست گور وافرانی ہے، جو عوام سے، جو کہ چلتے ہیں۔ اس خرب ماحی کو اس کے سادہ میں مادی شکل میں  
نہیں کہ اس شکل میں شلاہ یعنی ادا حال فائدہ میں کسی خاصے کی شکل میں اس کو کر لیا دیتے ہیں، یہاں  
حال قریبی نہیں ہے لیکن یہاں کر کے ان کا بیان ہے، ان کی کثرت ہے، واقعہ ہے کہ کسی کو کہ نہیں دے، ورنہ  
جہاں ایک بڑا خیال ہے، وہ خود بھی جانتے ہیں کہ کم ہے کہ نہیں دے رہے ہیں، مگر اس کا خیال ہی نہیں  
کی کہ اس سے زیادہ دے ہی شکل لیا کر سکتی ہے۔ جو کہ خود بخود دے دینے بغیر ورنہ کو مال ادا کیا ہے  
لیکن اس مذہبی جو کہ اس خرب بنام، جو صحت کی ہے، کی کو نسبت؟

[illegible]

ملک آجوت قرآن دلا یعقوب خاں حلیل اللہ (نہیں نہ جاکتے ہی سرگزشتگاہ میں) پاس کو حاصل مہب ہے اور کہ اگر اسے اس بات سے کہ اس سے راز نہ گزے یہاں سال اور خیریت نے جو زکوۃ مانگی ہے اس کا وہ (فیہ و مطاعنہ)

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

[illegible]



۱۴

اسکی سائنس  
ساتھ والوں کو جذبہ میں لے کر دیکھنے پر کامیاب ہو رہی تھی مذہب کا کمال ہے۔ یہی تم کو یاد دہ  
کرانے کے لئے یاد کرو کہ اگر کوئی ایسا ہی بڑا دانشور سائنس پر دیکھ کر اپنے آپ کو ماضی کے تاریک دور سے  
وہیں اور رسولوں کا خاتمہ اور اپنی تعلیم کو سامنے لے کر کہہ دے کہ میں نے دیکھ کر اس کا خدا و رس پر  
کھینچ کر لے والا اور اس خدا و نبی کی سب سے بڑی اور سچی حق سنی، اللہ جل و علاء کو سلام ہے جتنا خدا  
ہے اور تم کو تمہارے ساتھ خدا کے ساتھ حق بات کو چل کر کہتے ہو جسے اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔  
اس کی سائنس پر خدائی  
کے لئے پیغمبر کی دعا  
عمران کا کہنا اللہ اللہ اللہ  
پیارا خدائے

پہا سناٹ

پہنچ کر پہنچنے دوسروں کے خود صاحب ضرورت کو آپ کہاں فرماتے کہ اپنی دشواریوں کو وہ اپنی اپنی تھکان میں دیکھ کر ہر سے مل کر کہہ دیتے تو کسی بھی مسئلے کے لئے فریاد نہیں، اور منزل میں اس شہر و وطن کو ذکر کرتا کہ ایک صاحب ضرورت ملے شہر و آباد کو کہے پاس آئے اور کہا کہ داد کے باب ہوئے، وہی ہوا بھی ایک ہے کہ کوئی امر اور دوسروں سے ملے لایا کہ خدا کی قسم ضرورت کے متعلق ہر ضرورت عمل اختیار فرمایا جاتا ہے کہ قابل ہے، لیکن اس ضرورت ملے شہر و وطن سے کہ خود فرماتے پاس سے کہہ دینے کی کوشش کی کہ دوسروں سے فرمایا، بلکہ ضرورت مند صاحب کو فرماتے ہی تو یہ فرماتے ہیں کہ کہاں سے پاس آکر کوئی ہے؟ وہ ہمارے ساتھ قریب اور آواز دے کر کہاں ہیں، انھوں نے عرض کیا کہ میرے پاس مرنے ایک ہے۔ جس کے کہ جس کو دیکھنا چاہوں اور دوسرے کو کھانا کھاؤں اور مرنے کے سوا ایک پناہ بھی ہے میں باقی بیٹا چوں کہ افسوس اور ناداری کی ہے اس لئے کہ میں جو سماجی قوتوں کو کہاں دے گا کہ جس پناہ کرنے کے لئے بھی بھڑک جاتا، اٹھ کے دیہی ریلوں (رستے) شہر و آباد کو ملے، اس صاحب کو کہہ دیتے کہ خود انہی پناہ کے ٹیٹاں کہہ آؤ، جو دنیا کی کہ انہی کو یہ دیتے پناہ، اگر ایک ان کے پاس کہ وہ ہیں وہ ہیں کہ اپنی قوتیں دوسرے مبارک ہیں انھوں نے دیکھا کہ قریب جانا کٹاٹا

مبارک ہے اور شیک ہے تھوڑے تھوڑے (نہم) کرتے والے بھگوان ہے!





















علوم سماوی بہت حد تک اس کے علم اور تجربہ کا نتیجہ ہوں گی اگر  
 میں ان کو کھاتہ نہ کر کے کب کب  
 چھوڑا کرتا ہوں۔ یہی عمل ان کے  
 ہر ایک چھوٹے اور بڑے اس  
 آیت کو ثابت کرتا ہے کہ تمیز اور جہان  
 قرآن حکمت الہیہ پر مشتمل ہے۔























[illegible][illegible][illegible][illegible]

کس قدر عجیب ہے کہ اپنی جنت سے باہر میں ملے واپس کو لوٹا تو فرما دیا ہے اللہ کی قسم میں سے  
 جنت میں نہیں بلکہ تم کو جنت میں سے کسی باہر نہیں جاتے۔ اس سے کہ کوئی کہے کہ تو جس دنیا پر تم نے فضائل کو  
 لایا ہے آپ کو جنت کے لئے ایسے بنا دیا، خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ  
 لایس من ریح اللہ الا افتقد نہیں، امید ہو کہ ان کی جنت سے گھر  
 الیھا فریاد۔ جو کلام ہے۔

[illegible]

اجیب دعوتہ الیٰ الخ افراد عامی (۱۱۲۷/۱۱۲۸)  
جواب دیتا ہوں میں پکارا کہ، انجانے میں  
چکا کہ ہے مجھے۔

ادجونی استیجیہ لکچر (الحولہ ۳۰) کاروبار کے لیے جازب دوز کا تیسرا۔

[illegible][illegible]

مسلمانوں کے باہمی جنگ و قتال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اس سے ایسی کڑواہٹ نہ پائے لیکن انہیں شکور ہوئی سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کا وعدہ ہر چھوٹا خدا، اگر باوجود وعدہ کے بعض آدمی نے کھڑا شُرطے بندہ نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ سب سے سختی ہے کہ کسی عہد کا ایسا دھرم کہ کیا جائے گا کہ اس حال میں کیا جائے گا کہ جو کہ وعدوں پر سب سے زیادہ دھرم کرنے والی جاتی کو سب سے زیادہ میں دیکھیں تاکہ شرک پر پڑا ہو جائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرماتے ہیں کہ

جنگ میں جس آنحضرت ﷺ تانکے اور ہتھیاروں کے ساتھ  
صلح کا دعویٰ نہ کرے نہ جنگ کا نہ صلح کا نہ صلح کا نہ صلح کا  
وہ اس کی اللہ علیہ وسلم کی جہاد ہے  
اسی بات پر حضرت عقیلہ کتک کہتے ہیں  
فرمودہ کہ نہ لڑنا نہ نہ لڑنا

جس سے سزا ملے یا جاسے آسمانی قوت یا خدا سے جس سے وہ تیار ہو یا جس سے وہ تیار ہو  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

اللہ تعالیٰ دشمن کہہ کر دے  
اللہ تعالیٰ شہید کہہ کر دے  
اللہ تعالیٰ شہید کہہ کر دے  
اللہ تعالیٰ شہید کہہ کر دے  
اللہ تعالیٰ شہید کہہ کر دے

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر

جس سے سزا ملے یا جاسے آسمانی قوت یا خدا سے جس سے وہ تیار ہو یا جس سے وہ تیار ہو  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

اس کی تفصیل مسلم میں ہے کہ  
خاتمہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ خالق و  
خالق کی عبادت و توحید و ہر اور شے

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ

وہ کہ باوجود وہ آپ کو سب کا دشمن کہیں گے اگر آپ اس طرح سے کہ وہ دشمنی کا جامہ پہنچا دے کہ وہی حضرت محمد و اطہر  
چاہے وہ سب کا دشمن ہو گئی ہے لیکن کمال انہی کا مستحق اولیٰ کی ساری قوت و قہر و اعزاز و کرامت کے ساتھ  
نہاں ہوا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ









[illegible][illegible][illegible][illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

[illegible]













وہی ساریت  
ساتھ جرم اور نہ تھی ہے جب تاقدی کی احراس کا وہی وزرا اور متقی و قارصا ایک جھری ڈیخیں میں نگر  
اس ورن اور قار کے احساس کی وہ گنجش ہنس پالتے کوشت کے ان چور فرور کور داتے، دھکا دھکے  
لغت کے ہر یک گزروں میں اگر کھیل رہا ہے تاکہ کسی میں وہ کرکس اور ایک کرتے رہیں بہت جلد  
ایک ہی جیتا ہے جس، دات جیس اور اوجہ تک جیتے، ہیں اور لیل کے کاخیاں جیتیں اور جیتے رہیں تو اس  
کے سردا کھی سلوک کے مستحق ہو جتے ہیں۔

حق تعالیٰ کو مروت العاش جزا و ثواب کا کہ ان کا کار کھو اور دنیا کے بعد ثواب کی آئے نالی زندگی  
پنسانے کا سبک خطر ۱۰ میں ہو اگر کسی ای کو گرن کے لئے جو حق تعالیٰ کی ال العاش کی سے بے پروا  
ہو کر مروت العاش کی بنائے کو رش و ان کے ساتھ رکھتے ہیں ان دو فتنوں سے مروت ایک میں مصاش  
خلق کو قدام کر دوسرے سے کن رکشی کر لیتے ہیں اور میں ایک یکن رہ بریشہ کرمون کسی ایلیہ قار دنیا کی  
کیا بیروں کے لئے اس کو پہنچے ہیں، غار بھی سے لے کر تھے ہیں اور حکومت بھی اسی کے لئے ہیں وغیرہ فخریات  
کے بدل میں بھی لے دیتے ہیں، تاکہ ان کی کو کر ہی بقاء دے، تو فی حق ان کا طبع ان کی طبعی قدرت  
میں فروغ پیدا نہیں ہوا، افسانہ کے بال بچوں کے جو دیر ہی رہے، مگر اقبال و سجادہ ان کے لئے ہی فرت  
میں کسے جو کراس طریقے کے لئے کہ پتے و ان کو قرائ میں اس سے بھی ذرا الگ ہے کہیں اللہ کے  
ساتھ وہ اپنی اور دنیا میں نہ قضا نہیں، اور اس ہے،

وہ خود سے یہی خدائے علی عرفان  
ہاں احبابہ خیر و طایبہ و  
ان احبابہ فتنہ و فتنک علی  
وجہ حسد دنیا و الاخرہ  
خدا کھو فتنوں کا لیں۔  
چہ کہ جاشادہ۔

طلبی ہیں ہے کہ ساری ساتھ میں تو خدا سے اپنے کو پہنے نیاز بنائے جہنہ تھا ہی، اے دگر  
ایک ساشی رشتہ حق تعالیٰ کی طرف اس کا یا نی تھا، اس رشتے سے جب تک با رہے گا، اس وقت تک فخر نہیں  
حاکم کاظم اگر اس کے چہل کا ساتھ خدا کی کے فائدہ کے لئے کسی وقت نہ دے اور اس کی مکت اور صحت گفتہ  
چہ کہ نہ تو کسی حالت میں ظاہر ہے کہ اور العاش چہلے کی مشیت سے اس وقت خدا کو راہ اس کے لئے  
بار مجاہدے گا، انکا ناک وقت اور کھی گوی اس کے لئے یہ صورت ہو کہ خدا کی ایک شہادت گویا ہے ساشی  
فلا و دیر ہی کے لئے خدا کی چہ، یا خدا تھا تو اس کے وہ کیا بیروں کے دوزانے جب اپنے ہر بیروں کے  
تو کبیکہ ساشی فخریات و دعا و پیر کے بنائے کہ ساری ساشی قواس کے ساتھ ہیں، ہر ہر کے  
سے ساشی فرائد جب میں بھی کیا کہیں کے سوا چہ ساشی کے نہیں دیکھت و فخر وادبیت و خدا و مخلوق ہے کہ  
انکا خدا کے ساتھ سے ہٹ جائے اور ساری رشتہ تو چھل ہی سے فرتا تھا کہ ساشی فخریات و دعا و پیر کے بنائے

وہی ساریت  
ساتھ جرم اور نہ تھی ہے جب تاقدی کی احراس کا وہی وزرا اور متقی و قارصا ایک جھری ڈیخیں میں نگر  
اس ورن اور قار کے احساس کی وہ گنجش ہنس پالتے کوشت کے ان چور فرور کور داتے، دھکا دھکے  
لغت کے ہر یک گزروں میں اگر کھیل رہا ہے تاکہ کسی میں وہ کرکس اور ایک کرتے رہیں بہت جلد  
ایک ہی جیتا ہے جس، دات جیس اور اوجہ تک جیتے، ہیں اور لیل کے کاخیاں جیتیں اور جیتے رہیں تو اس  
کے سردا کھی سلوک کے مستحق ہو جتے ہیں۔

حق تعالیٰ کو مروت العاش جزا و ثواب کا کہ ان کا کار کھو اور دنیا کے بعد ثواب کی آئے نالی زندگی  
پنسانے کا سبک خطر ۱۰ میں ہو اگر کسی ای کو گرن کے لئے جو حق تعالیٰ کی ال العاش کی سے بے پروا  
ہو کر مروت العاش کی بنائے کو رش و ان کے ساتھ رکھتے ہیں ان دو فتنوں سے مروت ایک میں مصاش  
خلق کو قدام کر دوسرے سے کن رکشی کر لیتے ہیں اور میں ایک یکن رہ بریشہ کرمون کسی ایلیہ قار دنیا کی  
کیا بیروں کے لئے اس کو پہنچے ہیں، غار بھی سے لے کر تھے ہیں اور حکومت بھی اسی کے لئے ہیں وغیرہ فخریات  
کے بدل میں بھی لے دیتے ہیں، تاکہ ان کی کو کر ہی بقاء دے، تو فی حق ان کا طبع ان کی طبعی قدرت  
میں فروغ پیدا نہیں ہوا، افسانہ کے بال بچوں کے جو دیر ہی رہے، مگر اقبال و سجادہ ان کے لئے ہی فرت  
میں کسے جو کراس طریقے کے لئے کہ پتے و ان کو قرائ میں اس سے بھی ذرا الگ ہے کہیں اللہ کے  
ساتھ وہ اپنی اور دنیا میں نہ قضا نہیں، اور اس ہے،

وہ خود سے یہی خدائے علی عرفان  
ہاں احبابہ خیر و طایبہ و  
ان احبابہ فتنہ و فتنک علی  
وجہ حسد دنیا و الاخرہ  
خدا کھو فتنوں کا لیں۔  
چہ کہ جاشادہ۔



۴۲  
 کیا جائے تو شک ہی سے کوئی اس کی عقل پر تیار ہو سکتا ہے۔ چہرہ میں جو عمر کے اس خیرہ کو دکھ کر دے گا  
 کی موت۔ اس کے مشق تو فارسی سے ہی کام نہیں لیا گیا ہے۔ بلکہ گھم گھم کر کے پچھلے شعر افسانہ پر اگر  
 دل سے لکھنے کے ساتھ ساتھ دوسرے شعر (میں نے) راہوں سے دوہرا کر کے دے گا اس کے افسانہ

عالم اقبال: اللہ بھانوی سلطان۔

44

فانرا ایسلافا جینین۔  
 لاکرئی مکھ ہما سلاسا

[illegible]

سلطان ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ میں نے تم کو بادشاہ بنایا ہے۔  
 اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ میں نے تم کو بادشاہ بنایا ہے۔  
 اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ میں نے تم کو بادشاہ بنایا ہے۔

[illegible]

ہوتی ہیں ان کی مانی ہی ہے، مسئلہ اس آسان نہیں ہے، جتنا کہ باوجود کہ دالے اپنے نزدیک سے خیال کرنے کے  
 ہیں، ابھی عرض کرنا تھا کہ اس جوڑ کی بنائی چرائی فرقہ وادہ ہے اس سے اس کی مانی ہی اس کی خلاف ورزی  
 فرموا کی، خدا کی مانی ہی، خدا کے قاضی کی خلاف ورزی ہے، اس کی کسی چیز کے توڑنے کی تو کوشش ہے، جس  
 کے توڑنے کی اور دست خرید کر کے دالے سے جس اسلام پر ان کو فروغ دینا چاہیے لیکن جس طرح ابھی نے لکھا  
 وہ مسلمان کے شوق دعوت کی کیا تہ ہے کہ وہ فرقت کے قوانین و فرائض کے کوئی نہیں چاہے، اگرچہ کہ بعض  
 اس کا تہذیباً بلند کر کے کہے خود وہی اس کی حق نہیں کہے کہ اس میں وہ خدا کی متحرک کردہ ذیلیں ہیں، بسا























۳۲

کلی سات  
حکومت کے حاصل کرنے میں صرف کیا پڑی ہے۔ واقعہ یہ کہ جس ملک کے گودوسرے دوسریوں میں ملے کہ تہی  
مقام نامور نہیں رہی ہیں بلکہ برسرِ میں سے کرتا ہے۔ ان باپ کی احاطت و امداد سے آباد ہے کہ رہا جاتی  
ساتر کے کھنڈ چھنے کے لئے تو کسی کو عام حالات میں کم از کم نصف میل کی مدت تو چاہئے بلکہ جس میں صرف  
سال کی مدت میں دو ایک ماہ ہے کہ ان کے ساتھ تقریباً جتنے ہی خود ہی نہیں بلکہ ان کی جہت میں صحت  
کے عارضہ کو لئے کہ کہ وقت کے کسی مقام پر ہو جاتی ہیں جہاں باپ کا بچہ گئے گئے پڑے ہزار ہزار کی  
پہنچ ہے۔ یہ سب پر غور کیا جائے کہ باپ کی جہت میں صحت کے انزال کے بعد دوسروں میں صحتی خونی  
محصول کی جو قدرتی روئے گا تو ان میں عورت اور عریض ان کا ساتھ دینی ہیں۔ ان باپ کی گزری ہے وہ  
لئے کہ یہ سب اس کے زندگی گزارنے کے لئے ان میں سے کسی کو کسی دوسرے کی غنا نہایت نہیں ہوتی  
دیکھا جی خود کشتی زندگی گزارا ہے۔ اپنی قوت ہائے خود کف کو فائدہ کر لینی فرد میں ہی رہی کرتا  
ہے جس میں آدم کیا حال ہے ایک خوش فائدہ کہ ان کے صحت کا نازل ہونے کے بعد جرتا ہے اس  
بعد حاصل ساتر کی جو قدرتی بات ہے کہ دست و بازو میں نایاں ہوتی ہیں۔ زیادہ زمانہ نہ ہے نہیں بلکہ  
مشترک دے پاؤں چرواہا یعنی شہت مختلف راستوں سے مختلف جیس میں سرشار ان شہر کے کرتا  
اور باق خاک ایسے شہر کے کہ کہہ سکتے ہیں کہ تھری اپنی حال میں مل آدمی پیدا ہوا تھا۔ دیکھا  
تھے کہ کہ اس کی طرف پلٹ گئے۔ جیسے شہر میں نکلنے کاں باپ کی شکل میں صحت و خیر  
ہوئی آدمی ان ہی کی گزراں کا ہے اور دوسریں اچھا ہے تو ان کو دست کر نظر آتا ہے یہ اپنی شہت کی  
طرف جیسے گزراں میں خلق الانسان صغیرا کے اعتقاد میں شاعر ایک گیا ہے۔ اس طے شہر قوت کے بعد  
خبر استعداد میں برطانوی ہوتا ہے شہر بڑی زور کر

[illegible]

قریباً ہر سو پر کلبے ہیں بڑے پھل پھل کر رہے ہیں۔ ان کے بار بار وقت دنوں سے ہر پہلی  
تیسیس، پچیس سے پہلی ہوتی ہیں۔ تیسیس کے گھنٹے گاتے، ایک پہلی ہوتی ہے تیسری کی فصل میں  
جاتی ہے اس پر گلابی کرکٹ کا ایک نڈہ تو تیز ہے اس کی خوشی میں مضمون ہے۔ آخر میں ایک کینٹ  
کرکٹ اس سے بھی زیادہ جاتی ہے۔ اس وقت سے جو تھانہ میں پیدا ہو گا۔ وہ گول کرکٹ کا ہے اور  
اس میں کرکٹ ٹیم ہر گھنٹے والے وقت کرکٹ کے گھنٹے سے توجہ پر کرکٹ کرکٹ کرکٹ

اسی سانچت  
ساکس سے ملتی ہے۔ اس مسئلہ میں جہاں سے سب سے پہلے جو رزق آئے، وہ عقلی آلات سے ملتا ہے۔  
کی مشہور بات کہ سنا ہے، مطلب یہ کہ کوئی جو یا آدمی کے سوا دوسری جہان رکھنے والی مبتدیانہ زندگی کی  
دست میں کی جیسی جیسا اس وقت کو گزارنے کے لئے جس مزدوروں کی وہ مدد سے پہلی اپنی کامیابی سے کہ ان کو  
محل زیادہ تر زمانہ تو ان پائپس کے ساتھ جڑے ہے۔ اب بتا کر کہ کچھ کے کہ جس زمانہ تو ان پائپس میں سے  
انسان کا اسی جیسی زندگی رکھنے والے دوسری چیزوں کے ساتھ بدترین حال سے مشابہہ کیا ہے، یہ تو  
ادب و فانی کے جس سال میں آدمی اس پائپس میں شرم رکھتا ہے، جھکی ہوئی دوسرے زندہ وجودوں میں  
کی ٹیکر لگتی ہے۔ یہ تو جہانوں، ہاتھ، ٹانگوں، پاؤں، ٹانگوں، اچھی اور اسی چیزوں میں ملتی زندگی ہندوستانی  
اپنے ساتھ کے کیرا جرتے ہیں، گویا ان میں سے ہر ایک اپنے چادر اور پانچوٹا سجا کر پائپس میں اپنی گولڈن  
کچھ باؤٹ اپنی سرور و خیر و خوشی کے لئے کہ ان کے بیٹے سے پہلے ہے، جہاں اس کا وقت بدترین کی کچھ  
جو کہ زندہ دوسرے کے سوا بدترین کی کچھ نہیں جرتا اور نہ ہر قسم کے سامانوں سے مٹی جیسی جو  
اس کو کہ جسے سوات ہانک و ڈنک، احساس افزا پر جبر جبر ہے کہ اپنے طبی سکھ (جو کہ) کے سوا سونہ کی  
معمولی شدت کا مقادیر یا سامانی نہیں کر سکتے گری جیسا سونہ۔ اس میں کئی چیزیں کی کچھ کی سخت آہی کچھ  
ہونے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ حالانکہ زمین کے کہہ برائی انسان کے ساتھ لئے آئے والے آئے ہے اور  
آباد ہوئے، اس کا سکھ جیسا ہی ہے جو انسان کا سکھ ہے، لیکن اس کی گولڈن سے پہلے کے لئے کہ ان  
دوسروں میں سے ہوتی ہے کہ کئی شہزادہ تہنہ نہیں ہوتی جیسی میں غریب آدمی جگر رہتا ہے، جگہ سے کچھ جیسی  
جیسی ہائی رکھنے والی ہیشیاں ہیں، یہ سب سے کے ساتھ کہ ان میں سے ساری قریب اپنا کچھ رہنے نہیں  
ہو جس سے ہے، سنا جاتی زندگی کی مزدوروں کی فزائی میں وہ کام میں ہیں، لیکن ہر ایک کچھ کہ ان میں سے  
گزارنے ہی پڑتے ہیں جیسا ہے، سنا جاتی میں سخت کی طرف سے ان کے مال باپ جس کا کچھ جگا کر یا جاتا  
ہے کہ اپنے اپنے طرف سے اپنے زمانہ بدترین کی پر شوگر گولی کریں۔ گویا اس کو ملا سے جیسی جگہ تھکا دیا  
مستاد دوسرے میں انہوں سے کہ جیسا ہے تو سامان و زمین کا فرق تو اتنا ہے، لیکن مرنے کی ہی جوں کو  
کچھ کوئی شبہ نہیں کہ پہلے دیکھنے میں ان کو اپنی مال کی گولڈن کی حاجت ضرور ہوتی ہے، لیکن اس گولڈن  
میں جو آدمی زاد کو اپنی مال کے امتداد سے ہوتی ہے اور اس گولڈن میں جو مرنے کے پھر ان کو اپنی مال کی ہوتی  
ہے کہ کوئی منت نہیں ہے۔ انہوں نے کے ساتھ ہی مرنے کے جگہ پہنچنے گئے ہیں ان کی مال کو کم کرنا  
کر اور ان کی مال کی مال کی طرف متوجہ کرنا ہے، جہاں سے بدترین کے کچھ جیتنے سے دونوں کے کچھ  
انہوں کو پہنچے ہیں۔ مرنے کے کچھ سید یا بدترین کی کوئی مال کچھ گوشت کے اس کو پہنچنے سے کہ مرنے  
آدمی کو کچھ ہے ان فرق اس منظر پر کہ جگہ ہے وہی کے کچھ جیتنے ہیں، جیسی کہ مدت میں کچھ جگہ  
منت قوت کے انتہائی مال کچھ جگہ ہے، اس مدت کو اس فرق زنا سے کہ کہ روکا جاتی ہے کہ ان کو









قانون سے پیشہ کر کے رکھا ہے۔ وہی قدرت حق تعالیٰ نے انسان کی ہر افراتفراس مساوات کے پیدا کرنے سے  
یکساں ہی کر دیا۔ اب ہم یہ جان لیں کہ ہر فرد انسان کی دوسری فرائض خصوصیت جس کا انسانی کے معاشی مسئلہ کو  
اور بہت زیادہ گہرا متعلق ہے۔ وہ مساوات و کلمات کے تفاوت کا بھی قدرتی قانون ہے۔ وہ فرائض ہی ہر  
انسانی کے افراد کا سے قدرتی قانون قرار دیتا ہے۔ اور شاید وہی اس کی تشریح کر دے۔

(۲) تیسری خصوصیت اسی مسئلہ کے وہ جس کی فطرت میرے خیال میں بہت فرائض  
ہے۔ انسان خلق مخلوق ہے۔ قدرت ہی وہی اس کے ہر فرد کو پیدا کرے گی۔

یہ ہمارے یہ کیا ہے۔ حلقہ عربی زبان کا ایک خط ہے۔ انسانی فطرت کی اس کیفیت کی ترجمانی کرتا ہے۔  
جیسے قاضی مینا کو نے اسی الفاظ میں لکھا ہے۔

ای مشی وین لطموس قلیلا الصبر  
یعنی صبر کا لامی بہت کم میرے لئے ہے۔

غالب مساوات کی شہادت ہے  
لو کان لا یارب اودا ویاں حیصال  
لا یطیق اودا یا ثادشا۔

فرائض کے اسی مسئلہ خلق کی یہ توضیح و تشریح ہے۔ بعض صاحب نے اسی زبان میں حلقہ کے خط کا یہ لکھا ہے  
ہے۔ اسی لئے اس حدیث کا استعمل نے فرائض کی فطرت خوب کر دیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کثیر  
حدیث کے الفاظ فرائض میں پیشے جاتے ہیں۔ بلکہ متعدد وہی ہے کہ فرائض کے مسئلہ حلقہ کو یہ سنا ہے اسی  
فراخ صمد و مساوات میں نے فرمائے تھے کہ

ان الاصل من قوسہ لکھو د۔  
نکستہ آری ہے رب کا کھڑا ہے۔

یعنی آدمی کی عام حالت ہے کہ حاصل شدہ فرائض کی قدر قیمت سے قویا فرما رہا ہے۔ ان کے متعلق کسی  
قسم کے احساس غلہ کو نہیں اندیشہ ہر نہیں کرتا، غرضیکہ ان کی قیمت جب تک آدمی پر ثابت نہیں کرتی  
ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کچھ اسے ملے گا نہیں۔ حالانکہ فخر شہر تو اس سے بے پروا ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ پیشہ  
کا یا فخر ستاروں اور ستاروں میں ابھار رہا ہے۔ صرف خیال ہی کی ایک قیمت ہے۔ وہ بد بختے ہوئے مشکل ہی  
سے اس کی آدمی پر کچھ بوجھ سمجھ دے گی۔ اس کی دنیا کی فخریہ پر اس وقت کا اندازہ ہو جائے۔ جب تک فخر  
اس کے فخر ہوئے گا فخر وہ دیکھ دیتے گے۔ اسی پر دوسری فرائض کو قیاس کرنا چاہیے۔ گو یہ بھی نہیں  
اس سے بہتر نہیں ہیں۔ نہیں گروا دے انھیں بھی لگا لگا۔ انسان سب کے جیسے ہوئے ان چیزوں کی کلک  
جو اس حاصل نہیں ہے۔ نہیں گروا جاتا ہے کہ وہ حاصل ہوں۔ یہ خیال اور حوصلہ اور حمارا مارا کر رہا ہے  
چہرے پر بڑی ہی حالت دہا کر رہا ہے کہ اس وقت تک قدرت کی فرائض سے فائدہ اٹھائے گا کہ اس حرامان  
فضیلت کو نہیں مقرر ہی نہیں۔ دایم ہوں یا غریب اس باب میں سب کا عام حال ہے۔ یہ ہر حال فطرت  
انسانی کی اسی عام زندگی و زندگی کا ذکر کرنے کے بعد اسی موضوع پر فرائض  
ان کے تعجب وغیرہ نشہ دید۔

اس کی ایک اور کجی محبت میں نہیں ہوتی ہے۔

یہ بھی ان کی بات ہے تو اسی خط حلقہ ہی کے مساوی دوسری کچھ چیزیں۔  
مطلب ہے کہ حلقہ کے مسئلہ سے قوت میں کچھ باتیں خاکی کی سب سے زیادہ وہی ہے کہ اس کی  
ہر اس کے دل کو فرائض میں ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے

ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے

میں غلبہ اس حصہ شعومات  
میں غلبہ اس حصہ شعومات  
میں غلبہ اس حصہ شعومات  
میں غلبہ اس حصہ شعومات

ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
ہر اس کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے

یہاں تک کہ ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
یہاں تک کہ ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
یہاں تک کہ ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے  
یہاں تک کہ ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے جسے تو یہی ہر فرد کی ہر بات سے





























خیر و برکت و نفع و برکت اس کی عدم موجودیت اور محدودیت کا جو حال تھا۔ یہودی کی طرح یہ کہ  
 اور مذہب تکبر و تعالٰی ہے۔ ان کے کتب خدایہ کے روگ اور بدعت و عدم برکت و عدم نفع کے خلاف نہیں  
 اس جہا انسان کی بے چین فطرت اور محدود خواہشوں کو مانتا تھا اور ان کے محدود وسائل پر  
 متکی نہ ہو کر پیشہ بے کی اور بے چینی کی اس حال میں ترقی پزیر نہ ہو سکے۔  
 تعزیرات کے راجوں سے علاج کرنے والوں نے آپ دیکھ کر کہ ماضی زندگی کی اس  
 زندگی کو کتنی اہمیت دے رکھی ہے۔ زندہ انسان کی مادی تہذیبوں کو وہ ختم کر کے اور جراتی  
 ہیں، انہیں بھی ختم کر دے ہیں۔

یہی حکم ہے۔ بھائے ازار کے لاکر کی جہاں اس مسئلہ میں امتیاز کی ہے۔ وہ کہتی  
 سادہ، کھیتی، آسانی، کھیتی، پہلے اصول ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ بھائی کو کہتے ہیں کہ یہ تو  
 باطل سامنے کی بات نہیں، ایسی بات جس سے کوئی نواقض ہے، اور یہی میں کہنا چاہتا ہوں کہ  
 انسان کو خدا کا دل اور خلق نہیں ہے کیوں اور جو بنایا، قدرت کاملہ نہیں ہے، پتہ نہیںوں کے  
 مخلوق نہ ان وقت ہی رہے، کیا یہ بھروسہ آئے کی بات ہے، کہ سب سے زیادہ کرم و کرم کا جو  
 پیدا کیا گیا ہے، تمام مخلوقوں میں سب سے اچھی قسم میں جو خدا کا لگائے گئے اور  
 طاقت کی عظمت سے جو فرخا زیا گیا، ایک کرم کے کوئی باور رکھتے کہ کہ خدا داد و داد و ایما کی  
 زندگی اسی کے لئے دی گئی اور جن میں اس کے لئے جہاں بھی ہے، وہ جہاں رہے، وہ رہے  
 رہے، جہاں رہے، وہ رہے، اور اس طرح پہل میں رہے کہ کرم کی مادی تہذیب میں منہ  
 لئے گئے اور نکلنے میں بے کار ثابت ہو جائیں۔ یعنی اور کرم اور کرم کا کہنا کی تہذیب میں  
 انسانیت کے لئے پیدا کیا گیا رہا ہے، اس میں بھی گئی، انسانوں کے خلق، امتیاز اور وحدت کی جو  
 خلق تھیں کہ سوا کرم کی کوئی دوسری تہذیب نہ تھی، اس کی تہذیب میں نہیں آئے، اور آئے کی تہذیب  
 جہاں رہا، بھائے ازار کے تقدیر میں جس عجیب و غریب طریقہ میں اس کی فطرت جو خوب کما چلا آپ  
 نے بھائی میں کیا کہ چلا، کیا کہنا چاہتا ہوں؟

حقیقت تو یہ ہے کہ میں اللہ یا مذہب کے نظام کی کوئی مالک اور واحدی خلاقہ نہیں  
 خودی میں ہے، مذہب کی تہذیب کا نام ہے، یہی کوئی زندگی کے محدود دور کرم کا نام تو آئی اسطرح  
 الخیرۃ الدین ہے، اسی الخیرۃ الدین کا محدود قدرت اور وقت دیکھنے کے خالق کی مرضی کے  
 مطابق اس نے ان کو ان کا محدود دور تو یہی انسانی زندگی کے مطابق جو چاہتا تھا، یہی  
 ماضی اللہ محدود زمانہ دیا، واضح ہے، ان کے لئے اس وقت کے

میں کہ قرآن کا حصہ ہے، میں لوگوں سے زیادہ حق و انانیت کی تائید میں کسی کو حاصل نہیں ہو، یعنی حضرت  
 رسول علیہم السلام ان کی امتدادی حقیقتوں کو ذہن پر نہ کر، بلکہ اور ہر فن میں جو تہذیب کے نام سے

میں رہتی ہے، کوئی تہذیب ان کو اس کا حاصل نہیں ہے، مذہب میں جو کام ہے، اس کو حاصل ہوا  
 دیکھ کر کہ ہے، یہی سوا کا محدود خواہشوں سے بے خبر فطرت کے ساتھ مذہب کے اس پیغام کو  
 جو نے کا تہذیب کا تھا؟

کوئی کہے یا دیکھے، لیکن ہر ایسی کو دنیا کی ماضی پیداواروں کی محدودیت و عدم برکت  
 کی وجہ سے محدود و ماضیوں والی انسانی فطرت میں بے چینی اور بے چینی کے جو کچھ کہے دیکھ رہے  
 تھے، مذہب کے اس پر نہ کرنے کو کہنے کے ساتھ ہی محدود سے ہٹ کر انسانی فطرت کا محدود  
 کی فطرت کا تہذیب کی انسانی فطرت کے مطالعے سے پوری ہو جوتے والی فطرتوں کی شکل اختیار کر کے  
 آدمی کو تہذیب پر رہے تھے، شاید اب ترقی پزیر دنیا میں انسانی فطرت کے پورے ہیں کہ ان جہاں  
 اس وقت اس تہذیب میں تھی، مختلف و ترقی پزیر فطرتوں سے بھر پور ہوا، یہی ہے کہ جس سے زیادہ محدود  
 کسی دور سے رہیں کیا جا سکتا، اس کی کوئی فطرت اپنے کا فطرت پر نہیں ہیں، یہی ہے جو کرم  
 خلقی ذرائع (ذرائع انسانی) کے راجوں سے انسانی فطرت اور اس کے محدود و ماضیوں کا انسانی  
 عجیب و غریب شکل میں مذہب کے ذریعہ سے جو کام ہے کہ اس کی مادی تہذیبوں، زمین کی اور مادی  
 پریشانیوں، سکون و عافیت کی طرح ہیں، یہی ان جہاں، فطرت کے ان محدود و ماضیوں کے انسانی کی  
 کھ کھلی ہوئی ہے، ان ماضیوں کو کہہ سکتے اور جوتے والے اسے انسانی کے لئے بہت سہ  
 جو کہ ہے، یا اس کا دور یا اس کے ساتھ کام کرنے کو کہہ سکتے ہیں، اس کا کام  
 مستقل کے خلاف فطرت کو اختیار کرتے والوں پر ہے، ان کو اس پر جس نے یا خدا اور یا ان کی فطرت کو  
 ہیں مرفوز فرمایا ہے۔ مذہب اسی مالک اور محدود کرم کے آسمانی مشہ ہے، یہی تو باطل دیکھو  
 اور کھلی ہوئی بات ہے، لیکن یہ بات پر بھی کسی تہذیب کی جاتی ہے، ان کے لئے ہے، ان تہذیبوں کے خلاف  
 ہی اس میں آپ کو ملیں گے؟

قرآن مجید کی دیکھ کر بھی کوئی بھی مالک اور محدود کرم کے آسمانی مشہ ہے، ان کے لئے ہے کہ فطرت  
 ہی نے انسانی فطرت کے لئے فطرت و آسمان کی ہے، اس مسئلے میں بعض خواہشوں کی آیت میں بتائیں  
 ہی دیکھ کر ہے، یعنی انسان (وحدت) یعنی (اور انسانی) الذہب و انسانی (دوسرے یا تہذیب کے  
 انسانی (وحدت) یعنی (اور انسانی) الذہب و انسانی (دوسرے یا تہذیب کے  
 (موسیٰ) انسانی (وحدت) یعنی (اور انسانی) الذہب و انسانی (دوسرے یا تہذیب کے)

تو جہاں ان کو ذکر ہے۔ وہی ہے یہی بتا دیا ہے کہ ان کی فطرت انسانی کی مخلوق فطرت  
 دنیا کے اس محدود و ماضیوں کے خلقی یا تہذیب پر نہ کر، بلکہ ان کے انسانی کی اس آیت  
 کے بہار شاہ ہے

قل اور دنیا کے تہذیب میں ذلک  
 لذلک انشور عندہم بہت

ہوئے کی تہذیب میں، اس کی تہذیب میں  
 ہوئے کی تہذیب میں، اس کی تہذیب میں



گوشت خوردہ گوشت کے کسی احساس کا بچہ نہ لے سکتا تھا اور واقعات کے زیادہ تر اس کا فطرتی جذبہ کے  
 شہابی کی کیفیت سے بے مشابہ تھا۔ اس پر دل بھی جھکتے تھے کہ وہ کھول اور کر ڈروں گی شہادہ اور  
 گوشت پر جانے پانی ہے، اور صورت حال یہ تھی کہ، بلکہ اس پر فدا و احسان کی فطرت میں نہ تھی کہ کلمہ پر منحصر ہو  
 پر کہ وہ جاننا نہیں دیتا تھا، ایک ہی آدمی کا پرہیزگار اور اس کی مثال میں نہ تھی بلکہ جاننا نہیں سال کی  
 ہم غربت و ظلمت کی انتہی کی شکل میں اس وقت قرار دے رہے تھے اور شہادت کی حالت میں ہوتی، انما  
 خاکہ کی تھی ہے، مرنے میں ہی تھیلے کی فضا پر ان کا دل جس قسم کی خود کار اور خود کار کی جس شہادہ کے  
 پر کھانا ہوا اس سے زیادہ کھانے کے لئے اسے کچھ فطرتی طرح اس کی حالت گری و مرنے کی صورت  
 کے لئے کے لئے اس کے پاس میں اتنا ہی سامان تھا جس سے مرنے میں اس کا ہم سے فطرتی زیادہ رہ سکتا تھا  
 کا ہر گز نہ کھانے کی فضا کا یہ وہ پانچ سو پانچ سو سے ہر شخص مستفید ہوتا تھا جو اس سے اس دنیا میں  
 مرتے ہی رہا ہے، بلکہ کچھ کا فطرتی طور اس سے وہ ہے کہ اس پر اس سے وہ مستفید ہوتا تھا جو اس سے  
 خود اپنے گوشت کے مرنے کی حالت کے ساتھ، ان آدمی و درود کے ساتھ جس میں بلکہ کچھ کی تہیں میں  
 اتنا تو آقا و عارف کے انکشاف کے وہ ہے بہت زندگی و اول میں گوشت کی کیفیت فطرتی میں نہ تھی بلکہ  
 زندگی کو دیکھ دیکھ کر جو پھر پھر رہا ہے۔ بلکہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 تھی کہ کھانے میں اس کی فطرت پر جو ہم بلکہ دوسرے کے لئے پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 ہر گز نہ تھی کہ جو پھر  
 اس سال میں فطرتی زیادہ تھی اور نہ کچھ فطرتی طور اس میں نہ تھی بلکہ کچھ کی تہیں میں

مطلب بھی ہوا کہ اگر کثرت و عقن کہ کیفیت عرفان و اضافی انسابات کا ایک ذہنی اثر و رد و بدل شدہ  
مفہم ہے اس کا بہت کم عقین ہے۔

[illegible][illegible][illegible]







اور سوا چار سو کا زیادہ مہربان بنا جائے۔

پھر یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسند و قرااری کی ترکیب کی ترجیح و برتری کی دو طرفہ مصلحت  
 میں ہے۔ ایک یہ کہ ہاں تک میرا خیال ہے قرائت سے فائدہ سب سے جتنی اور صحافتی شعبہ کی قوت ادا کی  
 تہذیبوں میں کی ہے، اتنی قریب قریب صحافتی مسند کی طرف نہیں کی گئی ہے۔ اور اسے جو مہمات کو اس شعبہ  
 میں حاصل کرنا چاہئے، اس وقت اور اس کے ساتھ ساتھ کے آثار کو جتنی بہت پرانہ میں حاصل کر رہی ہے۔  
 اتنی بہت ساری اشاعت کے دوسرے ارباب کو شاید کبھی نہیں دیکھی ہو، اس زمانے میں یہ بہت کم ہے، اور  
 کے ساتھ ساتھ اشاعت کے اس شعبہ کی زیادہ یا باقیہ تمام قوت کو صرف پرچہ فروزا بنا رہا ہے، زیادہ تر  
 اس کا شوق بھی ساری قوت و طاقت سے ہے جو دنیا کی ایسا کمال کے لئے ہے، اس کی سادہ سادہ  
 افراد میں پایا جاتا ہے، اور اب میں پتا نہیں چلا سکتا کہ ادا کی اس ہی تہذیبوں کو صحافتی شعبہ کے اشاعت  
 رتبہ کے معلوم قرائت میں پائی جاتی ہیں اور فائز شوق کے ساتھ ساتھ جانی کرے۔

مطلب یہ ہے کہ صحافتی کام سے جو قدر خوشگلی کی حالت میں گزار رہا ہے، اس کی نقد و سادہ  
 رکھنے و غور کے لئے اس کے اندر نگہ و تخیلات و فہم و فہم کے جو بینات کو ہم پر لے رہے ہیں  
 اگرچہ بظاہر ان کا شوق ان ہی لوگوں سے معلوم ہوتا ہے، جو باوجود ان ہی سبب سے ان ہی ہوتے، ان  
 ہی کے ہم عمل، ہم قدم بلکہ بہت ساری اشاعت میں شامع ہوتے ہیں، کہ ان کے اندر اس سے متعلق ہوتے ہیں  
 ہیں کہ صرف ان کے لئے یہ سب ہی اس کے پاس کا ہوتا ہے۔ ایک ہی قسم کے متبادل میں خوب قدر کی ورت  
 پائے گا، جس کے لئے جو نگہ و تخیلات اپنی ادا کی کے لئے کو گزرتے والے سال یا سہ ماہ یا ہفتہ والی  
 کے ساتھ ساتھ سے ملے ہیں، وہ شادمانی اور مسرت و خوراک و مسرت کر رہا ہے، اور اس کی مثال اسے اس کی مثال  
 سوزنوں اور ٹکڑی ٹکڑی کر رہی ہیں، جس کے لئے کہ جو کام دنیا میں صحافتی پرچہ یا اشاعتی قرائتوں  
 میں اس کی صورت میں جو کہتے ہیں، مسرت ہے کہ قدرتی زندگی والی کے جذبات و فہم و فہم کو  
 حکایت نگہ و فہمیت کا ایک نمونہ اگرچہ قدرتی زندگی والی کی طرف ہوتا ہے، لیکن شوق و فہمیت  
 و شامعیت کا نمونہ ہے، سب میں ایک ہی شکل، ایک ہی صورت میں ایک ہی بنیاد کا مسرت و شامعیت  
 شکلوں میں خود اس کے لئے فہمیت کی کسی شکل میں مسرت ہے، جس کے شوق و فہمیت کے لئے ہے  
 کہ اس کے لئے فہمیت کی اس اشاعت کو قائم کر کے ہیں، ان حالات میں جو کہ دیکھتے ہیں، خود ان کا  
 اس شوق سے کہ قدرتی زندگی میں جو قدرتی زندگی میں ہیں، وہ بھی بندہ ہر حال کے برابر ہی رہتا ہے  
 شکایت نہ کرتا، بلکہ خوشگلی کی بلکہ دیکھ رہا ہے، لوگوں کو کیوں مشغول نہ پایا جاتا، بلکہ کہتا ہے  
 ہے کہ ذات میں ہی کسی کو کسی کے شوق قرائت ہے

اقنی اشاعتی فہمیت مسرت

والا اس میں۔  
 کہ پتہ لگاتے والے ہیں؟  
 کہ شہنشاہی اور شامعیت شوق سے اس بہت دور کہ دل و فہمیت کی بنیاد پر کیا ہے، دل

اس کے لئے کہ لوگوں کے قلوب باطن کے گہرائی کی رویت کی وجہ سے اس میں پیدا ہوئی  
 ہے، وہ مسرت و قوت کی اس کیفیت کی علت تجزیہ شدہ سے کہ ہے، اور زیادہ تر زندگیوں میں اپنے  
 گہرائی سے دیکھ کر اس میں گہرائی کے دیکھنے سے اس کی صحافتی ترجیح و تخیلات کے قوتوں سے  
 اس کے واسطے کہ بندھا جائے، اندھ کی مانند لوگوں میں پایا اس کی فہم کے دوسرے کا جیسے عادت رہا  
 ہے کہ آخر میں جب خدا ہی کے بندے ہیں تو یہی مردم رکھ کر کہ ہیں، قدرتی حالت میں بلکہ دوسرے  
 کو یہاں سے خدا کے قلوب کے لئے مسرت کر دیا جا رہا ہے، صرف شکایت کا احساس اس وقت  
 خود اڑا دیا تر ہو جاتا ہے، جب اس کے ساتھ میں قدرتی قوتوں کو اپنے اندر کی کمال کے پائے  
 پائے کا احساس خدا کا کسی قدر پیدا ہو گیا ہو، کہ جسے اپنے اندر اس کی دہائیوں میں  
 جس سے دنیا آج گذر رہی ہے، بلکہ اس زمانے میں جس کا نام نہ بہت اور مسرت کا زمانہ ہے،  
 کہنے والے کہتے ہیں کہ ہیں، لیکن میں جب مسرت والی پڑھتے تھے تو عربی کے، و دوسرے کیوں  
 سال پڑھتے کسی عربی شاعر کے ہیں، پڑھا گیا تھا۔

وہ اصل ماضی فی الحاضر مسرت  
 کہ اصل حال و صورت خدا  
 خدا کی طرف سے خدا  
 جس کا مطلب یہ ہے کہ کتنے ہم خدا شوق و قوت کو دلائی کو تنگی کی دہائی سے شکایت کر رہا ہے  
 اور کہنے والے اس کی فہم پائے، بلکہ ماضیوں کو دیکھا جاتا ہے۔ جن میں زمین پر قدرتی بنیاد پر  
 ہے، یہی واقعہ ہے جس کے انسانی فہم کو مسرت میں ڈال رہا ہے، اور جسے جسے جیل فہم کو اس  
 نے زندگی اور یہ دنیا کی مسرت و شادمانی کا جو معاملہ ہے، اپنے اس شوق و فہمیت میں کیا ہے  
 مطلب یہ مسرت و فہمیت مسرت  
 فہمیت و شادمانی مسرت  
 اس کی شادمانی مسرت و فہمیت مسرت

نہ ہرے کا قلوب کا ہر حال سے شوقی ہے، جس کا فہمیت و واقعہ کے مطابق ہر فرد میں شوق و فہمیت  
 ہر ایک کا فہمیت ہے، جس کا فہمیت ہے، اس کا فہمیت ہے کہ زندگی گزارنے والوں میں کوئی ایسا فہمیت  
 ہی کہ زندگی میں پائی جاتی ہے، اس کا فہمیت ہے کہ زندگی گزارنے والوں میں کوئی ایسا فہمیت  
 جسے زندگی سے فہمیت موم لگا جاتا ہے، بلکہ زندگی سے فہمیت ہے کہ زندگی میں کوئی ایسا فہمیت  
 فہمیت ہے کہ فہمیت میں ہی ہے، جس کا فہمیت اس میں پڑھتے ہیں، جس کا فہمیت ہے کہ فہمیت  
 ہے، اس وقت زندگی کے لئے ان کے جس متبادل میں فہمیت اور فہمیت مسرت ہے، وہ فہمیت ہی کو فہمیت  
 ہے، اگر وہ فہمیت فہمیت کے لئے فہمیت کا فہمیت ہی ہے، ایسا کہ فہمیت ہے، فہمیت ہی کا  
 شادمانی فہمیت و فہمیت کے فہمیت کا فہمیت ہی ہے، فہمیت ہی کے لئے فہمیت ہی کا فہمیت  
 کی شادمانی کا فہمیت ہی کا فہمیت ہے، فہمیت میں فہمیت ہی کا فہمیت ہی کا فہمیت ہی کا فہمیت  
 کے فہمیت ہی کا فہمیت ہے، فہمیت ہی کا فہمیت ہے، فہمیت ہی کا فہمیت ہے، فہمیت ہی کا فہمیت





















اس متنازعہ معاملہ ہے مگر جاننے آئے متنازعہ جیسے کے اندھا کا بھی یہی حال ہو یعنی انسان کی طرف مشاہدہ کرنے کی صورت میں اور سن میں اور خدائی طرف مشرب ہونے کی صورت میں دوسرے سمتی چوں کہ آپ کی تینے کر اور ہر تیسرا ایک یعنی بڑی غلطی کہ ہے جو جیسا کہ میں نے سنی کر ایسے مواقع پر حاضر ہونے کے بعد عرض سے کر کے لئے خدائی طرف امتحان و ابتلا کے مشرب ہونے والے انسان کے سامنے کو موری بدل دیتے ہیں وہاں تک کہ پنے دیکھا کہ ایسا ابتلا و امتحان کے لئے ایک خصوصیت نہیں ہے بلکہ ایک عام قلی خافرن ہے ہر جرات و صفات و افعال و غیرہ و قریب سب ہی پر عاوی ہے۔ خدائی نام مشرب میں جیسے زیادہ حق ہے تیرے ہاں فرج ابتلا و امتحان کا جو فعل لکھ کر طرف مشرب کیا جائے وہ امتحان و امتحان سے جو ایک مخلوق در مری مخلوق کی ہوتی ہے، خلق متعین ہے اور اس کو متعین ہونا ہی چاہیے رہا یہ سوال کہ خدائی طرف مشرب ہونے کی صورت میں ابتلا و امتحان یا آزمائے ہونے کے ان ابتلا کا کیا مطلب ہوتا ہے، یہ بھی ایسی بات نہیں ہے جو موری کو معلوم نہ ہو، ان کو نہیں نہیں جانتا کہ ان میں ایک جگہ نہیں، استدعا سے اس بار متعین امتحان پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی انسان کی زندگی کوئی خاص حالت و کیفیت ہی نہیں، بلکہ اس زندگی کو وہی اس وقت زمین پر گزارا رہا ہے، قسم اس کے یہی زندگی ہی ابتلا و امتحان ہی کی زندگی ہے، ایسی ہی مشرب

خلق قلوب و اذنیات لیسئلک  
دیکھو جس سے معلوم  
سب سے اچھا کہ ہے۔

ما خلفنا الا انما من نفعہ  
امشج نہ تیکہ جیست کا وسیع تاثیر  
انہ کو خفا اور نہ

ظہیر کے فرق میں، انہم کی امتحان کی ایک ہی ہے و حاصل میں کہ ایک ہے کہ زندگی کا کوئی خاص پہلو، کوئی خاص گشت یا سن، بلکہ وہی زندگی ہی آدمی کی امتحان و ابتلا کی زندگی ہے، اور یہ کہ ہے، تمام امتحان کو اس کے مقابلہ میں بڑی نفرت میں خواہ وہ کسی ایک سن ہو، دورا میں سے کسی ایک گھنٹہ اور وہی کوئی چیز سے کسی ایک پہلو کے انتخاب و اختیار کرنے کی جو صورت رکھ گئی ہے، و حیثیت نفرت کے اس اختلافت کے کچھ نہ ہو کہ ایک گھنٹہ کی بھر ہے کہ کوئی کی بھر کی زندگی ہی ابتلا و امتحان کی زندگی ہے، مثلاً صریح ہوا کہ اس کی طرف ابتلا و امتحان کے امتلا جو مشرب کئے جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے نہیں جو کہیں ہوں کہ نہ تو اس کا انتخاب نہ کرنا ہی کو ہا تا جانتے ہاں ہے، بلکہ امتحان کی نفرت میں اقتداء و اختیار و انتخاب و زندگی جو حرکت رکھ گئی ہے، عامی صورت کے کچھ امتحان کے امتلا کو نام ابتلا و امتحان ہے۔

اب تیرے بعد وہ کہ کے ذمہ متعلق ہوا حق پر زندگی کی تقسیم کے متعلق فریاد و اہم و غم ہے تاکہ

تجدید کے بعد قرآن میں جو ایمانی علم ابتلا کا کے عقد و وابستگی ہے، اس کا مصلح مشرب کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کو ابتلا و امتحان کے متعلق معلوم ہو کہ میں اس کی کویش فکر کر کے کو سنے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور امتحان و امتحان کی کمالی اور غلطی و غلطی سے انسان کی غلطی متکونیت کن کن غلطیوں کو پیدا کر رہی ہے، اس کی اسلی یا اسے پر رزق پائے والے اپنے باقیہ و صفات میں جس کو اگر آپ سے متلازم ہے کہ ان کا کام کیا گیا، اپنے کام میں جس میں جنوں میں ان کا سر اوپر کیا گیا ہے، کو یاد سے قدرت کے جیست کے خلاف میں جس میں، یوں کی ضرورت کے مطابق قدرت کے جیسے ہر جیست کو روزانہ مینا ہو رہی ہے خود اپنے دماغ کے پیچیدہ رول سے کم گرم ہو کر رہا ہے، متلازم ہے کہ اس میں پیدا کر کے رسائی کیا گیا، ایک رونا تھا جس کے ساتھ وہ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے جیست کو دوسرے تھے، مگر یہ خود بخود و حیالات، غلطی و غلطی سے نکالے ہوئے غلطی تانے تھے، ظاہر ہے کہ ابتلا کا مطلب آپ میں حیثیت کو کا شکوک کر رہا ہے، یعنی انہوں نے جانوں کو وقت دینا چاہا ہے کہ کہ تقسیم رزق کی دونوں شکلوں اور دونوں جانوں میں ہاتھ دنگے اور تقسیم کرنے والے کی عرض ہے کہ کہ میں کی کہ میں ہاتھ پر کی ربط کی جاتے ہیں ہر یاد کی جاتے ہیں ہر جیست میں جس میں کیا جا رہا ہے، ہر ایک سے دینے والے کا مطلب ہے کہ جو کہ امتحان دیا جا رہا ہے اس کے امتحان کے کچھ غلط طریقوں میں سے کچھ طریقے اس کی اختیار کریں، جس کے دوسرے سمتی ہی ہونے کو حیثیت کے ان دونوں حالتوں ربط و عقد و دونوں میں ہونا ہے جو معلوم ہوتا تھا کہ دیا گیا ہے، ہر ایک کے علم کی روشنی میں اب سوچ رہا ہے کہ حیثیت ہر ایک سے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کیا ہو چکا تھا کیا ہے، اسے تو سمجھا جاتا ہے کہ زندگی میں جو جانوں پر جانے کے لئے جاتے ہیں کہ دوسرے اپنے اپنے دلوں میں خواہ وہ کسی قسم کے جاننا سے بھرے ہوں، لیکن جو واقعہ ہے جس کے ہاں جیسے کہ ہر ایک اپنا ہر ایک کے واسطے ان کی ضروریات یا پٹائی کی ہو، اور زندگی میں جاننا یا کیا ہے، ان کو اختیار کی وجہ سے اپنے متعلقہ جو قسم کا بھی غلط خیال و واقف کریں، لیکن یہ بات حیثیت کے مطابق ہی ہے کہ وہ اس کی ذمہ داریاں لگائی گئی ہیں، چاہے دے دے جو واقعہ ہے جس کا کچھ جاننے کے لئے کہ جیسے دوسروں سے ہی سمجھا ہے، بلکہ اس کے ساتھ کچھ سمجھ ہی نہیں کئے ہیں تو غیر جمالی سے ہی کام لیا گیا ہے، سورۃ الانعام کو ختم کرتے ہوئے اسی اجمال کی تشکیل غلطیوں سے انہی ابتلا کی ہر ایک ہے۔

وہو الذی یحکمک خلافت فی  
الارض و شرح فیہک فرق فی  
ہر جہات لیسئلک فیما انکملان  
سویک سرع العقاب و اولہ  
فتنوسا رحیمہ

اور نہای ہے جس نے نہیں ہم کو پنا  
جائیں (خیر) یا نہ تو ہم میں جس کو  
سے دور میں دو تیار کرار اس نے  
کیا گیا ہے کہ اپنے خدائے جیست  
کے متعلق جو نہیں سے لے کر ہی گفت





[illegible][illegible]

فحش کے ان چاروں سے اگر قلع نکل کر رہا جسے تو حاکم حالت میں خود بیسوں کا طبقہ خود کی  
 ہی ان ذمہ داریوں کو عرصہ کرتا ہے جس کا یہاں حالت میں مطالبہ کیا جاتا ہے اور اسی لئے فحش کے پہلی  
 جانے کے مستحق کر کے ان کے ہتھیار و اسلحہ ان سے لے کر جو دھڑی کہاں ہے میرے نزدیک تو یہ ایک ایسا دھڑی ہے

جس کی انتہی پر برصغیر کی عظمت کوئی ہے جو ہندوستان کی شہ پر غلطی عارضہ کا شمار نہ کرے اور یہ کہ  
 پہلی جگہ کے ساتھ ساتھ ہرگز کے قدر کی پائے کو بھی اپنا فی دامن فی مستر و دیتے ہوئے ہوتا  
 تھا اور ارشاد ہے کہ

وہ صاحبِ اذکار صاحبِ جلال و فضل  
علیہ السلام -  
گدڑی ہے اس کی روڑی کو۔

میں نے قید کی پینٹ پہننے سے پہلے ہی رات کو خیمہ دیا جا کر اسے ان کا بھی اختیار کیا مشورہ ہے، اور میں نے  
 جنہیں میں اس کا بھی مطلب ہے کہ ان کو بھی یہ کہہ دیا جائے کہ یہی سچے سچے ہیں، لیکن یہ سچے سچے ہیں کہ  
 حاکم اس میں سے سب سے پہلے دیکھ جائے کہ قید کے لیے یہ سچے سچے ہیں، اور یہ سچے سچے ہیں، لیکن  
 ہے کہ روز کی حساب سے ان کا قید اندیشی کی حالت میں چلنا، لیکن اس کا یہ ہے، اب فرید زور دانی  
 کہ کیا حادہ ہو گی؟

تو پر کیا جا رہا تھا۔  
 ایک دوسرے فریب وار دنیا کے متعلق تو میں بہت اذوق رکھتا تھا۔ ایک وقت تو میرا ہونا  
 ایک منسلک گروپ یا پاپا جاسپ میں کھینچ لیا گیا۔ وہ دوسری وقت تو داروین کی ایک کیمپسٹ  
 ایسی تھی جسے جن کے متعلق لوگوں کا خیال غواہ کچھ بھی جو کچھ میرے نزدیک براہ راست اس کا کشا  
 ہی لوگوں کی طرف سے جو نقدی پچھا جائے یہاں تو رتی بات نہیں تھی۔ اواس کا خیال تو میرے خیال کرتا ہوں  
 میں اپنی شہرت تو داروین سے چھوڑ کر اپنے کھتے میں لکھتا تھا، جسے میری طرف سے تو  
 کے لئے کوئی اور لکھنے تو داروین یا جسے وہ اب میں چاہت ہوں کہ وہ تو طبعات کی فضا آتی  
 تو داروین کو ایک الگ دنیا کے لوگوں۔

[illegible]

اس میں جو اہلین ہی کی ذمہ داریوں کا اظہار اجمالی مفاد میں کیا گیا ہے، وہ دکھاتے ہیں کہ کئی ایسے مقامات پر گھبراہٹ کے جلے کتنی نازک منتظر تھے جس میں کوئی غلطی کرتا ہے، یہاں تو نے کسی بھی خطا کا کچھ ٹوکی اگر کسی حاشیے پر غور کیا، تو سب سے زیادہ یہ ہے کہ کئی حوزہ پائے کے سہ ماہیوں میں



معاہدات  
زبان سے فقرہ جو کہلوا گیا ہے

ولادۂ دخلت جنگ قلعت  
ملشاولہ اللہ لا قوۃ الا باللہ  
اور گھوڑے نہ اسیا کہ جب تو بیٹھا  
میں داخل ہوا تو کہا ہر جا کہ جب

اندر کا پاؤں نہیں ہے قوت لیکن طری سے

جس کا حاصل یہی ہے کہ فتوں کو پہننے کے بعد آدمی کو چاہئے کہ واقعہ کے معائنہ میں کے متعلق ہر ممکن تلاش  
اور علم حاصل کرے اس کا پتہ ملے اس سے اصل مسئلہ نہ اسے خوفناک مانے کے سامنے اس کا باوجود تمام  
دیکھ لیا کہ باغ میں جب جا گیا تو دو دروازے ہو کر دیئے تھے کہ جو کہ جس سے سب اندر کا پاؤں ہوا  
ہے اور دوسری بات یہ کہ قوت و طاقت جو کہ جس میں کسی میں ہے اس کا ہر شے قوت کی قوت  
بارگاہ ہے اور اس کے پہلے بات کا مطلب یہی ہر شے ہے کہ جو ممکن ہو میں فتوں کا گھر ہوا ہوں کہ جو کہ  
چاہئے کہ اس واقعہ کے احساس کو کم اپنے اندر پیدا کرتے رہیں کہ ان کی آفرینش اور پیدا کرنے سے  
پیدا کرنے کی تعلق نہیں ہے بلکہ سب کے قدرت کی کار فرما ہوں کہ تیرہ واقعہ و باغ کو دیکھنے  
باغ کی زمین، باغ کے درخت اور فتوں کی شہرہ چنے چول، پھل، ہر طرح سے سامانہ اسباب  
جنس باغ کی مشقوں یا آدمی میں داخل ہے اس میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جسے آدمی پیدا کر سکا  
باغ تو خیر! باغ ہی ہے ایسی چیز جس میں ہم انسانی مسنوعات نہیں کر سکتے ہیں بلکہ جن مسنوعات کے  
مشتق عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ان کی ایجاد ہے، مثلاً کھانہ پکھانے کا کام اور اس کے کھانے پر کھانے  
انہی کے اندر دلوانا یا تیار کرنا، انہی کے فتوں و تیزی میں حاصل اس کے سامانہ چیزوں اس کے بنانے میں  
استعمال ہوتی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک چیز کے پیدا کرنے کے واسطے ہم میرا اس طرح انہی چیزوں سے  
ہوتے ہیں، تاہم کہ وہ ہر پانی کی یا کھانے کی یا کھانے کے واسطے ہر پانی کی یا کھانے کے واسطے  
ایک چیز ہوتی ہے کیا پانی کی یا کھانے کی یا کھانے کے واسطے ہم میرا اس طرح انہی چیزوں سے  
ہوتے ہیں قدرت ہی کا ایک بنا ہوا قانون ہے اس میں ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے اس کا اس میں ہر شے  
آدمی کے پیدا کرنے سے ہوتے ہیں، اگر آپ حقیقت پر نظر فرمائے تو اسے سوچیں کہ تو باغ و  
برسراں کے جواب میں آپ کو یہی معلوم ہوا ہے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس  
کی قدرت کی کہ ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس

ملہ و زمین اس کے سامنے کچھ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے متعلق ہر ممکن تلاش  
گرتی ہے کیا واقعی ہر شے کی قوت ہے یا نہیں آپ کے سامنے ہے کہ جو چیزیں شہر کی ہوں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ  
بہر مسنوعات و ایجادات میں درگاہ کی طرف متوجہ ہیں، زیادہ تر زمین میں پیدا ہونے والی چیزیں تو  
۱۰ فی صد ہوں، وہی لوگ ہیں جنہیں باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس  
کے نفع حاصل ہیں کہ باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس

معاہدات

قوت و طاقت اس کے سامنے ہوتا ہے کہ اس کے متعلق ہر ممکن تلاش  
گرتی ہے کیا واقعی ہر شے کی قوت ہے یا نہیں آپ کے سامنے ہے کہ جو چیزیں شہر کی ہوں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ  
بہر مسنوعات و ایجادات میں درگاہ کی طرف متوجہ ہیں، زیادہ تر زمین میں پیدا ہونے والی چیزیں تو  
۱۰ فی صد ہوں، وہی لوگ ہیں جنہیں باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس  
کے نفع حاصل ہیں کہ باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس

و اس میں اس کے متعلق ہر ممکن تلاش  
گرتی ہے کیا واقعی ہر شے کی قوت ہے یا نہیں آپ کے سامنے ہے کہ جو چیزیں شہر کی ہوں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ  
بہر مسنوعات و ایجادات میں درگاہ کی طرف متوجہ ہیں، زیادہ تر زمین میں پیدا ہونے والی چیزیں تو  
۱۰ فی صد ہوں، وہی لوگ ہیں جنہیں باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس  
کے نفع حاصل ہیں کہ باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس

اور سوچو

میں ہر شے کی قوت ہے یا نہیں آپ کے سامنے ہے کہ جو چیزیں شہر کی ہوں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ  
بہر مسنوعات و ایجادات میں درگاہ کی طرف متوجہ ہیں، زیادہ تر زمین میں پیدا ہونے والی چیزیں تو  
۱۰ فی صد ہوں، وہی لوگ ہیں جنہیں باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس  
کے نفع حاصل ہیں کہ باغ و برسراں کے واسطے ہر شے پیدا کرنے کی قوت ہے تو چاہئے کہ باغ و برسراں کے جواب میں سب اندر کا پاؤں ہے اور اس





فلکست سے کی جاتی ہے۔ سمجھا جا تا ہے کہ نذوق کا یہ حال ہے کہ انسان خود ایک بھنگا اور دوسرا بھنگا ہے جس میں بھنگا جو پتے والے گئے ہے اس کا بھنگا کافی دواؤں سے ہے۔ ایسی حالت میں انسان پر غریب و غلامیوں کے اضافہ کی گنجائش ہی کیسے ہے؟ مشہور ہے کہ

خداوند و زری بکن مشتمل

یقینی روز کی میں چرک نش و وسعت رکھتے ہیں، ان کو قوتِ انوار کے احکام کی تعمیل کا موقع حاصل ہے، اس لئے مذہب نے ان پر انوارِ ہدایاں جلائی ہیں جو وہ اس کے مستحق ہیں جس میں غیرِ یقینی لذت رکھنے والا میں کھو رہا ہے، چکر کھینچتا ہے تو یاروں کہنے ہیں، ایک جگہ کو سب پروردگار کی گواہی ملتی ہے، جس کی معافی زندگی اس آؤ زمین کی فکارت کو مٹا دے گا ایسے

برائے گندہ روزی پر گندہ دل

آدمی سے غریب اور کم بات کی توقع کی جا سکتی ہے؟  
 بے نظاہرہ ایک گھٹی جونی بات ہی مسلم ہوتی ہے، جہنم ایک دہلے دیے، اگر ذرا کم ہی غریب  
 فلانک کا ذکر کرتے ہوئے جھجھکا کر اس نے لکھا تھا

حزب کی کشش کر کے سے فکس کی سناٹی ہو رہی ہے، یعنی وہ کہتے ہیں کہ  
حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو اس کش کش سے ساتھ بہتیرے پڑا ہے  
وہ درمقام کش کش میں ہیں کسی انسان کو چھوڑنا جا سکتا ہے۔  
(غریب و افلاس) سب سے زیادہ بہت دور وکیل کو چھوڑنا کش کش ہے۔  
(دانشوران و مہتممان ص ۷۷) مہتمم و دانشور (م)

سہ سہی مختلف پیرایوں میں اسی خیال کو رد کیا ہے، اسی کا زبانِ زوہام شعر  
سی میلے کا یہی ہے۔

شعبہ چتر شاعری ہندو کم  
درو گھنٹہ کے اصول پر مشہد اقبال کا دانا خوب سے چنا مشق ہے۔ لیکن ہر ما  
س شہر سے ہوا اسلامی بزم گوں نے، ایسی ہی بوں، اپنی گنگوٹوں میں، ضمیر سے متعلق  
کا دلفنظر دان بیکو کا کھلے

24

دلفقر سوادالوجود فی الدنیا  
مستحق اور کارزاری دونوں جہات کی  
روسیا ایک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح عروج کیا، اس کے ساتھ مشروب ہیں، ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے، اللہ جو چاہے میں اپنی اللہ اللہ فی اعوجاجک منقذہ العجز، اسے اشراف خفرو استاجی کے فتنے سے تہریز نہ و حاسنوں، ہمیں دعاؤں میں یہ بھی ہے کہ آپ فرماتے۔

هتفت عني الدين واغتنني

بقص عنی الدین و اعننی  
من الفقرا۔

کچھ ایسے قدرتی رزق کے ایسے حالات کی صورت دکھانے کا مقصد انہیں جوں میں ادا ہو گیا ہے جس کے حصول میں انہیں بے غلغلہ و غضب کا اظہار کیا ہے، اس میں کوئی مشہد بھی کہ قدرتی رزق کے بعض مدارج ایسے ہر ایک کے پاس عمل و روح فرما رہے ہیں کہ اس وقت کسی قسم کی کوئی نصیحت لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

ہندوئی مذہب کے حامل بھی جو غرضاً مباحثات میں بہن کی ذمہ داریاں نبھائے۔ ہندوئیں کے  
اسلام لانے والے لوگوں پر عائد کی ہیں، جو مصلح کے بجائے یہ قدرت کی طرف سے روزی بارے ہیں، ہر ملک  
اور پر کیا دی کے ان فضائل کو جو مصلحتی معاش سے سرزد نہیں ہو سکتا اور دنیا بھر کا یہاں سے ان کے جانے کا  
لوہان لوگوں میں تشریک کیا جائے گا، جو ان ہی کے ساتھ ان ہی آبادی میں ہندوئی مذہب کی گنتا ہے جس  
استقام کو اپنے اصول پر مانتا اس امر پر کہ قدرتوں کے اسی کو جن مصلحتوں سے حامل کرنے کے لئے جس  
لے اپنے ہاتھ میں شواربک اٹھائی (اور کفر کے نام سے مصلحتی کہنے والوں پر باغ و بدعتوں کی شکل  
کیا گیا) ہندوئی مذہب (دھرم) کا خاکہ کیا گیا ہے جسے سب جانتے ہیں کہ اسلام کے چارواک ان میں سے وہ ایک  
الہام رکھنے سے اسی قسم کا پیغمبر کہی کہ جو مصلحت میں ہر سب بڑا اعلیٰ جنگ ان لوگوں کو دے دیا تھا جو  
ہندوئیں کے اس حق سے گریز کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعہ مذہب کے حکم و احکام  
کی قدرتی جیسے حق کی گھر دینی جانے لگی، تو ان پر مقابل لوہان سے مجاہد کیا جائے گا۔

[illegible]

وَالطُّعُورُ الْبَاسُ وَالْعَفِيرُ اور کھلاؤ (قریباً سے) مصیبت زدہ

مستراح کو۔

جو حکم قرآنی ہی کے مستحق پایا جا تا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے نہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہندو قرآنی کا یہ کہنا ہے کہ قدرت کا ارتقائی دیکھنے والوں کو بیسیوں سے احادیثی دلائل مل جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی مستقل مسئلہ کے حوالہ سے قرآن کی ادا کی اور بھی اسے نے مختلف صورتوں میں  
ہیں اور اسے قرآن میں مستطیع و کلم سے یہ روایت حدیث کی کتابوں میں منقول ہے۔

الملك في المال حقاً سوى الزكوة

آپ ہی رائے کے سامنے ہیں۔ یہ ہو سکتا

مرکز جو ہے، نیکی اور نیکو پنہاں کرے

ماہنامہ ہوں۔

جب تک روزنامہ نہ ہو جسے تم چاہتے ہو۔

اور اسی لئے صحابہ کا ہے کہ حضرت علیؓ ان کے علم کی قوت میں

۱۱ دیت سن کو تک صدقہ نصیب

تم نے جب دیکھا کہ ان کی آواز میں

۱۱ سے پر بارگاہ۔

ماہنامہ

یہ صرف حکومت کے اس مطالبے سے خلق رکھ ہے جسے ایمروں سے خبروں کے لئے وصول کی اسلام نے

واجب ٹھہرایا ہے، یہی رزقہ دار کے لئے بد حکومت اب ایمروں سے مطالبہ نہیں کر سکتی خود کوئی آیت

ان تبدلۃ الصدقات فہما

حی و ان تحفوا و قرقاھا

النفقۃ و نفقہ خیر لکم و کثیر

خیرکم سبھا تک۔

سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صدقات کی دوسری ایک تودہ جسے علانیہ کے بندوں دیا جائے، اور

بات کی صدقہ میں پائی جا سکتی ہے، اسے حکومت وصول کرتی ہے، اور دوسری قسم الصدقات کی وہ

جسے چاہے کہ کوئی چھپا کر اسے، ان میں سے جو وہ چاہے کہ اس بات کو ان اموال میں صدقہ

سے چھپا کر جو آدمی کو بری معلوم ہوتی ہو، اسے اس بات کی باتوں میں کوئی نہیں دے سکتا، اس سے

میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خبر دی گئی ہے کہ باؤں کو صدقہ کے ذریعہ سے چھپا سکتے ہیں یا صدقہ

خدا کے شے کو چھپا دیتا ہے، غالباً یہ غایت خیر صدقات ہی کی بیان کی گئی ہے، خبر یہی اس کا

شاہد ہے۔ صدقات کی اسی قسم کے متعلق غایت حضرت علیؓ ان کے حکم کے کہ اس میں طریقہ

سے لوگوں کو دیا کر دے چاہئے، ان کے خیال میں کہ وہ امر حقانی ابراہیم آپ

ہائیں گے کہ عام خبر حضرت صدقات کے حوالہ اسلام نے فرق کر دیا، لیکن ایک بڑی ہی خبر دلائی ہے

یعنی ان کے کسٹمر میں چاہے وصول کی طرف سے فرق میں ایک سے زیادہ معائنہ پر خدا کے خود

قرض کا مطالبہ فرمایا ہے

من یقرض الله فضعفنا

کون ادا کرنا چاہتا ہے، تو

ضعفنا ضعف له۔

بڑھ جائے گا، ادا کرے۔

قرآن میں تو صرف قرض ہی کی حد تک یہ فرمایا گیا ہے، لیکن مشہور حدیث میں میں یاروں اور عام حاجت

مندانہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ مشہور روایت ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ اپنے بندوں سے فرمائیں گے۔

یا اے آدم اور ماہنامہ مستطعک

تطعمنی قال یارب کیف الطعم

وانت سرمد الصالحین قال اھا

۱۱ آدم کے لئے

تو نے مجھے کھا، کھانہ، زندہ کھا

میں آ کر کہے کہ خدا آپ کو خود

حاصل دینہ مستطعک عذرا

قلان فلو تطعمہ اھا طعم

ان تو اطعمہ لو طعم

ذک حندی۔

سارے میں کے پانہ میں، تب

خداوند تعالیٰ فرمائیں گے، مجھے کھا

خیر حق کر رہے تھیں بندے کے لئے

کھا، کھانہ تو تو نے سے رکھا یا

کینا نہیں ہاں شاکر اگر اس طرح کر دیکھا تو پانہ اس کے کر رہے یا اس۔

اسی طرح یہاں کا ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے اپنے آپ کو ان حاجت مندوں کی جگہ قائم فرما

پنے کے کھا کر، یہ صحابہ کرام کو ان کے خداوند کو یہ حق سے پہلے ہی عطا فرمائی ہیں، اسی وجہ سے

فرمادی ہے، اے صاحب رحم نے شاید اسی حدیث کے مطلب کو اپنے اسی سر میں ادا کیا ہے۔

بڑی کفریوں کا ہم جیسے غالب

خدا شائستہ علی کرم دیکھتے ہیں

اور خود ہی رزق کی چیزیں کھیں کہ حق کی طرف ہی صورتیں اسلام نے اختیار نہیں کی ہیں، بلکہ میں سمجھتا

ہوں کہ باوجود دستور و اقتدار کے جو ابوہریرہؓ کے پاس تھے (صلوات اللہ علیہم وسلم) نے زندگی

کے میں نئے گزرتا کے ساتھ میں یہی ہے، کھا، کھانے، اپنے، اپنے، اپنے کا جو میرا رزقہ اختیار

فرمایا تھا، اس کی ایک حکمت اس کے لئے کہ فرمایا میں خود ہی معیشت رکھنے والوں کی دلی

اور شک میں خاطر میں اس طرح عمل سے مستعد تھی، تو ایسا کھانے کا کی وجہ موجود ہیں، آخر خود ہی خود

کرتا چاہے کہ اس کا دعویٰ ہو کہ اودیت، مہینے خزانہ اس میں (بندہ) مجھے زمین کے کھنڈوں

کی کھپاں عطا کی گئی ہیں، اور یہی خدا کی طرف سے ہر قسم کی رومانی اور بڑی قوتوں سے جو ہستی

سرفراز ہے، لیکن اس کے متعلق مجھ کو اس وقت دیکھا کہ اس کا ہر ماہ میں ہر قسم کے چھپاؤ میں مسلمانوں کو

خود ہی کھانے کے زمین کو سونا بنانے کا اختیار بھی آپ کو سپرد کیا گیا تھا، خدا پرانے چاہا تھا کہ اپنی

تمام پاشوں کے ساتھ زمین اس کی شکل آپ کے لئے، اختیار کرنے، اور جو مسلمان نہیں ہیں، ان کو ان کے

تو سب کی کمان ہی چاہئے کہ میں خود خود کھل اور کھجوروں کے خاؤں سے چھپائے ہوئے کھانے میں

بہتر (معلیٰ اللہ علیہ وسلم) کی وقایع میں وقت ہی حق، اس وقت اگر وہ چاہتے تو اس کو دیکھ سکتے

کے بادشاہ کی حیثیت کا لباس اور کمان بھی رکھتے تھے، مگر خود تک نہ فرما اس اقتدار سے فائدہ

اٹھایا، اور نہ اپنے خاندان والوں کو اس سے، اشتہار کا موقع عطا فرمایا، ان کی پہچانی کا جزو دلی

۱۱ اس کی تعانی جانتے کے لئے سے اس کا یہ واقعہ نقل کیا کہ کھلا کر اپنے دلی کا تعنی جانتے

آکھڑت عمل، اس طریقہ کے متعلق میں نے دعویٰ کیا کہ ان میں کو ایک طرحی قصہ اور فرقہ مسلحی اطمینان لاکھا

۱۱ حضرت علیؓ اس طریقہ کے لئے کہ وہ اپنے خداوند کا بپتر ہے، آپ میں، اگر آپ کے کھانے کی خدمت میں

تو فرما رکھتے، اگر ان کو کھجوریں وصول کی، ان کو فرما دیتا تھا، کھانے کے کس رائے کے، ان میں سے کس

قتل کو فرمائی دیا اور رسولی میں صحابی (دیکھ کر) ہر قسم کا تمام (دیکھ کر) ہر قسم کی (۲۵/۸۹)





ایک توانائی کی موجودہ زندگی کے واقعی ضروریات میں، یعنی ضرورتیں جس کے بغیر اپنی زندگی کو آدمی گزار نہیں سکتا، اس حقیقت پر ضرورتاً **NECESSARY** کہتے ہیں اور دوسری چیزیں وہ ہیں جن کا اصطلاحی **LUXURY** ہے، مگر جو اپنے طور پر الخیرۃ العزیزہ کی زندگی کے ثنائی انداز کو قائم کی قرآن فیضیہ دوسرے مقام پر بھی کو کبھی تزیینۃ الخیرۃ العزیزہ بھی کہا گیا ہے یعنی زندگی کے ان خاص ذیلیات میں سے کہ کائنات پر ان امور کو ذہن نشین کر لینے کے بعد جب مذکور بالا آیات کے مفہوم کو سمجھنا پڑے۔

تاکہ یہ کہ کس بلقاعت کی طرف نگاہ ڈالنے سے جب ان آیتوں میں تین نکات کیلئے قویہ ہے اس بات کا براہ راست ان آیتوں کے خطاب کا تعلق ان ہی لوگوں سے جو سب سے جو سماجی لحاظ سے سب سے زیادہ زندگی رکھتے ہیں، لیکن یہاں کہیں سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ لوگوں کا قدر انسان کے سماجی واداری کی انسانی عقلیں ہیں اس لئے ان کے استعمال میں بھی چاہئے کہ کسی خاص چیز کو متین کر کے مصادفہ کر دیا جائے۔ بلکہ وہی بات کو کہتے ہیں آپ سے بلا توفیقات کے حساب سے جو لوگ یہ بات چوں کہ سماجی لحاظ سے وہ قدرادرنگی کی حالت میں گرفتار ہیں اور وہی ان آیتوں کا اپنے آپ کو مخاطب قرار دے کر ان باتوں پر عمل کر کے کو خوش کر رہیں کی طرف حق تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ مقصود تو ان آیتوں سے یہی ہے کہ ہر شخص کو سماجی جہد میں اپنی حقیقی ضرورت کو سمجھ کر رکھنی چاہئے۔ دوسروں کے ساتھ آپ کر اپنے اندر کس کی اور کس کا حق، عزائم و احساس پیدا کر کے اپنے ہاتھوں خود اپنے آپ کو ذیلی گفتگوں میں لوگ جلتا نہ کریں، مگر یا دوسرے احکام میں وہی بات جس کی طرف قرآن ہی کی آیت

وَالْاَعْنَاقِ صَوَّا فَاَضَلَّ اللَّهُ جَدَّہُ اور نہ اندر کیا دوس پر کر کے ہیں کی وجہ سے

بعض کے حلقے بعض میں توجہ دلائی گئی ہے اس لئے بھی کس کے کہ زندگی کی حقیقی ضرورتوں کی پوری پہچان کے باوجود دوسروں کے ساتھ اپنی زندگی کے معیار کو اپنا کر کے کوڑے اور پتھر پڑھتے ہیں، وہ دنیا میں اگر تنہا پیدا ہوئے اور ان کے ساتھ ان کا ہم جن کوئی دوسرا نہ ہو، تو کھلی ہوئی بات ہے کہ دوسروں سے اپنے کام کو چھوڑی ان کو کٹ، بیرواس وقت جیسے اپنی زندگی سے آگے سرور پر نہ کیوں نہیں آتا، یہی دوسروں سے قطع نظر کر کے اپنی زندگی میں آگے نہیں جاتا، یہی جتنا دے گا کہ کچھ گفتگوں اور گفتگوں کو آگے قوی حیثیت کی طرف متوجہ کرنا ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا حصہ اس عمل کے بعد ثابت ہو کہ نقصان دہی اور خود راہ مستحید، تھا، لیکن قرآن نے اسی میں نہیں کیا ہے، بلکہ نہ کہ بالآیات کے جسے انسان کی طرف میں سے توجہ دلائی ہے ان پر غور کیجئے لڑکے کے گاؤں کا ان الفاظ کا اضافہ کیا وہ نہیں کیا گیا ہے، اگر سوچئے کہ بیوقوفوں کی صورت کو دیکھو دیکھ کر قدیوں کا گروہ مخوف و متوجہ رہتا ہے۔ جہن کے بعد ان کی حیثیت کی یاد ہی نہیں ہے کہ زیادہ تر ان میں وہی انسانی خفاقی یعنی ہر چیز کو کر کے کی نظر میں رکھنے اور ہر شے کے مقابل میں کہنے کے خورق سے ان کا تعلق ہے، مکمل ہوئی بات ہے کہ ان کا ہمت کی

اپنی کے ساتھ اس کے ساتھ کہ جس کا سب سے زیادہ ان کا کارخانہ داروں سے پہلے وہی اپنا پہنچوں اس کے ساتھ کہ خوب واقف جس سے لے لیا گیا ہے جو کہ مختلف عوامل اور فاکٹروں میں حاصل و حاصل کر کے کے سامنے پیش کرتے ہیں، ہاں ان پکاروں کی طاقت و ذہنیت سے جہاز جیت کے دون کی مشابہتیں چہ کی ہے، تاہم اس طرح ہیں، اس لیے ان کو جو کہ دیا گیا ہے، جو اس کی اس واقعی حیثیت پر مبنی ہونے کا پس کی طرف قرآن نے ہدایت دیا ہے کہ ان سے اشارہ کیا ہے، تاہم یہ کہ حیثیت کے سمجھنے کے بعد اس کی اپنی کی ہیں اپنے اندر کر لیں پید کر کے گا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ مشہور مدرسہ

من حسن اسلام العزیزہ ترک آدمی کے اسلام کی قرآن کی دین ہے کہ حاصل اور بہت بڑی باتوں کو رنگ کرے۔

ایک مسافر آدمی کا یہ عمل بھی ہے، بلکہ غرض میں جو آیا ہے۔  
کیفیت میں اس دنیا حاصل دنیا سے تیرے بے کوئی چہرے جو عینک دار آدمی عورت تک وہی کا دین بھی بیگن خدا کی وہی کا دین کب وہاں پہنچ۔  
ہر تہہ یہی آدمی کے ساتھ کر کے ساری کچھ میں جانے تو چہرہ کیا ہے۔  
اس میں بھی اسی حیثیت کی یافت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔  
اب اس کے بعد تہہ الخیرۃ العزیزہ کے ساتھ کہ ان کے ساتھ پہنچنے میں نے عرض کیا تھا کہ اس کی دوری

قرآن ہی میں تزیینۃ الخیرۃ العزیزہ کے لیے کی گئی ہے، لیکن میں سرحدوں کو تسلیم کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اشارہ کیا ہے کہ اس کا تعلق بھی زندگی کی ضرورت سے نہیں، بلکہ ذہنیت سے ہے، لیکن ان کو یہاں تو دنیا کی ذہنیت دی گئی ہے، اس ذہنیت کے استعمال سے قرآن کو نہیں کہنا گیا ہے، بلکہ اپنے اپنے دلائل کو اپنا گیا ہے، لیکن سوال ان لوگوں کے متعلق ہے جو حیات دنیا کی اس ذہنیت کا ہنر سے محروم ہیں، ان کی ان کی محرومی اس قابل ہے کہ اس پر عمل کیا جائے، اور اس مشہور دلائل کو نہ لے کر ذہنیت ہی کو اپنی تہہ گرد نہ لے کر مقصود بتایا جائے کہ قرآن میں سمجھت نہ ہوئی ہو، یہ فرماتے چلتے

قرینۃ الخیرۃ العزیزۃ العزیزہ کیا اس پر زندگی کی ذہنیت کو تم اپنا مشہور دیتے ہو۔

حیات دنیا کی ذہنیت کو مقصود نہ لے کر دیا گیا ہے۔ کیوں دیا گیا ہے، کیا اس کا اس میں خدشہ ہے، کیا دنیا کی ذہنیت سے جو مراد نہ لے گئے ہیں، تاہم اس کے استعمال سے جب میں نہیں کیا گیا ہے، قرینۃ کا استعمال کا ہر جہ کہ حق تعالیٰ کی انسانی کتاب مجھے ہو سکتا ہے۔ واقعہ ہے کہ یہی خطاب



ذاتی تجربہ نقل کیا ہے، یعنی اس حدیث کو بیان کرتے کے بعد اسٹون نے کہا۔

حضرت صاحب الاغتیا فیما  
کان اکثر حاضری کنت (اسی  
دایقہ خیر امن دایقہ زین  
خیر امن قرنی علیا سمعت  
عز الحبل ین حبیب العفر  
واسمعت -  
لحم انوار ۱۵۱۵)

اختیار کے لیے اس وقت سے پہلے ہی۔

قدی میشت اور اب جیسا جاسکا ہے کہ میں ہر کوئی مصیبت ہے کہ میں کا مہار گرجا میں قائم  
 لکھنؤ میں پڑھنا شروع کیا، جو موجودہ زندگی کے کسی شعبہ میں پیش  
 آئے ہیں، اس کے لیے میں نے قدی میشت کی پڑھنا شروع کی ہے جس کے متن میں  
 ہیں اس کے قانون سے مستفاد اور اس کا عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، صبر میں جتنی مقامات  
 میں کہنا چاہتا ہوں ان میں اس کے بعض کا بھی قرآن سے تذکرہ کیا ہے، اور جو لوگ قدی میشت کی  
 پڑھنا شروع کیا ہے وہ اس سے کام لیتے ہیں

۱۔ الصابرين فی آفت و آساف  
و انظر ۱۰۔ وہی جو جنگی مصائب اور دشمنی کی گھیلوں  
کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔

کے ذیل میں شہادہ کر کے ان کی تعریف کی گئی ہے :

میرزا کا پتا چل کر گدھو کے کاغذوں کو بھینچنے کے بعد قدی بیعت سے رکھنے والوں کے لئے "میرزا کے مظاہر کی گیل" میں خود کو چاہنے والی، یہی دشمنی پریشاں ہو سکتی ہے، "میرزا" کی محبت ہے، شجاع کی الدین بن عربی راجہ علیہ سے میرزا شجاع الدین سلطانہ ما کی ہے، امینی حیرت، انشراح، افکار کی باتیں

نہیں کی گئیں، دلوں سے روکے رکھنا۔

[illegible]

140

اسلامی مسائل

[illegible]

میں کا مطلب یہی ہے جس میں قرآنی آیت ہے کہ وہ اب قدرت و دولت کا کون سا مشکل یا دشمن ہے کہ کون سا نافرمان  
میں ہیں بلکہ ان کو دیکھ کر اور اپنے آپ کو ان سے آپ کا آپ کو گناہ اپنے ساتھیوں کو خود کو ہنسی لگاتے ہیں  
اور دعائی کو فخر میں جیتا کرتے ہیں، بلکہ کہتے ہیں کہ قرآن حکم دیتا ہے کہ کافر شنائی کی عبادت ہے  
دشمن ہے، عبادت کی تشریح کرتے ہیں کہ خود بخود غلامی، اذیت، دہم سے متول ہے، اللہ عباد  
الحق الیہ ادا (عبادت کا منہ دھا ہے) بلکہ بعض روایتوں میں قرآن کہ اللہ عباد هو الیہ ادا  
دعا ہی عبادت ہے، پس عبادت پر لڑنے سے کہ مطلب یہی ہے کہ دعا پر لڑنے پر دعا  
لگے دھوکہ دینا ہے کہ

مخصوصی منزلت رکھتا ہے

... 24/11/2017

فریادِ حجاز کے راز سے واقف ہونے کے بعد جو اس پر ڈٹا ہوا ہے، وہ دوزخ کے اس سرچشہ پر  
بیکر کر اڑ گیا۔ یہ کہ جس کسی کو کچھ نہ رہا ہے وہیں سے نکل رہا ہے، پس عبرتِ عقیقین سے مستعد  
ہو جائے کہ غفلتوں کے سامنے نہیں ہرتے، ان کے بندوں کو بچایا جائے، ورنہ حق تعالیٰ سے  
لگتا اس کے آگے اپنی زندگیوں کے لئے گمراہ ہو گا، اور وہ بندوں کی زندگی کے منقب العین کی  
نہیں ہے۔ یہ بھی نسخہ ایسا ہے کہ

المصير عندنا وحده

النفس عن الشكر لا تأتي بالله

(فوائد عمی ۲۵۴)

سیر کی حقیقت بھاری ہے یہاں لے چکا ہے

ی کادی شکر، شادی سے روک رکھ

یہاں لکھا کہ کھٹکے نہیں۔









۲۰۲  
لیکن ہم طور پر ہی ملاحظہ کیا تو گواہیت کیوں نہیں دی گئی؟ زیادہ سے زیادہ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے  
کہ قرون کے ان احکام کو کہ جو ایک مشرور دل کی حیثیت سے لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ کہ کثرت  
حیثیت کے مصائب کا احساس لوگوں کو جب ہوتا ہے تو ان کا دھیان میں ان قرآنی احکام کی طرف  
نہیں جاتا۔ جہاں پر عمل کرنا ایسی حالت میں ان پر فرض کیا گیا ہے۔ آخر ہر قارئین و مفسرین و علماء کی  
گوئی تو ان حضرات کی طرف انکے مشعل سے قرآن میں جن احکام کا ذکر کیا ہے۔ کیا وہ معلوم ہوتا  
ہے۔ اتنا تو انہی کے فطرت پروردگار کے احکام میں نہیں کو بغیر انہی سے قبل سے یہ روک گیا ہے جس کی عطا  
روزی قطعاً معلوم ہو جاتا ہے، بلکہ آخر میں صدقوں کے احکامات سے ان میں ہم جن قوت بردہ ہے،  
سے یہ معلوم عربی عرب کا جائزے والا بھی واقف ہے، لیکن اپنے دلوں پر ہر طرح کے دھبوں سے  
چاہئے کہ ایسے سخت تاکیدیں فرمائی، انہی کے متعلق چاہے اس احکامات کیا ہیں اور وہ کد پر اس کا  
تخلی کی طرف تکتوں کو چھٹی ہے اور ہر حال میں ان کے قانون کا ہے، یہی اصول حضرات کے ہر  
قانون کا سمجھے، یہی حال انی و ذات کا بھی ہے جن میں ہر بار ہر صبر کے متعلق احکام  
فہم کے لئے ہیں۔

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ قدری معیشت کی ان ضرورتوں کی منتظر  
مسلمانوں میں ایک مروجہ جہی معاشیت سے خواہ اس کا کتنا ہی کیوں نہ ہو جو قرآنی انکارِ کمال پر  
مکمل و محکم کیوں قرآنی ضرورتوں کو ترک کر کے دوسرے انکار کو ان کا قائم مقام بنا کر جیسا کہ ایگیا ہے  
مثلاً ایسے مواقع میں لوگوں کو قرضت کی ضرورت پڑتی ہے، والی اور جس سے روکا جاتا ہے، جسے اس  
سے انکار نہیں ہے، لیکن انکار کا مستند یہی ہے کہ قریب قریب وہی ہے جو قرآنی انکار کا مستند ہے، لیکن  
قرآنی ضرورتوں کو چھوڑ دینے کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ اگر قرآنی اصطلاحات کو قرآن میں نہ رکھو تو کیا  
ضروری طور پر کچھ اس قسم کا احساس قائم ہو گیا ہے کہ قرآنی مطالبات ہی نہیں ہیں، بلکہ اس سے بھی  
گہرے تر کہ وہ کمال کا ایک کردہ ہیں، ایسا ہی پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے کہ شاید غیر ضروری سے ملنا  
قریب قرضت و کم علمی وغیرہ کے جذبات شکل ہوئے ہیں، ادا کر ہے کہ ان مطالبات میں جو نقصان ہوئے  
ہیں یا دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں، اس میں زیادہ تاہم ان لوگوں کو قرآنی تجربات کے ترک کیوں سے  
اصل ہو رہی ہے، بلکہ جو کہ ہے کہ غیر قرآنی انکار کی اشاعت ہی کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس مسئلے  
قرآنی ایمانات کے متعلق صحیح طور پر ہی نہیں چلے کہ ان کا تعلق معیشت کے کس کس خاص کیفیت  
سے ہے، یعنی جن قرآنی آیات کا تعلق قدری معیشت دوسری دشواریوں کے حل سے ہے، ان کے متعلق  
عام مسلمانوں میں یہاں تک میں جانتا ہوں اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہے، دوسرا یہی سمجھا جاتا ہے کہ  
ان کا خط یہ شخص سے ہے، خواہ وہ قدری معیشت رکھتا ہو یا سبیل، یہی وجہ ہے کہ صحیح فاضلین  
قرآنی احکام اور دشواریوں کا احتیال کرتا ہے، عام طور پر ان موصوفوں پر لوگوں کی کئے استعالیٰ  
رہنے کے عادی نہیں ہیں، اس لئے مسلمانوں کو ان باتوں سے جو منافع پہنچتے ہیں جن میں ہر ایک کے

۲۰۳ اسلامی سیاست

نہیں پہنچ رہے ہیں۔ ضرورتاً سبب پیش آتی ہے تو لوگوں کے سامنے عموماً اس انتظار اور معذرتوں کو پیش کر دیا جاتا ہے جس میں خیر خزانہ اٹھانے کا مسئلہ کہے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ اگر براہ راست شہرہ آفاق آئین کے مسئلہ کو درج مسلمانوں میں باقی رہتا، تو فیصلہ اس کے آٹھ نو تاجک مورخہ و محافل

ہر سال جو کچھ چنانچہ وہ چکا اور پکے سلسلے عیشت کی دو دوقلمنوں اور ہر قسم کے متعلق اسلام کے مسلمانوں پر جو فرض عبادت کے ہیں اور اس متعلق میں کسی چیز کو دیکھتے ہیں، اس پر اس کی امتثال میں مروت اور تعجب و تعظیم کی کیفیت کے کی گئی ہے، اس بحث کو اس مسئلہ پر کر کے

کل الحق میں سرایک ضمیمہ شائع  
ظہور میں وہی شائع دیکھیں گے۔  
اور اس کا بھی پتہ دیا کرو گے۔

کی اس کیفیت کو کہ وہ کھانا کھاتا کہ کچھ پیتا چرچا جاتا ہوں۔  
 پہلی جگہ قرآنِ ذمہ داروں کی ذکر و تذکرہ جہاں قرآن کی پہلی وفد کی حالت میں قرآن نے حاضر  
 کی اس باب و وقتاً گلیہ کے کمال ذمہ داروں کی خلاف ورزی کے لیے قرآن نے تعبیر کی ہے اس  
 کی تفصیل پیش کر دی جائے، جیسا کہ میں نے عرض کی تھا کہ جو کچھ کہ جنتی ماسل حضور الہامی حصہ ہے  
 میں ہر ماسل شیعہ کا جواب آپ کو ملے گا کہ میں نے ذکر کیا تھا حضور میں کیا گیا تھا، یعنی سائنسی زندگی  
 میں خدا کو کمال حاصل بناتے ہے جو گویہ کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر موجودہ زندگی میں اس کے  
 ساتھ گئے اور وہاں جانا نہیں چاہے۔ جو آپ و امیر کی کہ باوجود ان کی باقیانہ زندگی قرآن میں  
 پیش کی جاتی ہے، اس خیال کی تردید و اقصا کی روشنی میں، آپ کے سامنے آج کی پکی تصویر ہے  
 اس مسئلہ میں قرآن کی ساری سائنسی حقیقتیں روحانی و عینانی و عینانی کے دو حقیقی و حقیقی و حقیقی  
 میں، و انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن ابی حنیفہؒ اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ وقت اس کی تعمیل اب مقصور ہے، قرآن میں  
نبیئت کا ذکر کے ایک خاص قافوی کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے، یعنی  
ومن احسن عن ذکرکذا مکلف اور جو کما یا میر کا اسے وقت میں  
لا معیشت متھما۔ کہنے سے ایسی نبیئت جو ضیق اور  
مکلف ہو۔

۱۵۔ یہ بات ضرور ہر شخص کے لئے کہنا چاہیے کہ اگر وہ کسی ایسی چیز کو پکڑے جس سے اس کی جان بچ سکتی ہے تو اسے اس کی جان بچانے کے لئے اسے استعمال کرے۔













فلسفہ کشل الکلب ۱۰۰ متحمل  
علیہ بھٹ ۱۰۰ ترکہ بھٹ  
دو حکم و جب ہی پانے لگے گا

مراہ کے متعلق یہ خیال کو زندگی کی ضروریات و مہمات کی تکمیل کا وہ ذریعہ ہے، جہیز قوس کے سامنے  
ہوت جاتی ہے۔ بلکہ ہائے اس کے مرایہ احوال و زیادت خود اس کا مقصود و مطلوب ہیں یا نہ  
اسی لئے پرمان میں وہ کام دہرائیں یا نہ پتا ہی رہتا ہے، اے جب بھی اندھے جب بھی کنول کی  
طرح زبان نہ گئے اپنے اوپر جس کی ایک ایسی کیفیت لازمی کے رہتا ہے کہ گو یا اسے اب تک کچھ  
ہی نہیں ہے، بلکہ کرتا جائے و گنت چلا جائے اس کا کام اب فطری ہی رہا ہے، اور ان ہی میں  
و جیون ۱۰۰ اصل حباجہ ستا

جو فرمایا گیا ہے، اگر ہم مائے خاص نظر ان کی بنیاد پر جس کا ذکر آئندہ آئے گا، بھائے ہمدوار و زنی  
جنت کے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ اس آیت کا تعلق خدا کی رزق پانے والوں کے اس گروہ سے  
سمجھا جائے، جو رزق کے اس قدر پانے کو اپنی امانت و زلت کا سبب سمجھتے ہیں، لیکن اس  
میں کوئی حرج نہیں، اگر اس کو کام رکھا جائے، کیونکہ مرایہ ۱۰۰ دلوں کا یہ گروہ بھی فیض مال سے کسی  
حق کا حقیقی معترف و پورا کرتا ہے، یعنی ہرگز سے کوٹ کر صرف مال ہی کی محبت میں حقوق چوریا کرے  
مشابہ درود و بیع و ود ہی کے اوپر میں میں جکار رہتا ہے، اپنی ساری عقلی اور ذہنی قوتوں کی جو پہلی  
کی آجگاہ، بیع و ود کے مقابلہ کے اسی میدان کو قرار دے لیتا ہے، اسی میں بات دن وہ انکار  
و اسے متاثر میں مشغول و منہمک رہتا ہے، اور یہی چیز اس میں اس خیال کو پیدا کرتی ہے، کہ ہر کچھ  
میں اس کے پاس ہیں جو کچھ ہے، اس کی مدد کی کہ قبول اور حاشی ہماروں کا نتیجہ ہے، قرآن کے  
کھسے کرے تاکہ مرایہ دار (انسان) کو اس کے ہر فقر و جز مشغول ہے، اپنی وہ کپت خاک  
ہنا او شہد حلی حلیہ عندی

۱۰۰ دولت جوری کی ہے، ہر سے اس کا نتیجہ ہے جو میرے پاس ہے۔  
وہ حاسی خیال کی قربانی ہے، جس کا پورا ہونا اس قسم کے لوگوں میں، ان کے اعمال و افعال کا لازمی نتیجہ  
ہے، بلکہ اسی بنیاد پر ان کی زبانوں میں اس قسم کے فقرے جو جاری ہو رہے ہیں  
لغت شہد ۱۰۰ ۱۰۰ فصل ۱۰۰  
برباد و زنی ہو گئی۔

اسی کے قریب قریب متعدد مقامات پر قرآن ہی میں، ان کی طرف جو افغان و غریب کئے گئے ہیں تو وہ  
تعمیم یا کلی کا نتیجہ ہے، وہ سمجھے ہیں کہ ان کے جتنا اقتدار میں جو کچھ آج آ رہا ہے، ان کی حساسیت ان  
کے لیے کیا کاروں اور نیک نیتیوں کا ثمر ہے۔  
اور یہی مقام ہے جس پر پہنچنے والوں کا ہرگز تفرقہ ان امور میں مبتلا ہونا ناگزیر ہے، جیسا

۱۰۱ مساجد  
فصل کے افغان و غریب کی کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں، اگرچہ اپنی مشغول کے ساتھ کچھ نہیں مقرر کیا ہے، اس میں  
شریک ہوں، ان ہی کو ان اثرات پہنچتے ہیں، دوسرا جز اس آیت میں اہل کم کا ہے، اہل کم کے معنی تو کم ہائے  
کے ہیں، راہ کو کم ہائے، تو عربی زبان میں اصل معنی اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم کے کھسے ہوئے افراد کو  
سمیٹ کر کسی ایک جگہ پر جمع کر دے، انہی ارباب میں سے وہ اہل کم ہیں، جس کا معنی وہ افراد ہیں جو گنہگار  
نعت کی اس کتاب میں مذکور ہوا، ایت کا ترجمہ اس بنا پر یہ کیا گیا ہے!

تا کلون و اثرات ۱۰۰ ۱۰۰  
نیک و نعتیب صبا جگہ  
یہ کہا جائے کہ۔

حاصل اس کا یہی ہے کہ مرایہ اور دولت سے استفادہ کی یہ شکل کہ پہلی مشغول سے پہلی مشغول ایک وہ  
بایر شکل مشغول ہیں، پتی جائے کہ درود ملے قطعاً اس مرایہ کا کوئی حصہ نہ پہنچ سکے، بلکہ جو کچھ ہو  
دائے دائرہ، رتی، سب ایک ہی خانہ خاص میں داخل اور خاص جگہ پر ہی طاقت کے ساتھ اس  
طریقہ پر اس کو محدود رکھنے کی کوشش کی جائے کہ کسی غیر کے میں اس کی کوئی تکمیل بھی اور نہ پہنچے  
گروہ و ہی بات جس کے انفراد کے عملی حقوق سے متبوضات اور اندیشوں کے متعلق قرآن میں  
لیکھا گیا ہے، دو دفعہ پیر و غنیہ  
تاکہ نہیں جائے دینی دولت چوریا کرے  
مرایہ درود ہی کے ساتھ رکھتا رہی

۱۰۰ ۱۰۰  
کافوری نافذ کیا گیا ہے، تنیک اسی کے قریب ہے، اہل کم کو سواہر دلوں کا ایک خاص طبقہ جو مشغول رنگ  
نے امریکہ و یورپ کے موجودہ نظام مرایہ و داری کی تعریف کرتے ہوئے ہے، افغان و غریب ہیں  
۱۰۰ ۱۰۰  
پہنچنے میں رکھنے والوں اور تقاب کرنے والوں کی محض اجتماعی مریت

۱۰۰ ۱۰۰  
پہنچنے میں رکھنے والوں اور تقاب کرنے والوں کی محض اجتماعی مریت  
۱۰۰ ۱۰۰  
پہنچنے میں رکھنے والوں اور تقاب کرنے والوں کی محض اجتماعی مریت

۱۰۰ ۱۰۰  
پہنچنے میں رکھنے والوں اور تقاب کرنے والوں کی محض اجتماعی مریت  
۱۰۰ ۱۰۰  
پہنچنے میں رکھنے والوں اور تقاب کرنے والوں کی محض اجتماعی مریت

ان ہی سراج واروں کے مشق و محاذ کو پائے جاتے ہیں

بالذی جی بخلوں و مباحث و محاسن

والجہی و سکتوی صلا تا صمد لله

من فضله۔

چھانے ہی اس بجز کو چاہئے نفل سے

افرقانی نے اخیر حکایہ۔

قاریک پہلو اس کا یہی جو میں آتا ہے کہ کسی کے مطابق رہنے کو فرما کر کہتے ہیں  
 و شادی و حاجت میں دینے کے انفرادی عمل کی قطع میں ہے، اور اس کے ساتھ سبب کی قطع  
 کے ہر مطلب پر آتے ہیں قربا و اوقات و یکجا کیلئے کہ وہ کہنا ہی نفل سے کام لیتے ہیں یہی کہتے  
 ہیں کہ میرے پاس کو خود کچھ نہیں ہے، وغیرہ صورت و اوقات کے ساتھ پیش آتی ہے، ہر مردانہ متاد  
 میں بھیجے نہ جاتے ہیں، باقی آگے نکلنے والوں کے منہ پر قلعہ ہے کہ کچھ کی کچھ نہیں ہے، لیکن  
 ہیں پشت و پشت خورہ و میرا ہوتا ہے میں ہاں سے نکلا میرا ہوا ہر کشتی و نا کشتی کو اس کی طرف  
 منسوب کرتا ہے، اور اس ہی باتوں کو اس کی کامیابی اور ناپسندیدگی کی اور فرماتا ہے، اس نے  
 بے ایمانی کی، اور دیکھو کیا فریب سے کام لیا، یہ کیا وہ کیا، حالانکہ یہ بھی جو کہہ جاتا ہے، اس کی  
 کی آگ کے ٹکڑی، ایک شکل چلتی ہے جس میں بیچ و دھڑکا، ہاں سراج و دار جتا جتا بہ پیش ہے۔  
 بعض حکایہ بہر فرما کر ان کے او فصول کی تشریح کرتے ہوئے ہے جو حکایہ،

والعجب فی اوجہ العناونی

الغیب حسن و قبح حکم و حکم

و بدخل فیہ و استغنیہ

والا فتنہ بد و الحیا کا قہ

کہا کہی کا شغلہ کسی کی حق بیانی تجویز کیلئے، یہ مذہبی تائید حاصل ہے۔

قوس شمال سے افق کی کٹے ہوئے ہیں، یہاں سے اتر آتا ہے، پھر اتر جاتا ہے، پھر اتر کے کھنڈ  
 قوس افق سے ایک کا قوس اگر ہوں گوں کے رکھا جائے، مربع و دھ کی ہم میں چھٹے جاتے ہیں  
 اور دوسرے کے مشرق پر قرار دیا جائے کہ اس کا قوس ان لوگوں سے ہے جو اس میں آگے نہیں جاتے  
 ہیں، قوس شیبہ طبعی کا قوس کی کیا اور طبعی تائید سے، تاہم بہرے ہیں کا مطلب ہے کہ کا قوس  
 ایک ہی مقدار قرار دیا، اس سے زیادہ بہرے ہے کہ ڈو کو قوس مختلف مقامی پر معلوم کیا جائے مگر  
 ایسا کیا جائے تو زیادہ متا سب ہے۔

اب خیال کیلئے، اس شخص کے نفس کی کلمات، اور باطنی واردات کا جو حال میں خود بینی کی  
 کو اسوں کو پر مشہور قرار دے کہ کچھ و دھ کے کچھ نہیں ہیں، جتنا ہر جہاں ہوا اور اس کی اندو کی روش سے  
 ہوا قوس کو بہر قوس کے مقام تک نہیں پتا یا ہوا وہ ان سے بھی بجا ہوا ہے، اور اس سے بھی نہ گئے ہیں،

جس کا قوس کی شکل، سورہ جہر میں ذکر کیا گیا ہے، شعلیں اس میں کی ہے کہ، یہاں آدمی جہنم کی کٹی  
 حالت میں ہے، ہر قسم میں اور نفل کو کھٹائی ہی کی طرف سے کہتے ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نفل و نفل  
 کے قدرتی چھانے ہیں، ہاں یہ کہ کسی سال میں ہوا ہے آدمی کی نگاہ و نفل کے ساتھ میں قدرت اور  
 اس کی مشیت میں ہی رہی ہو، لیکن جو

ادبیتہ علی علمہ ہندو

دراپا کے لیے یہ اس علم کا نام

جو میرے پاس ہے۔

کے ساتھ میں، ابھی دیا گیا ہے، اور وہ لوگوں کو بھی جوتا ہے کہ یہاں میں اس سے پیچھے روگے  
 ہیں اور ان کو بھی جوتا ہے، بڑے بڑے چل، ہر طرف ہی کے دونوں حالتوں کا ذکر اور خود ہی کو قرار دیا  
 اور یہ کہ کیا سنی تجربہ، شاہد ہے کہ قرار دیتا ہے، ایسی صورت میں ہے، دیکھ گیا ہے، اور دیکھا جائے کہ  
 کو کچھ و دھ کے ساتھ میں چاہے وہ پائے والوں پر قورہ، حقاقت و مشاہدات، ان حاجت ادا میں اور  
 اس قسم کے جبر میں جبر کے ساتھ مل کر، تپے مارے، اور حلاوت کی صورت میں اس سے بھی سنی  
 کو تپے کہ کچھ و دھ کی ہم میں، کام زیادہ تو قریبی ہوا ہے کہ جاتے ہیں، چنانچہ آدمی کا کھانا  
 کی سہو شری اور اس حال میں فرق کرتے ہیں، خود بخود اپنی ذات سے اس کا کچھ ہر پائے بلکہ  
 اور اوقاف اور دوسرے اختیار سے فرق کیا گیا، اب کھلی چلی بات ہے کہ کھانا کھانے والے  
 جہاں و نام رہتے ہیں، کھانے نہیں پیتے اور اسے دینے میں منسوب ہو جاتا ہے، بات میں کم نہ  
 کہ منسوب کو کچھ میرا کشتی سے اس نے اپنے ہر پیچھے پر پڑنا دیا، اور اس وقت کی اس میں بھی  
 ہر وقت اس کی کھانے میں حال جو کہ جاتا ہے، وہ پائے پائے اور جاتا ہے، اس کے لئے کہ  
 کوئی موقوفہ یا دھ سے چھوٹے پائے کا ہر ہر کہ دونوں سراج میں جو اس سے خود بھی حال کی  
 رہا ہے، اور فرش باغی کو دیکھو دیکھو کہ اس میں اور شغلہ ممکن کی جمل اسے تو منسوب رہتا  
 پائے، جس کے پاس سب کچھ ہے، تو قوس اور بھول پر ہوا، ادا یا جرتا ہی جاتا ہے، ہر طرف  
 میں گھومتا ہے، اور میں کچھ پاس کچھ نہیں ہے، وہ موقوفوں اور جرتا ہی ہوتا ہے، اس حال کو  
 دیکھو کہ چہن چہن جو یا ایک قدرتی بات چلی ہے، اور اس کا باطنی سبب یہی ہے کہ کھانے کے لئے  
 ان قوس کیلئے، والوں پر پڑتی کلمات کے ساتھ پیچھے گئے، اور اس کا اس فرق کرنے والے  
 جرتا ہے، دارا شانی کو کشتی وقت سراج و دار صاحب سے کچھ لینے کی ضرورت نہ آجائے، خود وہ  
 قوس ہی کی صورت میں کیوں رہا، لیکن صاحب کی کھانے کا سبب وہ کچھ ہے، سب سے بھی اس پر  
 ان فصول میں درج کیلئے ہے، جس کی صورت کا ہر نسبت اور خیر یا ہی کی چلی ہے،  
 لیکن در حقیقت جتنی عمر اس کی تھیں وہی آگ ہوئی ہے، جو ان سراج و داروں کے دونوں میں  
 چھٹی چلی ہے، چونکہ ان قوسوں کو اس قسم کے سراج و لوگوں سے قوس بھی نہیں ہوتا،  
 اس لئے ہی کہ جس میں سستی ہوئی ہے، وہ مگر ان کے منہ پر مانی جاتی ہے، قوس کی ہر کیلئے



مطلب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قتل میں اس ظہور کا ذکر ہے، اگرچہ قرآن میں اس کے متعلق یہ اقوال پائے جاتے ہیں اور ان ہی اقوال میں سے عوام میں ایک قول یہ ہے کہ وہ کچھوں کا درخت تھا جس کے قریب جاتے سے حضرت آدم علیہ السلام کو شک کیا گیا تھا، زیادہ ظہور ہو چکا ہے، اگرچہ جاتے والے جاتے ہیں کہ کسی کچھ روایت سے ثابت ہے، اور دوسرے اقوال کی تائید کسی کچھ حدیث سے جاتی ہے، اسی نے آثار شباب محمد کو لے کر اپنی تفسیر صراح العالی میں لکھ دیا ہے کہ

الاولیٰ عندہ من المصلح بجا  
قلیٰ فیہ رجا کیا جائے۔

اسی نے یہ حقیقہ بھی لکھا ہے کہ جس چیز کو خائے بہم چلا دیا، ہم خواہ مخواہ اس کی نشیمن میں کیوں سر کیا ہیں، خصوصاً جب اس کو اس کی نشیمن میں پیدا کر دیا، اگرچہ نشیمن میں پیدا جانے کو وہ کچھوں یا کچھوں یا عقل یا حیات ہی کا درخت تھا اس سے کوئی خاص عمل یا عملی چیز حاصل ہو سکتی تھی، لیکن اگر حضرت آدم کے اس قدر کرم و قدر کی حیثیت سے نہ پڑھا جائے، بلکہ اولاد آدم کی موجودہ زندگی میں اس قدر بڑا سے نفع اٹھائے گا، اور دیکھا جائے، تو اس وقت دوسرے امور سے قطع نظر کہتے ہیں کہ میں باخبر کسی متعلق میں عرض کروں گا چاہتا ہوں کہ قرآن میں بھی جب یہ موجود ہے کہ پیکار سے جانے اسٹیشن لے کر حضرت آدم کو لکھا کہ

هل ادراك انی شجرة الخلد  
ورخت کی مدت۔

اور دوسری جگہ اس کی شرح کرتے ہیں شیلان ہی کی زبان سے، اور اگر ایسا ہے کہ اس نے آدم کو دیکھا یا نہ دیکھا، اس کا ذکر ہے اس انجیل سے، اور اس نے روکا ہے کہ اس انجیل کے استعمال کے بعد ہم دونوں کو کھدو حاصل ہو جائے، یعنی کھدو کا نام لفظ اللہ میں دھجھا کر کے ہم دونوں پیش رو بنیں (یوں) کا جو حاصل ہے۔

اب ایک مدت اس کے سامنے کر لیجئے، اور دوسری وقت سورہ ہمزہ کے اس مضمون میں عرض کیے کہ آدمی، مانی اور سوائے ہی کے متعلق خیال کرے کہ اس میں ظہور نبی کی کیفیت پائی جاتی ہے، اس کے بعد اگر دیکھا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام جس حال میں اس وقت کے اس وقت آدمی کے سامنے تھا، اس صورت میں وہ چیز پیش ہو جاتی ہے، لیکن آدم کی اولاد کے سامنے وہی آج مانی اور سوائے ہی کی شکل میں جلوہ گر ہے، تو یہاں تک کہ ان کا افسانہ ہے، یہ خیال جنہاں میں نہیں قرار دیا جاسکتا، اور ان امور میں کھینچتے

۱) حضرت آدم اور ان کی بیوی علیہما السلام کو حکم دیا کہ شاکر  
کلا تھا سارا علیہما شفقاً  
دونوں کا شاکر باشا میں بھی کر

ولا تقربا ہا ہا شجرۃ  
فکونوا من الغافلین۔  
جہاں سے بھی پڑے، اور تقریباً  
اس وقت کے، کیونکہ یہ جہاں ہے  
تم اپنی حد سے نکلے والے، مینی ان لوگوں میں جہاں گئے۔

آج بھی دیکھا جاتا ہے کہ اولاد آدم کے سوا زندگی کی تمام ضرورتوں کی محتاج ہستیوں لاکھوں لاکھوں ضرورتوں کی تعداد میں اس طور زندگی گزار رہی ہیں کہ جس سے شام تک خوب کھا پیتی جاتی رہتی ہیں، لیکن ان میں کوئی بھی اپنی ضرورتوں کے متعلق غلو اور بربادی کی ضمانت میں سرگرداں نہیں ہے، نہ اس میں عورت، ایک آدم نادار ہے جو آج کی ضرورتوں کی تکمیل کے بعد اس کے متعلق ہمیشہ غلو کر رہتا ہے، عدم اطمینان کی اس کیفیت کے انزال کے لئے وہ اس چیز کی تلاش میں سرگرداں ہے جس کے متعلق غلو نہ ہو، کما لین اس میں پرہیز ہو گیا ہے، مینی اولاد آدم کو آج جہاں رہا ہے، کل دنیا میں رہا ہے، کھانا کھاتے کہ اس کی ضمانت مانی اور سوائے ہی میں مستوی ہے، بیکار کے قبضہ میں رہتے ہوئے۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کے قدر میں ہے کہ شجرۃ الخلد کے کھینے کے ساتھ ہی ان کے رخت (پیشانی کی چیز) مکمل کر لیجئے، آدم کی اولاد میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے، بلکہ قرآن ہی کے حوالے سے گزرتا ہے کہ مانی کی محبت میں جب کبھی کوئی راہ اختیار کرتا ہے تو اس کی نشیمن یعنی اچھی باتوں کی تائید مشروع کر دیتا ہے، گو یا یوں مانی اور سوائے ہی کی محبت اس کے قریب کھول کر رکھتی ہے۔

(۳) اسی انجیل کے کھینے کا نتیجہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس صورت میں ظاہر ہوا کہ ان کو ضرورتاً اور جملے کا حکم دیا کہ جن حالتوں میں وہ گمراہی کا جو مقام ان کو حاصل تھا اسی سے دور رہیں گئے، آدم کی اولاد میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ مانی اور سوائے ہی کا اقتدار حاصل کرنے کے بعد اس کے سارے احتیاجی تقاضات اسی مانی کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں، جب اور کھانے کے دریاں جو امتیازی حق رہنما پائے، وہ حق مانی میں رہتا، مانی میں یہی سب کو گڑھا جس میں غلو و استغنی کے امتیاز میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۴) مانی میں یہی ہے خدا کی کیفیت، یہ ضرورتوں کو محسوس جاتی ہے، گو یا جو مانی کا جہاں پہنچ رہا ہوتا ہے یا جاتا ہے، اسی کو ہی یہی کیفیت کی ایک شکل مانی میں پائی جاتی ہے، حضرت آدم کو بھی شیلان نے مجبوراً باور دلایا کہ یہی جہاں تھا کہ اس انجیل کے استعمال سے چل کر ملک (فرشتہ) بن گئے ہیں اس لئے کہ ان کے حق کو اس سے روکا ہے۔

وہ شیلان نے اس شجرۃ الخلد کی ایک صفت حاکم لایبلی بھی بیان کی تھی، یعنی ایک ایسی چیز جو چرچائی کی ان کو نہیں ہوتی، وہ مصافحت کے باوجود اپنی ہی باتوں میں لگتے ہیں، کہ فرسودگی اور کھلی دنیا کی دوسری چیزوں پر بعد کار ہو جاتی ہے، لیکن یہ صفت شیلان ہی کی بات نہیں پائی جاتی، بلکہ قرآن سے کہ روپیہ ایک ایسا چیز ہے کہ کسی کو قرآن میں اگر آج دیا جائے اور سال بعد واپس لیا جائے، تو نہ دیتے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ سوا مانی کی اس مدت میں جس سے روپے نہ پڑے





اسی سہا سہا  
کھل صفوان علیہ شرایب  
فاصاہ وابل مغرکہ صلا  
سہا سہا

کے ساتھ اور بھی ہوتا ہے  
آپ نے اپنی فریب کی یاد کو ماضیوں میں غرض کرنے کے لئے ہمارے دل کو  
لگا کر اٹھائے، آپ کی فریب میں ہر سال آپ کی فریب میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کہہ آپ کو آپ کی فریب میں ہر سال آپ کی فریب میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
دن و دن و دن زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے، جہاں اس کی فریب موجودہ غرض کرنے کی زندگی میں کے  
ہے کہ تمام ماضی سے دست بردار ہو کر وہ فریب میں کو گھومتا اور رہتا ہے، جہاں اس کی فریب  
لے کر ہر سال اس کے ہفتہ میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
حالیوں میں، یا وہ قدرت و وقت کے اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی کے لئے اور گنہ گار ہے،  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
میرے پاس ہے، ان کو گنہ گار جاتا ہے، اور ساری چیز کی کرائی دولت ایک دولت کی کے اندر ہاں  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
دن کے لئے، ہر سال اور ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
آپ کے ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
نہیں ہے، اس کی فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کائی ہوئی ہے، ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
شہین صفوان علیہ شرایب  
حسرت

ان کے لئے غرض و غم  
کے ساتھ فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
پس ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کو فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
مستحق فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
انتہی کے لئے غرض و غم  
ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے

اسی سہا سہا  
کھل صفوان علیہ شرایب  
فاصاہ وابل مغرکہ صلا  
سہا سہا

کے ساتھ اور بھی ہوتا ہے  
آپ نے اپنی فریب کی یاد کو ماضیوں میں غرض کرنے کے لئے ہمارے دل کو  
لگا کر اٹھائے، آپ کی فریب میں ہر سال آپ کی فریب میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کہہ آپ کو آپ کی فریب میں ہر سال آپ کی فریب میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
دن و دن و دن زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے، جہاں اس کی فریب موجودہ غرض کرنے کی زندگی میں کے  
ہے کہ تمام ماضی سے دست بردار ہو کر وہ فریب میں کو گھومتا اور رہتا ہے، جہاں اس کی فریب  
لے کر ہر سال اس کے ہفتہ میں، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
حالیوں میں، یا وہ قدرت و وقت کے اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی کے لئے اور گنہ گار ہے،  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
میرے پاس ہے، ان کو گنہ گار جاتا ہے، اور ساری چیز کی کرائی دولت ایک دولت کی کے اندر ہاں  
اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
دن کے لئے، ہر سال اور ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
آپ کے ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
نہیں ہے، اس کی فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کائی ہوئی ہے، ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
شہین صفوان علیہ شرایب  
حسرت

ان کے لئے غرض و غم  
کے ساتھ فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
پس ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
کو فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
مستحق فریب میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے  
انتہی کے لئے غرض و غم  
ہر سال میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے، اور میں کو ایک نیکو کر کے









باب

علم ہی کہ اندک سے جو بزرگ علماء غیب ہر رنگ میں ملتی ہے سر جوئے ملک  
 جیسے اشعار میں وہی بات کہہ دی ہے جہاں کے دل میں بھی اگر حرم کے ایسے اشعار  
 غریب الیکٹرک کو دیکھیں بھی جناب واخذے کوئی کہتے  
 لئے دوائے چہریت سے کیا اور زندگی ہی سے دلچسپ ہے

باب

اپنی مرضی کے مطابق دہر کو کیونکر کروں مجھ کو بے حوصلہ آتا ہے مگر کس پر کروں  
 سن کہ ہر شے تو ہے اور ہر شے ہی دیکھا گیا ہے جس کی وہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے  
 کہ جو کہ ان کے اندر ہر شے اس کی تمام چیزیں اشعار کر رہے ہیں۔ کچھ بھی کسی کو شوق ہو  
 لکھنا، بندوبست سے لاپرواہ کر سکتی عیشت رکھنے والوں کا تجربہ ان اشعار کو نہ کر سکتا ہے  
 کسی کس میں جہاں اس طبقے کے لوگ جمع ہوں، ان مذکورہ بالا اشعار یا کسی منہ پر کو دوسرے  
 شاعروں نے بکثرت اپنے شعروں میں دیکھا ہے انھیں سنائیے اور ہر دیکھنے والا دیکھے کہ  
 اپنے دل کے حالات کا بیان ان حرکات و سکنات کو کس طرح بنا رہے ہیں جہاں اشعار کے  
 سننے کے بعد ان پر جاری ہو جاتے ہیں

البتہ ہاں ایک سوال چلتا ہے اور یہاں سوال ہے کہ قدرت کے ان غیبی فاعلوں کو  
 جگتے اور جگتے رہنے کے باوجود پھر یہ کیسے کہ ان میں کوئی بھی بے عیشت سے بھی بدتر و  
 چرے کو تیار نہیں ہے اور نہ انفرادی طریقہ عمل کو رک کر کے بازگشت پر کوئی آباد لکھتا ہے  
 اگر واقعی ان کی گفتگو اور سرور و شہنشاہی ان کی زندگی میں ملتی اور مستحق رہتی ہیں۔ تو ایسی کو کسی  
 چیز سے جو انھیں اندر ہی اندر کھلے رہتی ہے اسب کچھ کہتے ہیں اسب کہتے ہیں عقل رکھنے میں ہوش  
 رکھتے ہیں و حواس رکھتے ہیں، جب چاہیں پٹ سکتے ہیں، پھر سکتے ہیں، پھر دیکھ کر نہیں  
 چھٹے کیوں نہیں پھرتے؟

اب میں اس کا جواب کیا دوں؟ حالانکہ پڑھا جاتا تو قرآن ہی میں اس کا جواب  
 بھی مل سکتا، لیکن مصیبت یہ ہے خصوصاً اس زمانے کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ  
 جن ان دیکھے اسباب و احوال کو بتانے کے لئے جبراً آئے تھے، ان ہی ان دیکھی باتوں کو دلیل  
 بنا کر پیڑوں کی پیڑی اور انبیاء کی بقول میں شگہ نڈائی کی جا رہی ہے، طبیب کے پاس میں  
 اسی لئے تو جاتا ہے کہ مرض کس میں اسباب کا پڑا ہے اسے نہیں چل رہا ہے، طبیب سے ان کو حوصلہ  
 حاصل کئے اور اس کے مطابق طریقہ علاج اختیار کرے۔ لیکن مرض کے جن حتمی اسباب کی طبیب  
 نشانی دہی کر رہا ہے، میں اگر ان کی حتمی اسباب کو دلیل بنا کر طبیب کی قیادت ہی کا انکار کرتے گئے  
 کہنے لگے کہ اپنے مرض کے جن اسباب کو میں جانتا ہوں چوں کہ ان اسباب کی تم نشان دہی نہیں

کر رہے ہو، میں کہہ کر جاتا ہوں وہی جو کچھ نہیں بتا رہے ہو، اسی لئے تمہارے طبیب کی باتیں  
 مجھے عبور نہیں، بتائیے کہ اس قسم کے مالی خرابی رکھنے والے سرطین کا علاج دنیا کا کوئی طبیب  
 کر سکتا ہے؟

حواس درمقل کا ہاں میں سے ہیں چروں ملک آدمی کی رسائی میں کئی نہ تھی، ان ہی چروں  
 کے بنائے اور ان کی کام دینے کے لئے تو قہلاً فوت اور دوسری ہی راہ کھلی تھی، لیکن کہنے والے  
 اگر اس پر عمل کر چکے ہوں وہی اور دوسری راہیں گے جسے ہم پہلے سے جانتے ہیں، قرآن ہی بتائیے  
 کہ ایسے ذہنی اطفال کے سرطین کے لئے پیڑوں کی پیڑی اور پیڑی کی نبوت ہی کی کیا  
 ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

یہی سوال ہے، مگر اچھا، کتنی سوال ہے، دکھ، دکھ، کیا ہے اسباب سے انسان  
 فخرت جانتا ہے، انفرادی زندگی اگر دکھ ہے تو پہلے شکار آدمی اس سے جانتا، لیکن جگہ کا  
 کیا، دیکھا تو جانتا ہے کہ جڑنے والوں کا فخر و دل و بدن اس میں جڑتا ہی چلا جاتا ہے، جوتکے  
 حلقوں میں بکھلنے والے کو کٹاں رہتے ہیں کہ پڑا حلقوں والی نہ تھیں ان پر جڑ جادی جا میں  
 یوں ہی پڑا والے لاکھ لاکھ اور لاکھ لاکھ جہاں تک جاسکتے ہیں جانتے ہیں قطعاً کئی نہیں کرتے  
 یہ بھی کہتے ہیں کہ کھیتی کبھی سکھ نہیں سکتا، لیکن جو کھیتی میں وہ کڑ پڑنے بننے کے لئے اور کڑ پڑتی  
 رہ جاتی ہے کھیتے بننے کے لئے بدیں نکل رہے ہیں، پھر یہ قدر کیا ہے؟

اب آپ جانتے یا نہ جانتے لیکن قرآن ہی میں اسی ذکر کا اندر سے انھوں کی پاداش میں  
 میں دوسری حتمی سزا کا جو ذکر کیا گیا ہے، یعنی ارشاد ہے،  
 وہ صلی علیہ وسلم ذکر اور کھیں وہ اسے دھن کی بات  
 نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین  
 (زبور ص ۳۷)  
 شیطان کی ہر دھار کا ساتھی رہا ہے

اور یہ درحقیقت منکب عیشت اور تباہ زندگی کے پہل کا وہ حتمی جزئی رخت جس کے پہل کا روتو  
 ان میں سے ہر ایک کو ممکن ہی پڑتا ہے جن کی زندگی، ذکر ان کے گزرتی ہے، اب آپ ہی  
 بتائیے کہ درخت کی جگہ تک انکا ٹانہ چلنے کا، پہل کے پھلے کو کون روک سکتا ہے، کیسے روک سکتا  
 ہے، اور انسانی فطرت کے جگر میں جرقہ لگ کر تباہی وہ درخت جس کے اکھ ٹپنے اور ٹکانے  
 کی کوئی شکل اس کے سوا نہیں ہے کہیں جگر کی حرارت سے دھڑکتا ہے اور صکار کرتا ہے، مگر  
 کے بعد جگر کو اس کی جڑ مل جاتی ہے، اس حرارت کے دہک کرے کا سامان کیا جائے۔

جو نہیں جانتے کہ خود میں کیا ہوں اور وہی پہچنے میں کہ ان اشعار کی آخر کیا ہے، جانتے  
 دینے والے اس کا جواب دیتے ہیں لیکن میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ بچا دیکھ نہیں ہے، عرف قدر  
 ایک انتہائی تازیانہ ہے، ہر گز دینے والے انسان کو جس لفظ العین کی تخیل کے لئے نہیں کہ







ایسی معیشت اور زندگی میں انہوں نے قرآن و حدیث اسی دنیا میں جو تھے۔

**قدرتی معیشت اور اس کی ذمہ داریوں** | اس میں چاہت ہو کہ قدرتی معیشت کی ذمہ داریوں سے انحراف کے نتائج سے گریز کرتے دلوں کے ان نتائج کی تفصیل کر دیں گے

ذکر اسلامی و توحید و مخصوص میں کیا گیا ہے، تو بات یہ ہے کہ

ہیں ۶۰ صحن عن ذکر صحری جگر یا میری یاد ہے اس کے لئے  
فان لہ معیشتہ فتنہ کا۔ معیشت ہے جنہوں نے دین کے لئے جی ہٹی

کی قرآنی آیت میں جس پر ہم کی یاد میں زندگی کو غصہ و پرانہ بنا دینے کی دھمکی دی گئی ہے ظاہر ہے کہ جس طرح اس کا متن ان لوگوں سے ہے جو پہلی جیسے پر نرق پاتے ہیں، اسی طرح اس کے دائرے میں وہ بھی شریک ہیں جنہیں قدرتی پہلے پر روزی ملی رہی ہے کیونکہ حق کا حکم عام ہے اور ہر اس شخص کو مادی ہے جو ذکر اور بیٹے ہٹ کر اور کٹ کر جینا چاہتا ہے، افسوس معیشت خواہ پہلی ہو یا قدرتی جب معلوم ہو چکا کہ ان رزق کا ہر حال حاصل قسم کی خدائی ذمہ داریوں غالب ہے تو جو ان ذمہ داریوں کو پوری کرے گا، ان کے نتائج بھی ان کے سامنے آئیں گے اور جو ان سے لاپرواہی اختیار کرے گا، قدرت کے استقامتی خمیا زوں سے اپنے آپ کو وہ بچا نہیں سکتا، اسی طرح

ہیں معیشت عن ذکر الرحمن اور جو انکس ہر اس ہے انہی کی یاد  
تقدیر لہ شیطان فغولہ شرح۔ سے دیکھ لگا دیتے ہیں، اس کے  
شبیہ کر ہیں نہ جو ما ہے اس کا سامنے۔

کا قانون جیسے مہیوں کے لئے ہے اور ذکر الرحمن سے اعراض کی سزا شیطان کی شیطانی ہر جیسے انہیں پہنچتی رہتی ہے، اسی طرح اس پر ہم کا ارتکاب، اگر قدرتی معیشت و دلوں کی طرف سے ہو گا تو اس قدرتی تازیانے کی دہشت وہ اپنے آپ کو کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں، بلکہ  
الشیطان لیدکر انفسہو الشیطان دھکا دے گا جسے جسے انفس سے  
و یا ہر کھریا فتنہ او۔ اور ہم دیکھ سکتے ہیں ان کی باتوں کا۔

کی آیت جب میری نجات میں گدہ ہے، تو وہیں میں بھی بات آتی ہے کہ میں میرا بدن کی آمدنی ٹیکے فروش کے مطابق حاصل اس کے برابر ہو جا رہی ہے، اپنی خرچ کرنے کے بعد جس کے پاس کچھ نہیں، نہ نہیں رہ سکتا، ایسوں کے لئے معیشت کے اسی رنگ کو پیش کر کر کے ہر گز نہ دے دے دن کو اپنا سے نکال کر ان شیطان لئے دے دے دن کی ضرورتوں کے اندر بیرون کو پیدا کر کے ان کے کھیلوں کو کھیلے اور فردا کی فکر میں ڈال کر انہوں کی ذمہ داریوں کو بھی ان غریبوں کے لئے بچے بنا تا چاہا جائے اور یہی مطلب ہے ان شیطان جیل کو کہ انصاف کا (یعنی شیطان جسے ہم بھی اور داری کی دھمکی دیتے ہیں، دیکھیں پہلی معیشت رکھنے والوں میں اس خیال سے ڈرانے کی کجائش جو کہ نہیں یا اس نے جس

الطاف اور یہ جائزوں پر ان شیطان ان لوگوں کو اس کا تار پتا ہے جو پہلی معیشت رکھتے ہیں، جس کے فقر کی دھمکی تو ان پر کا گزرتی ہو، تو آدمی اور پہلی کی راہوں پر ان کو ڈالنے سے، ہم دھمکیوں پر انہیں، جاگیر داروں، سرمایہ داروں کو جو حال ہے کہ اپنی پہلی معیشت کی انتہائی ذخیرہ جب وہ بے پروا ہو جاتے ہیں، تو ان کی آمدنیوں کا بڑا صرف بچا انحصار ذرا ہوتا ہے۔

بہر حال یہ تو جملہ ہے، افزائی میں اسی اجمال کے جو تعقیدات پائے جاتے ہیں، اب ان ہی کو پیش کرنا چاہتا ہوں، لیکن ان شیطانی کے ذکر سے پہلے میں پھر اسی مسئلہ پر تہہ دوری خیال کرنا چاہوں گا کہ اگر دیکھتے ہیں کیا ہے۔

حق کر چکا ہوں کہ قدرتی معیشت و دلوں کو جن معاشی پریشانیوں میں عام طور پر مبتلا کیا جاتا ہے، ان کا ایک حصہ قردہ ہے، جن کی ذمہ داری بالکل ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جنہیں معیشت رکھتے ہیں، لیکن بالکل کے حاضر میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے قدرتیوں کے ان جائز حقوق کو نہیں ادا کرتے، انہیں ادا کرنا چاہتے، جو دینے والے کی طرف سے ان کے سرمایہ میں حشر کیا گیا ہے۔

اور ان کی کم کا مستحق فی روگ ہے، ہی ایسا ناک روگ کو جن پر اس کا دورہ پڑ جاتا، وہ وہ صرف ہی نہیں کر چکا ہے، اسی کو یہی طاقت ہے اس طور پر کہ جسے رہتے ان کی ایک کھلی بھی چاہتے ہیں کہ وہ سروں کے نہیں ان ذکر نہ جاتے پائے، بلکہ دوسروں کے لئے کے حق کو بھی چھین کر چاہتے ہیں کہ کتنے بے جا ہیں، خدا ان ہی کے ملک ان ہی کی ان ہی لوگوں پر جن میں وہ رہتے ہیں کچھ بھی گزرتا ہے، لیکن اعلیٰ کے ان روگروں کے حق پر جوں ہی نہیں، شیطانی خصوصاً جن ملک میں ایسی ہیشت بنا ہوا ہے ان کے لئے ان کے ملک ان کو میرا جاتی ہیں تو جو ان کے بے پناہ مظالم کا کیا شک نہ ہے، آج جس کے تاشے ان ملک میں نظر آ رہے ہیں، وہاں دولت کا طوفان برپا ہے، ان کی اس آہٹ کی ان ہی شیطانیوں کو کھیل جاس ان کے سادہ لوح عام باشندوں کو خوش کرنے کے لئے کیسے جارہا ہے، سنا یا جاتا ہے ہر چوتھوں سے چوتھوں سے وقفے مختلف پیرایوں میں اعلان کرایا جاتا ہے کہ مٹا جا رہے ان کی اس آہٹ کی کس

قیہرہ سوا سی روپے ہیں

سنا ٹکا نے کے وقت تو اس آہٹ کی کوئی کس پر جھٹایا جاتا ہے، لیکن پہلے اس کے قاضی جو سنا نہیں بلکہ دولت سے نفرت ہے، اس کی شتم کا وقت جب آتا ہے تو اس کی یہ سوا سی روپے اس آہٹ کی رکھنے والے ملک کے عام باشندوں کے منتقل ہر خبر میں معلوم ہوتی رہتی ہیں کہ ملک میں بے روزگاریوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ ہے۔  
انہوں کی زمین امریکا کا حال ہے (دیکھو سارا جادو دہلی اپریل ۱۹۷۷ء)





ہم میں ایک آدمی کا حال ایسا ہے کہ گویا کوئی دھوئی اپنے گدے کو کوئی بچی اپنے کو گھسکے بن کو بھیج دینا چاہتا ہے۔

پیارے گروڑ انسانوں میں پانچ ساڑھے پانچ سو انسانوں کا ٹکڑی چرنا اور اس کے بعد اسی چکر کوڑی شیر آبادی میں ہر چار برس سے ایک کو بیٹھوں گا گائے بیٹوں، بیڑوں اور بکروں سے بھی ہر زندگی گزرتے پرکس نے بیکری کا باہر کے بسبب انگڑی اور انش بارونے؟ یا اندک کے پانچ سو ساڑھے پانچ سو لکھ بیڑوں کے اکل لہے؟ کتنا دلچسپ ہے کہ اس کے اوسو کا انسان جسے شت شت غریب بندوں نے پیش اپنے بیڑوں کی زبانوں سے دھکائی یا در در دیا گیا ہے۔

یاد دل ہے ان ہی دونوں میں حوام کے مطالعوں سے مجبور ہو کر انگشت کی حکومت ہے بھی اپنے بہت اکل میں ایک جنگ، انفرادی دلائل کی حقیقت کی وجہ سے ان کی خیروں کو کچھ ادا دیا بھی گئے، کیا سرمایہ داری کے ترانے سے لگی تھوڑی تھوڑی خوشی کو دیکھ کر کسی انسان کو گھراتے گھبراہٹ آپ گلہیں انھوں کی وہ حالت نہیں ہے۔

فری تیر لڑنے پران ہی تیر دو تھوڑے کتا چار ہے، اس انگشت کی اشاعت پر پیچ کر کتا گھبراہٹ ہم دریافت کیے ہیں کہ اس سلسلہ کو کتنے گروہوں کے اندر جانے کا اتفاق ہوا ہے، اسے کچھ بھی اندازہ ہے کہ اب بھی دشمنی خیزت کے بعد بھی کتنے گھبراتے ایسے ہیں جن کا گزرنہ زیادہ تر حسن روی اور پیار ہے، یہاں سے کہیں کے جو چر پی پر کر کے ہیں جن میں گوشت اور ہڑی (کچر) ان کے بھی دھگنی بھی نصیب نہیں جاتی۔

فری تیر لڑنے کا بیان اس وقت کا نہیں ہے جب انگشتان میں رابع بندی کا نظام چرچا تھا، لیکن شہر نے پہلے کا قدم ہارے والے جو جن کا نہیں دیتے دے، بلکہ تہذیبات پر جاندارے انگشت ہے، بعد میں نہیں، اسے کہیں پیچھے یا کچھ کم اس قسم کے چند بیڑوں کی اوسط مانی رکھنے والے بندہ سے کسی بنیاد پر فرماتے، اور ان دھاتے تھے، جو ہر پڑوں والا ہندوستان سے سب کیل اور بیس والے انگشت کی حامل ایک

تھکر کا گھن میں چرہ ہزار سکانات ایسے ہیں جو مرعہ ایک کو ٹھہری مثال ہیں، اور ہر کو ٹھہری میں ہمارے چار پانچ چھ آدمی ہوتے ہیں جن میں ہزار سکانات کو ڈوڑ کو ٹھہریوں پر شام ہیں، اور ان میں سات سے بارہ تک گزرتے ہیں۔

یہ بیان دیا تھا، چاہے سڑ لانا نہ چاہے صاحب سامع وزیر علم دولت انھیں اس کسٹروٹس کے لیے یہ ادا دود خیر فراہم کیے گئے کہ وہ دونوں کی تعداد میں اضافہ فرمائیں، ادا کیے گئے ہیں سے جو کتا خدا اور گنا گنا کو ہر حال کلا سگے، بلکہ دنیا کی ملکات ان ہی کا حال جب

تھوڑا سڑ لانا چاہتا ہے کہ کیا ہیں۔

آپ شہر میں کی کل آبادی کا چاروں حصے کوٹوں میں بکرتی ہے۔

مردان اور زنانہ والے جن کوٹوں اور جن خیروں پر حکومت کرتے ہیں، اگر وہاں کے باشندوں کو چھنے کے لئے مرغی کے ڈربے بھی نصیب نہ ہوں تو کوٹوں کو اس پر حیرت کیوں ہے؟

ان ہی دونوں میں جب یہ خیریں ایک کالم میں شام ہوتی ہیں تو دوسرے کالموں میں جن قسم کی خیروں کی بھی کچھ قسمیں ہیں کی گئی ہے۔ اور کچھ ہی دو تھوڑے ایک ساتھ ایک ہی وقت سے ہماری دوسری ہیں، مثلاً انگشتان ہی کے مشعل

پیارے اب ہر چکر کوڑیوں کی حرفت شرب لڑائی کی کچھ خبریں سنیں

خود قوت لے اپنے چروں (موت چروں) کی آباغی کے لئے خانہ وڈر و خروہ چرتیں کہ کوڑیوں سے زائد خرچہ کئے لوہٹ خشر گزٹ

۱۶ مارچ سن ۱۳۳۸  
ناکھون الفاڑاٹ ۱۱ کلا لسا  
کمار ہے ہر (مورٹی سرمایہ کی) اکل کے ساتھ۔

یہ وہ زندہ خیریں ہیں جن کی دولت چار کوڑی آبادی میں سے دو کوڑا انسانوں کو تو سکے، بیاں کر گئے جوئے حویثوں کے مانند خیروں کے ڈروں میں پانچیا، لیکن اسی ملک میں شعلے والے چرچر کوڑی نہیں بلکہ چرچر کوڑا چار اب کی ساڑھے چار میں بھی لڑنا ہے۔ انشا اللہ اسے اکل کم کا زور کو رضا دہوں پر چشمتیں کوڑی دولت کی دل کی چرچل کوڑی جائے، لیکن لاکھوں اور کوڑوں باشندہ ان کے بھوکے پیٹ اور گئے ایسا کہنے کے لیے پاس کچھ نہیں، اور اس پر بھی دینا کے کان کو اس قسم کے دھوون مسلط دھوون سے ہرا گیا چار ہا چکر کا شخص سے چھین کر ملک کے عام باشندوں تک دولت اور حکومت کے پہنچانے کے لیے ہماری ہی پیش قدمی کی ہے۔ دراز سے پہلے جہاں بھی گندے جہی گزرے، چرچے، کھانے، چائے اور اپنے ہاتھ کی کھانے کے سوانا کے خزانوں میں ملک کے عام باشندوں کے لئے زرخیز، دنیاوی انصاف کر سکتی ہے کہیں ملک میں ایک طرف تو یہ حال ہے کہ پیٹے واہوں نے کال بریں چار چار اب اور چرچر کوڑیوں کے خراب اندہ حائلوں پر، لیکن اسی ملک میں خرابی کے مشعل خیروں کے ایسے طبقات میں پائے جاتے ہیں، وہی مشعل میں خرابی کی راجیٹ کے راجا ہیں، اسی سبز چشمتیں میں قوتی میں انھیں ملے، ہر جہی شام کی تھی، تھی گویا دھکی کے تھیں شے، انسانی خراب کی لاری سے ان ملک کو نہیں ہر چکر

موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 شرک پر خراب بننے لگی۔ ہزاروں کے اور حرام کا بھرم تھا جو اہل ایمان اور پیغمبر  
 نے قوت پڑا، اور میں قوی ہوئی روحوں سے تو کمال ہی کہ دیگر شرک پر  
 اودھ سے لپٹ کر نالی میں بہتی ہوئی خراب کو پین مشربہ و سگایا اور زمین  
 سے اس میں پڑے ڈوب کر پھر انہیں برکتوں میں پھونکا۔ (ماخوذ  
 از کتاب برہانی ص ۱۰۰)

اگرچہ یہ ایک جزئی واقعہ ہے، لیکن اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مراد ہی کا جو کلام نظام  
 آج پر رپ و مار کی میں قائم ہے، اسی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے والے کالک میں سبلی حیثیت  
 رکھنے والوں نے قدرتی رزق و اموال کو خودی و نفسی کے کسی آخری نقطہ تک پہنچا دیا ہے، گندری  
 مایوں میں بہنے والی خراب میں کے پینے پر شاید کبھی باسانی تیار نہیں ہو سکتا، لیکن آپ دیکھ  
 رہے ہیں کہ پورے کے خراب افراد کو کتنی سرت کے ساتھ اس نصیب خیر سزا کو اودھ سے ہر چکر  
 تائیں میں مٹا دے اسی کوئی رہے ہے؟

اسی لئے قدرتی حیثیت کی وہ دردناک حالت جو سبلی حیثیت والوں کے آگے کھانپائی  
 خود بخاری و خود فوٹی کے جذبات کے نقطہ کا نتیجہ ہے، اس کی اصلاح و تسبیح کے قدر کو اسی  
 قدرت کے حاکم کرنا چاہئے جس نے ان کا تمام زبردستیوں کے پھکوں سے نجات دے کر اسے  
 کارخانہ کے موجودہ دور تک تسلسل انسانی کو پہنچایا ہے، ورنہ کا وہی خدا جس نے اپنے متعلق  
 ادا سہا پہل ہمارے صفا  
 اور ترازو کھات میں ہے۔

کا اعلان کیا ہے، اور بتایا ہے کہ قدرت کی کھلی گرائی آغا دہ کر رہی ہے، تاہم  
 خاکشود و فیض الفساد  
 جب جاؤ اور خدا کو یاد دیتے ہیں  
 (سردار رادار اصطلاح)

کے اور ہم تک علم و تدبیر کا پانچ چکر کر رہی ہے جاتا ہے تو ہم اسی کے ساتھ  
 نصیب علیہ صبر پاک سبوط  
 پس مراد دیتا ہے اسی برتر رب  
 عذاب کا کوڑا۔

کا تجربہ کر رہیں کے خاندان کو ہمیشہ کرنا پڑا ہے، اور اگرچہ سبلی معاشی قوانین کے جس قدر کہ ہمارا ہی کے  
 جن حدود تک پہنچا دیا گیا ہے، مراد (گمات) دے دے رپ کے سوا خدا عذاب اتنا زیادہ عذاب کہ کوئی  
 استعارہ کرنا چاہئے، اور میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید قدرت کی اس معنی ہے آواز و نالی لٹھلی کی مار کے، تاکہ  
 ظہور شروع ہو چکا ہے، آؤ قرآن ہی میں یہ جو فرمایا گیا ہے، یعنی

وذر لہی واطلکھن بین اذانہ  
 وہاں چھوٹا قلیلہ دن لہی  
 ۲ منکا لاد و حسیما و حسیما  
 جو روئے ہے، اور ان جھٹلے والوں کو  
 جو طعن والے ہیں، اور بہت دور ان کو  
 خودی، کلف ہمارے پس میں پڑیں،

ذات غصۃ و عذاباً فیمنہ

انکے پاس غصہ اور وہ کہ ہر غصہ۔

نصیب کیے تھے، ترہا یہی کہی کو پانے کے بعد، یعنی شعلہ زرد داروں کو جنہوں نے جھٹلایا تھا، کہہ دیا کہ  
 ذلیل کے بعد ان ہی کے عقلم میں آج آتش کجیت و خاشاکیت، اور وہی قسم کے متعلق ہے جو انکے  
 فکر اسے ہیں، ایسے ملتے جلتے نکلنے والے نکلنے میں دنگلے دے اٹھتے ہیں، اور سزا بہت  
 فرمادتی، اور اسی قسم کے دوسرے معاشی مسائل پر بھی ایسی ہی جگہوں میں جو دانت دکھا رہے  
 ہیں کہ موجودہ جہد کا بر صاحب نعمت اپنی اپنی مشقوں یا اپنے اپنے سرمایہ کے حساب سے یہ بڑا نہیں  
 میں بیٹھا ہے، کیا ان کو دیکھ کر بھی اس کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ مراد والے رپ کا سبوط  
 خدا ہے، اور یہی کوڑا خبیث ہے سرکال کو خیرات میں رہنے والوں کی بیٹیوں پر نہیں  
 پڑھنے لگا ہے؟

اقتراکیت معاشی نظام نہیں | ہر مال قدرتی حیثیت کا، پہلو زبردستیوں کی زبردستیوں کا چکر  
 بلکہ قدرت کا انتقام ہے | نتیجہ ہے، اس لئے ان زبردستیوں کا سبب قدرتی کرکٹ  
 ہے جس کا پادشاہ سب سے اچھا ہے اور اسی میں ہی بلکہ ہمیشہ سے زبردستیوں کو زبردستیوں پر چڑھتا  
 رہا ہے۔ جسے بڑے گھڑوں کو گھڑیوں سے دیکھا گیا ہے کہ اس نے پھر دیا، اور میں تو سمجھتا  
 ہوں کہ توڑ پھوڑ کے اس سلسلہ کا آغاز ہو چکا ہے، پھر جب آغاز ہو چکا ہے تو کسی تجربہ کار  
 اس آغاز کا انتہام پہنچ ہی رہا ہے، فعلی میں بیٹھا ہوئے والوں کو کھلی جو کچھ بھی لگ رہی ہے  
 وہ صرف ہے کہ انتقام کو وہ واقعی انسان کا کوئی تعاضلی نظام سمجھ رہے ہیں، لیکن حقیقت خود  
 اس کی شہادت میں کرتے پتے جا رہیں گے کہ انتقام صرف انتقام تادہ دینا کا کوئی واقعی نظام نہ  
 تھا، اور جو سکتا ہے، انتقام کے دن جب پورے ہو چکا ہے، تب ہی آدم کی حیثیت کا پھر بھی  
 نظام ہے وہ خود بخود قائم ہو جائے گا یہی ہوتا رہا ہے اور دنیا کی عمر کی مدت اگر ایسی کھائی  
 ہے تو زندگی اسی منت کا پھر مینا ہو کر رہے گا۔ دن جلد فسفہ (لغہ جلد پلا۔

پس قدرتی حیثیت کے اس پہلو کو چھوڑ کر میں اسی حیثیت کی صرف اس شکل سے بحث  
 کرتا ہوں جو ہر آدم کے صفات و کمالات کے قدرتی تفاوت کا لازمی نتیجہ ہے، ورنہ خدا ان میں  
 جیسا کہ بابا رنڈر چکا

اللہ بیسط العرش لم یشتا  
 اللہ ہی شاہد کہ ہے جس پر پتا ہے  
 ویتقہ۔  
 روئی کو اور وہی ہی کئی کر دیتا ہے

جس کی روئی کو چاہتا ہے۔  
 کے معنا میں بے کر دیا گیا ہے کہ کثرت فی اعمال کی سمجھ کر کشتن کا نہیں بلکہ معاشی و مادی و  
 مراتب کا بہرہ حق تعالیٰ کی قدرت قاهرہ اور ارادہ بامروہ کا پیدا کیا ہوا خداوند آواز دینا کیا ہے





ہو بیٹا بھگنوں کے ساتھ میر کسی خدمت دہانے کے آج یہ سب کچھ بے باگ و بی ہمتی بے باگ و بی ہمتی بھگنوں کے ساتھ  
 جبراً بار پڑا ہے، انہوں میں سے کچھ دلیں میں بیٹھنے والے صحت ان ہی اناؤں کے ساتھ جو کچھ  
 میں نے چھوڑا تھا اور جو پتہ ہے اس میں انسانی کائنات کا کوئی شائبہ کسی قوم کسی ملک کسی  
 دور کا کوئی کچھ نہ ہے کہ زمین کے گرد پڑی آدم کے گھرانوں میں باقی ڈھٹائیوں اور استغنی  
 ہے چاہیے کہ ساتھ کائنات کو کچھ پہلے میں منہ سے والوں نے یہ منہ یا خدا یا زناؤں پر اس قسم  
 کے بیٹا کا مکے سے ظاہر یہ قرآنی الفاظ

تقیوت اہل ال حب جملہ اچانے ہمال کو تم جہم کہتے

کی جملہ یہ حسرت ہے، اسی نے ان حالات میں جو کینیت دلوں میں پیدا ہوئی تھی زبانوں سے  
 بھی اس کو اقرار کر دیا گیا، اور اس طور پر اقرار کر دیا گیا کہ ان الفاظ کے اظہار کرنے والوں کو  
 ہی مصلحتوں طریقاً یا جبار ہے، وہی دردناک اور دشمنانہ ہے چارے ہیں، جبرائیل جیسی بلند  
 ہستی کو اس پرست قرار دینے سے پہلے کچھ ہے۔

یہ حال انسانی کائنات کی پیشگوئی کا یہ حصہ ہے خود ایک الگ حصہ، جو کہ دوسروں  
 خوس (ذکر) یا سنگہ دارین کا نہیں پیدا کیا گیا ہے، اسی کو اپنی ہی مخلوقوں یا دوزخوں کے مقابلہ  
 اتانے کے کو کوشش کس حد تک کامیاب ہو سکتی ہے، اس وقت میرے سامنے یہ بحث نہیں ہے  
 میرے پیش فکر اس وقت جو کچھ ہے، وہ صرف یہی ہے کہ قرآن کے لکھنے والا کائنات کا غبار کھینچے یا  
 لگاؤ کی ذمہ دار لے لے لگا لکھنے، اس کے بعد انسانی مساوات میں قدرتی معیشت کے حق  
 پر جبراً یا پیدا ہوئی ہیں، قرآن کی روشنی میں اسے ان لوگوں کے گئے رکھ دوں جو رفتہ رفتہ  
 سمجھتے اور سمجھ کر اسی کی تدفین میں چلنا چاہتے ہیں، آپہنٹے دیکھ لیا کہ پہلی امت و انسانی قوم پر  
 اس مسئلہ میں جو غلطی ہے وہ یہ ہے کہ قدرتی معیشت کو انسانی امت و ملت کا ذریعہ نہیں کہتے  
 جتنے ہیں اس کے بعد ہر قدر خدائی دولت کی اس حالت سے جسے کئے مال اور سرمایہ کے اس  
 خبا خشر یا غشی نرذ کی آگ اپنے اندر جلا کر پیتے ہیں، جس کی حیرت زدگانے خستہ ہوتے ہیں کہ  
 گویا معیشت والے جیسے لکھنے یا لکھتے گئے، انکار کے بعد سرمایہ کے متعلق اگلے تم میں بتانا  
 چو جائے ہیں، اسی طرح قرآنی دانش سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی معیشت والوں کی کمال کے  
 حسبہ کم کا فکار ہو رہا ہے، یہی قرآن سے بھی سمجھا جاتا ہے اور واقعات بھی اسی کی توفیق دیتے  
 کر رہے ہیں، لیکن بات یہ کہ اسی منزل تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے ۹۰ ختم نہیں ہو جاتی تھیں، یہی  
 انسانیت اور اس کی قدرتی بلندی پر تانے والے کا ایک اصولی ذہنی انکسار کے باعث اتنا  
 نیچے کر جاتا یا گرائے والے کا وہی حالت ہے کہ اگر دنیا پر حقیقت کچھ کس سزا سنائی، لیکن کہنے والے  
 کہہ سکتے ہیں کہ کچھ ہیں کہ اپنی ہڈی و ہر تری کا یہ خیال انسانوں کا خود ساختہ ایک دہی خیال  
 ہے، زمین پر رہنے والے سوروں، جنگلوں میں گرم گرم گوشت کا فکار کرنے والے سمجھو، سمجھو لاہور

کوچوں میں دوزخ دار سے چھوٹے دلوں کو توں سے آزاد کر کے کہیں کو بلند یا انگوں خیال کیا جائے،  
 کہیں کہا جائے کہ کھانا اپنا دھو یا اس جہان نصیب العین سے زیادہ انسانی وجود اپنے ساتھ  
 کوئی اور اپنی نصیب العین بھی رکھتے ہیں، جیسے کہ کافہ ہے کہ قرآن کی جڑ جڑ پائے، یعنی آخری  
 دروازے تک پہنچانے والی جہت ہوئی ہے، اس مسئلہ میں بھی کم از کم میرے نزدیک یہ فرض  
 اس نے اختیار کیا ہے،

مطلب یہ ہے کہ مال کے حسبہ کم اور سرمایہ کا حق صرف حسب ان طبقات پر مسلط ہو جائے  
 ہے جیسے قدرتی یا بنائے یہاں تو رہی نہ رہی ہے، تو پھر  
 اسے حق جسے چلے اسے حق کہیں چلے  
 کہ دوزخوں سے ان بجا بروں کو کون بچا سکتے ہیں جو اپنے آخری محبوب کے وصال کی قضاؤں  
 میں تھپتے اور اڑیاں دگڑتے رہتے ہیں، قدرتی معیشت کی دشواریوں کو آسان بنانے کے وہ  
 سامنے ڈراؤں ہیں جن کی خدا حسبہ سے تعلیم دی ہے، معنی کی اس آگ میں جل جس کو رسم چرچاتے  
 ہیں کا دوزخ یا معاشی پھانسی

ان فعلی فی اموالنا فاشنا اپنے سوال اور سرمایہ کو کچھ چاہیں  
 کا دواؤں میں خود ہوتا ہے، صلوات کیجئے یا مذہب و دین ایمان و دھرم کا معاشی جہد و جنگ  
 راہوں سے دشمنے ڈر دیا جاتا ہے، خدا کا قانون خدا کا حکم، مبرور و فاسد، دھماکا لگائی الا وافی،  
 حرک الامین، الخ و وہ ساری ذمہ دار ہیں جو قدرتی معیشت میں الرحمن کی دولت سے عالم کی گئی  
 ہیں، وہ جہاد جاتی ہیں، اپنے عقلی مطالبات کی تکمیل میں بے روک و رک کوک شغلوں پر جاتے  
 ہیں، اپنے آئینی کی اس زندگی میں زمین پر جس قسم کا فساد بھی پھوٹ پڑے اس کا کوئی انکار نہ کر سکتے  
 ہے، معاشی مسائل کے متعلق حضرت خبیب علیہ السلام کی عقلی قوم جس نے اپنے انفرادی کے اسی  
 حسبہ کم کو پیدا کیا تھا، اسی قوم کو خطاب کر کے اللہ کے متادی حضرت خبیب علیہ السلام کے جس  
 قسم کے احکا و قوانین میں مضمون کئے ہیں،

وققل و بن کل حوالا قوعدہ اور جیسے جو ہر ہر دھمکتے ہو  
 وگوں کو۔  
 یا فراتے  
 ولا تشد وافی الا من یبدل اور نہ بگاڑ دیا کہ وہ میں اس کی  
 اصل و جہا۔  
 طبی موانع کے ان عزت کی تعمیر اگر کوئی نہ جانتا ہے، تو ان ملک میں جا کر جہد کر سکتے ہیں جو  
 کہنے کی حد تک تو حسب سے جیسے آئینی ملک ہیں، بلکہ آج دوزخ کی آگ میں مذہبی کا  
 کام دہی کر رہے ہیں، اور انسانی اخلاق کی فحش کا وہیہ خفا منہ جس کے متعلق یاد دہاتا ہے کہ

جہاں چندہستان کا ذکر کرتے ہوئے عروہ و نشان چرول نے لکھا تھا،  
 تیکالے پیسے میرے لئے اعلان کیا کہ تقسیم چرول کا ماضی اور قضاوت چرول کا  
 بہترین اور یقینی علاج ہے۔ میں نے انگریزی گورنمنٹ کے لئے تقسیم کردہ  
 گورنمنٹ وستان کے ذمہ داری بھی کو پیش کر دی ہے۔

براہ راست اور قضاوت چرول کا بھی بہترین اور یقینی علاج تقسیم ہے جس میں مالک کے کوہ و زمین کے لئے  
 ہیں، لیکن اور قضاوت اور آئینہ اور تقسیم کے سب سے بڑے مرکز امریکہ میں قدرتی معیشت رکھنے  
 والے جو کہہ کر رہے ہیں، چرول پر امریکہ کے مال کے جب تمام کے تقاضوں کی تکمیل میں چرول میں چمکنے والوں  
 سے دو کام لے رہے ہیں، کسی دن کے اپنا رات میں اس کی خبریں نہیں جیسی ہیں، آج قضاوت مالک  
 میں جو کہ چرول ہے اور آئندہ جو کہ چرول ہے والا ہے، اسے قضاوت دیتے ہیں۔ جب اس کے دن کے  
 حاجت کا دور دورہ تھا، آئندہ میرے قضاوت امریکہ کے متعلق لکھا تھا کہ

امریکہ میں سالانہ اور وسطاً ایک لاکھ ڈالر کے پڑے رہتے ہیں، ایک لاکھ کے قریب  
 چرول کی تعداد ہے، لاکھ تیرا آباد، ۱۱۔ جنوری سن ۱۹۱۲ء

پرنسٹن کی رپورٹ ہے، اس کے بعد  
 ۱۹۱۲ء میں دیکھ کر ہم گیش نے جو رپورٹ امریکہ کے متعلق حکومت کے  
 آگے پیش کی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ چرولوں نے تقسیم چرولوں میں سہارا  
 نہیں دیا اور تمام کی حقیقتات کے سلسلہ میں حکومت پر تین ارب روپے  
 خرچ کرتی ہے۔ (۱۱۔ جنوری سن ۱۹۱۲ء)

اور یہ قضاوت ایک ملک کا حال ہے، اس آئندہ چرول میں ملک نہیں، صرف ایک شہر اور سوم بر لندن کے  
 متعلق یہ روٹاؤں ہیں، اس قضاوت

لکھے بندوں اس شہر (لندن) میں جو ڈالر کے لئے تقسیم ہیں ان کی تعداد  
 ساڑھے دو سو تیس ہیں، تقسیم چرول، اور تقسیم میں تقسیم ہونے کے ذریعے سے  
 ڈوہڑا پیتا میں، اور تقسیم میں اس قضاوت کو کام میں لاکھ دو ہزار تھوڑے  
 آدمیوں نے چرول کی راہ، ان گزروں کو ڈالر دیکھ کر میں لوگوں نے شہر لندن  
 میں روپے وصول کئے، تقسیم میں ان کی تعداد ۱۵۰۰ اور سن ۱۹۱۲ء

تھی (۱۱۔ جنوری سن ۱۹۱۲ء)

اور یہ واقعات ہیں جس کا سراغ پڑھیں لے لگا لیا، ورنہ چرول کے ذریعہ اللہ سے باہر چرول  
 اس مسئلہ میں پیش آئے ہوں گے، ان کو کسی پرقیاس کیجئے، وہ کچھ تو ہے کہ جس تمدن اور تہذیب نے  
 مردوں سے آگے بڑھ کر عروقوں میں کو آتا جو کسی بنا پر، جیسا کہ امریکہ کے ایک اخبار  
 اینڈنگ ریکٹ لکھتا تھا،

تیار ہے ملک میں، اس سرے سے اس سرے تک تقسیم یا خود میں دیکھیں  
 نے قضاوت اور راہ، قضاوت کا پیچہ خرچ کرنا ہے..... روز بروز میں  
 حسین نے ذکر کیا اور بندوں سے سچ ہو کر قضاوت میں دیکھ کر چرول کو لکھتے  
 لکھتے ہیں، (۱۱۔ جنوری سن ۱۹۱۲ء)

بہر حال قضاوت آیت

وتتعدون بکل امر اطوع وذل

اور تقسیم چرول پر یہ دو حکم ہے۔

کی تقسیم نہ تھی، تقسیم ناقابل تصور رکھوں میں آج دنیا کے ان مالک میں چرول ہے، جہاں  
 کے قدرتی معیشت رکھنے والوں میں مال کا جب تمام تقسیم ہونے لگا، اور عروہ و نشان  
 کے اور تقسیم نے پیدا کر دیا تھا، ان میں کوئی سکت ہے، معلوم نہیں کو آج دنیا کے مالک، اور  
 ان کی مال اور باہر سے دیکھی دے کر بڑی بڑی، جس ملک کی اگر دیکھ کر دنیا جانتے گا  
 تو ان کا بہتر ذرا کر دیا جائے گا، چرول میں حضرت مال باہر لے ان کے ملک کی تکمیل نہیں کی، لکھتے  
 زندہ ہے چمکنے والی لکھوں سے بچے کی سرکشی لاش، نہیں دیکھتی پڑی لکھتے دن جہاں واقعات  
 شہروں اور تقسیم کے لئے اپنے نہیں رہے ہیں، جدید راہ کے پیتا ہیں، امیر و غیر دیکھ کر  
 نے اپنے معزنا امریکہ کو دیکھ کر میں لکھا ہے کہ چرول کے پڑے رہتے خصوصیت کے ساتھ لکھتے ہیں  
 یہ امر ایک کو اپنی جان کی حفاظت کے لئے چاہئے کہ کسی خیر کو کسی کو مقرر کریں، ورنہ امریکہ کے لکھوں  
 سے ممکن ہے کہ ان کو گزرتا لکھ جائے، ان کی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے یہ امر  
 لئے ایسا کرنا اپنی جان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو لکھوں  
 تقسیم رکھنے والے میں ملک کی کیا حالت چرول ہے، سالہ ذرا چرول کی رقم خرچ کر کے باہر دیکھو اس  
 ملک کی حکومت لوگوں کی جان و مال کی حفاظت سے معذور چرول ہے۔ اور تقسیم ہے آئینہ شہر کے  
 اندازہ کا تقسیم سنو باہر لکھتا تھا، جہاں ملک واقعات اور تقسیم سے معلوم ہوتا ہے، وہی تقسیم  
 براہ راست اور قضاوت چرول میں اعادہ پیتا رہی ہے، نادروں انسانوں کے ذریعہ لوگ تھے جہاں  
 کی تہذیبوں کے تقسیم پیش کر رہے ہیں، میناؤں، اور متحرک تقسیم کی راہ سے ان میں دیکھ کر  
 دیکھا جاتا ہے، اور جو باہر میں تقسیم بنانا چاہا ہے کہ آدمی چاہے تو یہ بھی کر سکتا  
 ہے، مگر یہ دیکھ کر تقسیم لکھوں کا رواج اس ملک میں پڑ رہا ہے۔

واقعہ تو یہ ہے کہ جن ملکوں کے اہل قلم ارباب تقسیم و تائیت ملک کے متعلق اپنا  
 منی جاتی ہیں، اگر یہ واقعہ قضاوت ہے، لیکن جزئیات ہیں، لکھتے کا علم حاصل ہو تا ہے،  
 لندن کے اخبارات اور ڈوہڑے میں خبریں تھیں کہ تقسیم کو تقسیم نامی ایک صاحب میں کو  
 شمار لکھتے ان کے مت ذمہ داری ہیں، متذہب تقبول عام میں ہوں کے خوف ہیں، اپنی کتاویں  
 جہاں روپے دو تین سال کے عرصہ میں انہوں نے لکھا کر دیا تھا، ان ہی معنی صاحب کے مت





وہی یقین انہی انصاف اللہ  
فی الدنیا والآخرۃ  
خلید و سبب فی السعۃ  
شدہ قطع فلیتصل حل بنہیں  
کیوں کا ایضاً۔

کی اپنے دل کے ساتھ کہ انار وہ کر دیا،

اس وقت پر ایک اور غصی وا قد کا ذکر شروع کرتا ہے کہ جس نے انار کا ثبات ہو کر ہے  
مورخ عبد اللہ بدریہ آبادی نے ایک منزلی خاتون میں کا نام سرکاری سن  
اس کے متعلق کہنے کے لئے کہ

یہ ایک سین عورت تھی ۲۹ سال کی عمر اور شوہر موجود تھا۔ اولاد بھی  
چھ بچے تھے اور جو تھی، شادی پر موت پا کر سال گئے تھے۔

موت کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نوزاد اور غصنی خباب کے زمانہ میں "فلم اشد" بچے کا وقت  
بھی نہ تھا خباب بھی آخر جنہ سے ہٹ کر ایک کے لئے ہو کر اس نے فیصلہ کیا تھا۔ یہ سبب ایک تھے  
لیکن جیسا کہ مستور ہے، رقی میں پانچ برس اس کے لئے مقدر ہوا تھا وہ قدر کا پانچ سالہ مسیحی  
زندگی کی رنگ رلیوں کے بعد قدری حیثیت کا یہ حال اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا جس قدر  
و تہذیب میں یہ پیدا ہوئی تھی نہا ہر جہ کے خدا اور اس کی تعریف سے بے خبر تھی اور اس پر تہذیب  
تھی، ایسی حالت میں جو شہر ری فیصلہ اس نے کیا کسی کو پیش کرنا میرا مقصد ہے۔ اس کی خود  
نفس نہ تو تھک کر رہے۔

میں مانی شکوت سے جی کا کوئی حل نہیں ہو رہا کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر دے  
ہوں، میری ادنیٰ اتنا ہی مجھ سے خود میری اور میری بچی کی گذر ہو سکے  
خبر ہے میرا خرق چھپکے میری ایک ولاد کی وہ پرورش کر رہا ہے  
میرے دوست صاحب ابھی موجود ہیں جو میرے مالی امداد دے سکتے ہیں لیکن  
اس کے بعد ان کے دل میں میری محبت اور قدر پائی نہ رہے گی۔

اس تقرری فیصلہ کے بعد اپنی اہل خانہ اور انصافی طرف سے اس کا بایں حلی میں پیدا ہونے والی  
اس عورت کے بھی عجیب بات ہے کہ جس کا قرآن میں اشارہ کیا گیا تھا فیصلہ و سبب فی السعۃ  
اپنے کہت میں رہی شکالے شدہ قطع (پہرے کا کٹہر) گویا اسی حکم کی قیل اور خبر کی  
پادہ پائے ہوئے اپنا اور اپنی بچی کا اس نے خدا کو دیا لیکن جیسا کہ ان میں پہچان گیا ہے۔

خلفی حاصل دین صحت کیلئے  
ما ایضاً۔

اس کے دل میں بھی اس کا خیال آیا، مردہ فیروں میں زندگی کے بعض پرانے موجود ہوتے ہیں، غرض  
موت کے وقت کسی کیسی سنگ ان زندہ جراثیم کی حرکت کا احساس ہر تہے، اسی احساس کو دہانے  
کے لئے اس عورت نے یہی کیا تھا۔

تو اپنی بچی کو جس اپنے ساتھ ختم کے دینی چلا، اس نے بھی ختم کی ہوئی  
کو گروہ حسین زندگی اور میرے خیال میں وہ حسین نہیں ہے۔ تو کوئی اسے  
پہچے گا کسی نہیں، میں ہی اس کی کو جو در دینا لائی تھی، اور میں ہی اس کا  
ختم بھی کرتی ہوئی،

جو حالات اس کے دل میں اس طرح تھے، سادہ کے ان ہی پر دوں کو اپی پر ڈال رہی تھی۔  
آخو میں اس نے یہی کیا تھا،

جیسے فیصلہ کیا اپنی اور اپنی بچی کی مالی لینے میں حق بجانب ہوئی، انہار  
میں جیسا کہ پہلے کہ مردوں کے متعلقہ میں عورتوں کی خدا واسطی زیادہ  
ہے، اور اس زیادتی سے بھر دو عورتوں کے کوئی چھوڑ جائے گی،

لیکن ظاہر ہے کہ مرد جیسے کہ سہی سہی پائیں اور اس کا کہ خدا اس کے لئے نفی بخش ہے، اور سنا  
تھا، جب کہ موت سے پہلے کی زندگی جو الرحمن کے دے الگ ہو کر گذر رہی تھی، اس کے حقوق اس نے  
لکھا تھا کہ میں نے زندگی کو اپنے حق میں ایک مصیبت پایا، میری زندگی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ گذر  
میں سے مردوں کو دہانہ پایا، کوئی زراہی فرض کے نیچے ہو چکا ہے، اس نے اس کی کو میں  
اس مصیبت میں ذات نہیں جائیگا

میں اس میں حق نہ ہو  
فان نہ عیشۃ شکاک۔

یہ کہتھی کہ فیروں اس کی تقدیر کی کسی واضح خبر ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کبھی اے انصار، اس کے عروج و زندگی اور اس کی احوال اور شہرہ  
اول و آخر میں کوئی زور اور اس کے لئے ہر جہ کو سمجھتے ہیں، اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ جیسے ہیں، لیکن  
کچھ پہلے تو یہ ہر وقت موت و حیات کی کشمکش میں جتا رہے ہیں، اب دیکھ رہے ہیں ایک جوان کو  
میں عورت کو جرات اور پہاڑ کے دھن سے ہر جہ کے تھوڑے، آزاد ہو کر گذرے، مینا کے افق پر  
تارہ ہیں جو کچھ نہیں، لیکن وہی اقرار کرتی ہے کہ  
میں نے زندگی کو اپنے حق میں مصیبت پایا، میری زندگی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

طہ اشارہ قرآن کی شہادت کی طرف تھی بل، الا انہ علی نقضہ بصیرۃ و بولاقی معاقرۃ (دیکھو، یہ چنانچہ  
دیکھنے والے ہوا، اس پر خدا کے ہر دے کی کوئی نا انصافی پایا جائے ۱۲)







ہو جاتی ہیں اور جن ہوتے ہیں، بڑے ہوتے ہیں اور جلتے ہیں، مرنے پلے جاتے ہیں، اور کھانا  
 بات اسی پر ختم ہو جاتی ہے، زمین، آسمان اور اس کی مخلوق خالق پر ختم ہو جاتا ہے اور اس کا  
 یہ ختم ہونا ختم ہونے کی بجائے ہر شے اور اس کی تخلیق خود بارش کے نکلنے کے لیے ختم ہوتی جیسی  
 جاتی ہیں، لیکن قرآن میں جسے ہر بار مطلع دیا گئی ہے کہ

وَلَقَدْ أَنشَأْنَا فَعَالِينَ فَعَالًا  
 وَمُخَصَّنَاتٍ أَمْهَنَ مَخْصَنًا  
 (الحج ۱۷)

(یعنی تمہاری کائنات خدا کی)

جس کا یہ مطلب ہے کہ اپنی ہی مخلوق پر ختم کر کے اس کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی، یعنی اس طور پر  
 ختم نہیں ہو جاتی جیسے بارش کی بنائی مخلوق ختم ہو جاتی ہیں، بلکہ یہاں ختم ہونے کے آدمی کی  
 زندگی کو دو بار قرآن میں جذبات شدید سلامت مارے دو بار چاروں طرف ہے، یا اس کے سامنے  
 منفرد کا وہ سرچشمہ آتا ہے جس میں خود کو لگاتے والے ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و صاف  
 ہو کر اپنے تمام احساسات و جذبات کے علاوہ باقی دائرہ وجود کی اس سرکزی طاقت کو بچا لیتے ہیں  
 جس کی کوئی حلاوت و رستہ نہیں ہے، قرآن کی اصطلاح میں جس کا نام توفیق اور توفیق اللہ ہے۔

الحیوۃ الدنیا کی پست زندگی اپنے انداز کے ساتھ جب ختم ہو جاتی ہے تو اس کے بعد  
 کیا جاتا ہے؟ یہ دنیا یا دنیا یا آخرت کا جواب نہیں دے سکتے وہ ان کے حواس دے سکتے ہیں اور  
 ان کی عقل دے سکتی ہے، وہ اپنے اس پہلے سے حال پر ہے کہ اس علم کا مقابلہ نہیں کر سکتے، چنانچہ  
 حجب و شادی کے جاتے ہوئے دل کے علاوہ کسی دوسرے پیچھے ہٹ کر وہ اپنی جگہ کے پیچھے ہٹ کر لوگ  
 ان کے میں اور جو بناتے ہیں بعد میں کہ اس پست زندگی کے بعد دوسری زندگی میں کیا واقعات  
 میں سے کسی ایک کے بعد وہ اس کو ہر حال میں ہونا پڑے گا، اور یہی واقعہ ہے کہ قبر الہی ہر ایک  
 ایک نئے ختم ہونے والے نتائج کے مقابلہ میں ہماری موجودہ الحیوۃ الدنیا اور یہ سارے بلے حاصل  
 اور اس کا سوا اور کیا بنا جاتا ہے جس پر مذکور بالا آیات کے آئینہ فرمایا گیا ہے کہ

عَالَمًا مَّجِیْدًا ۝ الَّذِیْ تَنَالِحُ ۝  
 (النہل ۷۰)

قریب کا کیا مراد ہے۔

تندہ پیش آنے والے انتقام الامم نتائج کے خلاف بنائے ہوئے ختم زندگی نے اپنے ان حاصل  
 اور اس کا وہی کو بچایا، اور خود ہی سوچنا چاہیے کہ تیرا یہ قریب یا امتداد اللہ کے سوا اس کا  
 نام اور کیا رکھا جائے۔

ختم ہونے والی آیات کا مطلب ہوا میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ لا حاصل اور بے نتیجہ کی وجہ سے  
 الحیوۃ الدنیا کا بھلائی دور اگر کسی دوسرے وہ ظن و گمان اور غلویت کے سامنے مثل، اگر صرف

مکمل کو دین تو اس کے بعد آنے والے اور اپنا تکرار نہ دے، ان لوگوں کی جگہ میں خداوند کی ہیست  
 رکھتے ہیں، لیکن یہاں بھی خدایا لا حاصل کی وجہ سے ان کو کسی عتبہ یا تکلیف کو دے سوا اور کوئی دوسری  
 بات آؤ گی کہ لیج جائے۔ خدا بنایا ہے وہ کہ قرآن میں بھی پوری الحیوۃ الدنیا ہی کو لود و لب کے  
 نام سے موسوم کر گیا ہے، اور میں نے کہا جاتا تھا کہ شغل اور کامیابی کے زمانہ کی تکلف  
 اور اس میں جو کچھ تشریف آوری ہوئی وہ صرف باہر میں ہوئی ہیں، اور اندر کا فضا نظر ہر حال میں  
 جاتی ہیں، یہی دراصل ہے میں بھی لوگوں کا وہی ہوتا ہے جو کہ میں جاتا ہے، یعنی تجربہ سے بچے ہوئے  
 ہو کر صرف لذت و مسرت کے وقت فتنے کو سب ہی پر ہر کرتے رہتے ہیں، انا ہی کہ اپنی اللہ کا رشتہ  
 بہت بڑا ہے کہ وہ ان ہی میں جو لوگوں نے اللہ کے ساتھ جوڑ دیا ہے، جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں  
 کہ دین سے رشتہ پیدا کر لینے کے بعد دنیا بھی بدل جاتی ہے، اس میں بھی انتساب اور شریعت انتساب  
 پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے میں کہتا ہوں کہ کھیلانے والے دنیا کو بھی سمجھا نہیں سکتے، فضا کھیلانے  
 والے جب تک وہ انسانیت کے حق سے کھیلنے میں کامیابی نہ حاصل کر لیں گے۔ وہیں کے کھیلانے  
 والوں کو کچھ نہیں سمجھ سکتے، تو کیا مانتا ہے کہ ان کی خوں نے انسانیت پر جھانک کر دین کو  
 بچا کر اس کی دنیا میں بگاڑ دی، اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس بچاؤ کے لیے کچھ کام شروع ہو  
 چکے ہیں اور جو شروع ہو چکا ہے وہ ہر حال ختم ہو کر بھی رہے گا، تجربہ کی بات یہی ثابت کرتے ہیں  
 چاہیں گے، مثلاً بات یہی بتاتے ہیں چاہیں گے، ہم جوں گے ہماروں کے ایک ہی اس وقت جو بھی  
 ہوں گے ان کی ٹیکھیں دیکھیں گی، پیشانی دیکھیں گی، وہ سب کچھ دیکھیں گی جس وقت کہ ہمارا ہم  
 اللہ اللہ ہمارے ساتھ ہی چلے گا، معاشیاتی مقابلے میں جو افراد سے گزر کر قائم ہو کر  
 یہاں میں سے آئے ہیں، زمین، انسان، لوگوں کے فرائض سے لانا رہتی ہوئی ہے، آسمان اگلے برس  
 رہا ہے، فتنہ اور فساد کے دھرمیوں سے کائنات کی ساری فضا سرخس ہے، جیسے وہ اپنے کھانے  
 اور چلانے والے جلا ہے، لیکن ان کی ساری کوششیں جوں ہی چلے گا لا حاصل اور بے نتیجہ ہوں  
 کے ختم کرنے کی ہوں میں بھی نہیں، تجربہ ہوا کی ناکامی کا حال کی کچھ ہے، لیکن حق الہی ان کی  
 جوں کوششوں میں ختم شک و دودھ نہ ہو چکے ہیں، اگر سوچا جائے انصاف کے ساتھ ہر قسم کی تنگ  
 نظریوں سے الگ ہو کر سوچا جائے تو ان کو اللہ کے رشتہ سے رشتہ ہو کر رہا ہے ان کے صرف  
 دلائل کی بجائے ہی تیرے مقابلے کے سامنے جذبات کا رخ اللہ کے رشتہ سے رشتہ ہو کر رہا ہے ان کے صرف  
 الحیوۃ الدنیا کی بندہ دوسری زندگی کی طرف جبر دیا جائے، اور ان کی اسی تیرے بندہ دیا جائے، اسی  
 قدر دودھ دیا جائے، شکرانہ کی ان کے لا حاصل معنی میں دیا جا چکا ہے۔ اور جیسے  
 اللہ کے آقا کو سامنے رکھ کر ان کی انسانی کو رحمت دی جائے جیسا کہ مستحق ان کے  
 اسی طریقہ عمل کو تیرے رکھے

وَقَدْ خَلَقْنَا فَعَالًا فَعَالًا فَسَوْفَ

ہر چیز کو تیرے ہی ہستی کے لئے



مصری مسافین  
 جو کہیں مصر کرتا چلا آیا ہوں وہ غائب ہو کر پاس کے کھجے کی کوشش نہیں کی گئی ہے میں نے یہی  
 اور قدری حیثیت کے ان دونوں بیوقوفوں کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے اسے تاج پر بھی جو تہ  
 کرتا چلا آیا ہوں میں سے موجودہ زندگی میں ہی آدمی کو قرآن کے بیان کے بموجب ڈوبا رہ جاتا  
 پڑتا ہے تو اس کا مقصد یہی تھا کہ موجودہ زندگی کے اعمال کی جزا اور جزا کا حقیقی شہکار ہو جائزات  
 و مکافات کی آئندہ زندگی میں ہے، لیکن اسی کے ساتھ بعض اعمال و افعال ایسے بھی ہیں جن کی جزا  
 و جزا کا تصور موجودہ زندگی میں شروع ہو جاتا ہے اور ماضی ذمہ داریوں کے مستحق اعمال  
 و افعال بھی جیسا کہ قرآن کے حوالے سے مسلم و کفار چلا آیا ہوں جیسے اس قبیلہ کی چینی لنگڑائی میں  
 اسی دنیا پر ہیں یہ خیال کرتا چلے کر الہی قیامت کے یہ دونوں پائے ابٹلا کر بھی ہیں اور  
 ابٹلا کر چلنے کے ساتھ ساتھ یہاں اوقات و محازاتی و مکافات کی بھی چرتے ہیں اسی سلسلہ میں جو  
 چیزیں ممکن یا ممکن ہیں ان کو چھوڑ دینے تو آپ کو بھی غور کرنے کا مشورہ قرآن کی آیت  
 فَلَا تَجْعَلْ مَعَالِمَ إِلَّا حُكْمًا وَرَأًى عَظَمًا  
 وَصَدَقَ الْمَسِيحُ فَمَنْ نَسُوا  
 الْيَتِيمَ سَمِی -

میں احطار (داد و دہن) برحق تو اس کی مشورہ پر ہی ہونا چاہیے کہ اس پر عمل کرنے والوں  
 کے لئے "میسری" کو آسان کر دیا جائے۔ "میسری" (آسان زندگی) ایک عام اور مطلق مسئلہ ہے جو ہر قسم  
 کی زندگی کو عام ہے اگر یہ سمجھا جائے اور یہی سمجھا جائے گی کہ موجودہ زندگی میں لوں پر آسان  
 کر دی جاتی ہے تو اس کے انحراف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ قرآن کی آیات اور حدیثوں کے حوالے  
 یہ بات جو گزرتی ہے کہ کفار و منافقوں سے روکا جائے کہ وہ اسی قسم کی دوسری آسانیاں نہ میرا آتی  
 ہیں، ظاہر ہے کہ اس کا حقیق موجودہ زندگی میں ہی ہے، انحراف کے حوالے سے میں نے یہی فرما  
 دیا تھا کہ جان کے دھک جائے کہ وہ جسے جو لوگ خارج ہیں بندھ گئے تھے، اپنے عمل کے بدلے  
 انھوں نے اسی زندگی میں نئے اشیا یا خدایاں یا ان کی آمد کو کوئی حصوں میں تقسیم کر کے آپ یا شی  
 کے جو فرما حاصل کرتا تھا، اسی ساری دواؤں کو حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ فزیت و صدق  
 و ہدایت و فروغ کے نتائج سے موجودہ زندگی میں بھی کئے والے کے لئے قدرت بہت چٹا کرتی ہے، یعنی  
 میری کوساں کرتی ہے جیسا کہ بالمتبادل قرآن سے سورہ نون میں پانچ والوں کا جو شہادت پیش کرتے  
 بیان کی گئی ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کے لئے پانچ خدا کے پہلوں کو کعب  
 سر سے تڑکے توڑ کر تل پائیں، لیکن جن اس کے کہ وہ پانچ جہیز قدرت کی طرف سے ان کا باغ اور  
 اس کے پل پر باد پر چلے تھے تو اس قدر سے ہی مسلم ہوتا ہے کہ جسے بھی کہہ دلا کہ ہمارا ہی زندگی  
 سے فروغ چھپا جائے، اسی طرح ماضی سوائے کہ ہر ایک پر ہی اور یہی کاجی اور فرما ہے۔  
 اسی طرح قرآن کے اسی اقصی (آخر حضرت یونس علیہ السلام) حضرت والا کی مشقت

مصری مسافین  
 انہی کوششوں کے ترکے کے بعد جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفار و منافقوں نے قرآن کی  
 آیتوں کو ان کے ہر ذمہ کے ہر ذمہ میں مصری حکومت ان کے حوالے کر دی تھی تو یہ ارشاد  
 کرانے کے بعد  
 کہ ان کا ملک جیرو صفت کی طاقتوں  
 پیروہ منہا حیثیت پیشاء۔  
 (روستہ طرازم) جہاں چاہتے تھے۔  
 حق شنائی سے عموماً رنگ میں جو اعلان کیا ہے  
 نصیب برحق نہایت خفا  
 ولا تفسخ بھرا لھستیں۔  
 اس لوگوں کی جہاں کرانے والے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں اسی دولت و ثروت و اقتدار و اختیار کو جو زمین و موعی حضرت  
 یونس علیہ السلام کو مل گیا تھا۔ رحمت (یعنی ہماری رحمت اور ہدایت) کے منظر سے اس کی تفسیر کی  
 گئی، جس کے نتیجے میں حق شنائی کی دھڑوں اور ہر بیوقوف کا تصور کہیں دنیاوی دولت و ثروت  
 کی اصل میں بھی چرتا ہے اور ان کے یہ فرما کہ ہم مسلمان کی مزدوری کو مٹا نہیں کرتے، اس سے بھی  
 اس کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو دنیاوی ثروت و عزت جو مصر میں ملی تھی یہ  
 کے کہ اسانی و اعمال و افعال کا بدلہ دیا جاتا، خود یونس علیہ السلام کی زبان مبارک کا یہ فخر  
 خدائی میں بھی جو مسعودی سے ملتی مصر میں شائے ان کے جو تہذیب و تمدن، اور ان کا بچہ اور خاندان  
 و وطن سے پہلے کہ تفریح میں ان کے پاس جب آگیا تو آپ نے فرمایا  
 قد صدمہ اللہ علینا و ات  
 من یشق و یصبرنا و ات اللہ  
 لا یفزع ابھرا لھستیں۔  
 اگر کوئی شایع نہیں کرتے۔

قرآن کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ اپنے احسان و اعمال و افعال کا صلہ ان آسانوں اور سہل زندگی  
 قرار دے دے کہ جسے جس وقت ان کو مصر میں میرا کرانے تھیں۔  
 لیکن یہ عجیب بات ہے اور یہی بات میرے اس مضمون کی سب سے زیادہ قابل توجہ  
 جگہ غالباً دل دینے والی بات ہے کہ کعبہ و الدنیا کی یہی سہولت و آسانی جن میں ہم بسلی  
 حیثیت سے کہتے ہیں، اس زندگی کی بھی سہولت و آسانی کے لئے ہیں اور کہہ سکتا ہوں کہ ان کے لئے بھی  
 قرآن ہی سے مسلم ہوتا ہے کہ کسی بھی حصوں اور ذمہ کی انتظام میں انہی اختیار کر لیتے۔ یا ہے  
 لیکن وہ لوگوں کی نگاہوں میں وہی انتظام مسئلہ اور جزا مسلم ہوتا ہے۔ لیکن خود دینے والے کا







حضرت رحمہ اللہ طبع نے فرمایا خاک خیز تو جن سے عزتی درویشی کے لئے سے بے سعادت کو  
 بیسے اس بابی کا بھی کی ذہنیت سے اپنے اعزاز کو کم کا ذریعہ یاد کرنا تھا اس پر بس نصیحت کی دھونک  
 باطنی گروہ بھی آج اپنی سزا کو زور و قدرت کے انتقام کو نام بھر رہا ہے جسکی مشیت کی بڑی گناہ میں  
 پہنچ کر اس پر داغ ہو گا کہ ان میں ایک بڑی ہی منت نہ تھی، بیسے ملاحظہ خود وہ کا بی کی طرف اس نے  
 منت بھر کر تھا دایسے مزاج پر مسلسل دوسرے سزاؤں کی سزاؤں کو مستحق بناتی ہیں بانی ہوا سزا کی  
 عام حصول میں بدترین سزا ہو سکتی ہے۔ اے اعدائے اللہ واللہ علیہم صفا۔

لیکن بلی پرانہ روز قیامتے دلوں کا سال اگر یہ نہیں ہے تو کیا پر ہے کہ وہ اپنی نیت  
 پر کی یا اپنی جوتے کے ساتھ ساتھ وہ رحمت بھی ہوگی، خصوصاً بلی مشیت کی زبرداریوں کی  
 تشکیل کی راہ میں اگر اس کی دیر سے رفت رہیں اور زیادہ تیزی پیدا ہو جاتی چلی جائے، تو فیصلہ نشانی  
 ہے اس بات کی کہ اس کی بلی مشیت اور قدرت و ریاست و دولت سرسرا رحمت سے ہم حال  
 جس کی نشانی وہی حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام کی زندگیوں میں نظر آتی ہے  
 نے کی ہے وہی سرچش کی حکومت و داخل میں فرعونیت پیدا کرنے کی سبب بنتی رہی، اور انکے ملک  
 اس کا بھی حال ہے، لیکن جب یونس علیہ السلام کو کسی فرعونی سزاؤں پر گرفتار اور اختیار رکھا گیا تو  
 خدا کا یہ بندہ ویسے والے کے قدحوں پر سر جھکا کر ان کو کہتے ہے تو کہتا ہے،

مرہب قد ایتنی من الملک  
 وحلفتی حی تاویل الاحادیث  
 فاطمہ الصلوٰۃ والارض  
 انت ولی فی الدنیا والاخرۃ  
 قرضنی مسلما واخلفنی علیہ  
 جی اور آخرت میں بھی، اچھے کا گردن پائے، ایسے سلمان ۱۱ اور ۱۲ دیکھو

جیسے یہی گویا ہے۔  
 اور یہی چیزیں آپ کو داؤد و سلیمان علیہم السلام کے تذکرہ میں نظر کرنے کی ہیں کا ایک حلقہ میں  
 صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے۔ بلکہ تو یہ کہ نہ بھی دھوکہ کوئی نام کے لئے اتنی شرس رحمت بتانے کے لئے  
 ابتدا میں سے یہی قوت کا زور جب اس کی دنیا دلی میں جولائی اور اس کی وجہ سے بہتر کو بلی  
 مشیت گزارنے کا تو کم کار کا یہ مسلسل قہار، تو معرفت ابتدا میں نہیں، بلکہ نہانے کے مختلف  
 اور اور قریب میں ایسی ہیبتناں عرض شود پر پراگشائی رہیں، وہ بھی کی بلی مشیت ان کے لئے رحمت  
 بن رہی، اس کے لئے ملکہ اسلام کی قدرت گزائی کی محض ہے، میرے لئے یہاں اس کی تفصیل کا

نہ ملے اس کی اس رحمت سے ہے جسے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زریعے سے دنیا کو بے آئینہ دلی کی

مرد نہیں، بلکہ قرآن کی سورہ کہن میں ذوات قریش کے نام سے ہمیں پیش کرے گا ذکر ہے، میرے نزدیک اس  
 قہر کے شعلے یہ سوال کہ ذوات قریش کو انکے کہاں تھے، کہاں تھے، کہاں تھے، اور ان کی سرکاری امور کی مشیت کے  
 اگر سرچا یا تا تو کہا جا سکتا تھا کہ ایک ایسی ہی جیسے نہیں کے لئے طویل و عرض پر وقت پر مقرر کیا کہ  
 گویا مغرب انیسوا مطلق انشیں تک پہنچ گئی تھی، اور انکی بریاں ہوئے اور ان پر اس کی حکومت  
 بنی تھی، جس کی برائی کو ان کی زبان سے کوئی ممانعت نہ تھی، اور وہ ہے کہ مشیت بنا بنا کر کہاں سے  
 گھر سے کے رائے کہ چھوڑ کر ان ہی انڈوں کو ان سے جو کر دیا رہتا ہے تھے، جس کے کہی مٹی ہونے  
 کہ ایسا عجوبات و اختراعات ہیں ایسی قدرت حاصل تھی جسے شانس و کسب کے جس میں بھی  
 حقدار کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا، لیکن باوجود ان تمام باتوں کے کہ جس میں اس نے شائع  
 دیوار کی قبر سے جب وہ فارغ ہوئے تو قبرستان کے کبر کو نازنا، تجر و عذر کے جس میں عداوت ان مافوق  
 میں لوگ بٹکا رہتا ہے اس دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بندگی اور دینے والے کی  
 خدا کی اعزاز و اذلتان علی الفناء میں

ہذا امر حجة من ساری  
 فاذا جاء وعد ربی  
 جعلہ دکا و کان وعد  
 ساری حقا۔  
 ہے میرے ملک کی سہرا کی چوب  
 آئے گا وعدہ ربی میرے ملک کو  
 وہاں تک کہ وعدہ میرے ملک کا چکا۔

حالوں کو اس کے القاب ایسی سورہ میں اس شخص کی داخلی کیفیت سے دو باغ اور ان کے دور میں  
 کیستیاں و خیز و دھکی تھیں اور دریاں میں بہنے والی نہروں سے جس کی سیرانی جوتی دیکھا تھا، باغ  
 میں داخل ہونے کے بعد بڑا کتا تھا، بڑا نا تھا۔

صالحی ان تیل ہذا ۱۲  
 ہمیں یاد ہو سکتے ہیں۔

بلی مشیت اور اس کی مختلف شکلوں کو جیسے ان شکلوں کے خصوصیات و علائق سے پہچاننا جا سکتا ہے  
 قدی مشیت لہذا ہی ہے کہ جس سے ہم کام لے سکتے ہیں، یعنی دو مردوں کو خزانہ ہو سکتے ہیں، ہم  
 لیکن جن پر گزرتی ہے وہ وہاں تو جیسے ہی کہ ان کی مشیت کا قدی پیدا خدا خواستہ دینے والے  
 کے ساتھ کسی خوشی اور گستاخی کا نتیجہ تو نہیں ہے، وہی قرآن کی سورہ قیوم میں اور  
 سورہ کہن کے قصہ میں باغ والوں کے باغ پر جو تباہی آئی تھی اور ان کی بلی مشیت نے اپنا ملک  
 قدی رنگ پر اختیار کر لیا تھا، قدی ہی مشیت کی وہ وحی کی شکل تھی، سورہ کہن میں بھی ہے کہ  
 باغ کی تباہی و بربادی کے بعد وہی گستاخی اور خواہنے اندر یہ احساس رکھتا تھا اور وہاں سے  
 انہما رانی الفناؤم کر تا تھا، قرآن ہی میں وہ منتقل ہیں،

واضحہ باغ کا صانع یہ تکب کینہ  
 اور ادا کر لیا اس کی کھا کھا کر لگا



اوسى صافى است  
 دوسرى سزاؤں کی مستحق بنائی گئی ہے اور جو مال بے حیثیت کی سزا کی قابل تھا۔ جیسا  
 چاہیے کہ قدری حیثیت کی یہ حالت میں سزا کی ایک قابل ہے۔ اسی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت  
 کے دلی سے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا گئے اور سزا کی تاکید کیا جیسے کہ ادا حق تعالیٰ کی کثرت  
 و کرم سے جو مکرہم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم میں یہ حدیث مروی ہے کہ وہ  
 صحابہ فرمائی لوگ ہوں گے،

میں شیخ شاذان دھلیک کن آپ  
 بڑھانے میں جھوٹا بارش اور مت  
 و عاقل مستطعم

مطلب حدیث کا وہی ہے کہ حق تعالیٰ نے جو مال بے حیثیت دیا ہے وہی اس کی اس گنا کا  
 حدود میں سے اس گنا کی ترقی نہ دے۔ اسی گنا کی غرت کو بہت زیادہ فرمادیتا ہے۔ اس وقت  
 جیسے دوسروں سے بحث نہیں، بلکہ یہ تار ہے کہ میری ہی نہیں، بلکہ میری کسی طرف کی سزا کی  
 بدترین شکل پڑتی ہے اور وہی طرفی ہے جس کی طرف یہ مکرہم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عاقل مستطعم

کے ہذا و اشارہ فرمایا ہے کہ جس کی طرف حیثیت انصاف سے دیا جاتا ہے وہاں صاف میں جیسا کہ کچھ وہ  
 استحقاق بھی کی ایک شکل اسی طریقہ سے ہے، جیسے عام حالات میں حیثیت کا بے رنگ بھی  
 حرم، بے اور استحقاق بھی ایک قدرتی اسلوب ہے۔ اہل قدری حیثیت کا ایک پاکیزہ و نیک قدرتی  
 رنگ وہ ہے جس سے سزا سزا کی استحقاق پر پورا نہیں ہوتا اور یہ اس کی پہلے  
 بھی کہ چکا ہوں کہ حیثیت کے اس قدری رنگ کا اختیار کرنے والے مختلف اغراض و وجوہ  
 سے خود اختیار کرتے ہیں، یہ وہاں انصاف اور اصل حیرانہ صلاحت و انصافیات کی طرف  
 انصاف تھیں ہی۔  
 فرمایا میرے لئے یہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

کے جس خبر کو غضب کیا گیا ہے، حدیث زینب کے مبارک ہیں جس نے انصاف کے انتساب کی صحت میں شک  
 کیا ہے، ان کو یہ خبر تو میرے گھر لائے گی، مگر میرے پاس نہیں ہے، میری حیثیت کے کسی قدر کو یہ خبر  
 کی، انتساب اس قدر کی تا یہ ہوئی ہے جو میری بالا فرمودہ سزا ہے، بلکہ صحت کی اس میں حدیث میں شفا  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 حدیث حضرت ابی بنیوں نے فرمایا حدیث  
 دھیا قتلت لایارب وکلی اشیع  
 یہ ما و جوع یفادنا و جعت  
 انصاف الیک و ذکرک و اذاعت  
 حمدک و شکرک  
 (رواہ ابی نعیم و ابی داؤد)

اور اس حدیث میں خود بے حیثیت سے ہی انکار فرمایا گیا ہے۔ اسی شکل میں خود بے حیثیت و غیر  
 کے حوالے سے یہ مشہور حدیث مروی ہے، جس میں خود بے حیثیت کی اپنے لئے میرے لئے دھار فرمایا  
 ہے اور حدیث کے الفاظ ہیں،

عن انس بن مالک عن ابي بنیوں  
 و سلم قال قال الله اجبت  
 حکمتا و احسن حکمتا  
 و احسن فی نورۃ طلاقین  
 احسن حکمتوں کے گردہ ہیں۔

ذممت اپنے لئے بلکہ میرے ہی کہیں ذکر کر رہا ہے کہ اپنے گھر کے ادا کرنے کے لئے بھی آپ یہی دعا  
 فرماتے تھے۔

انصاف جملہ صلاحت و احسن فی نورۃ طلاقین  
 و احسن فی نورۃ طلاقین

اور قدری حیثیت کا وہ قابل ہے جس کی روح یکہ نہ ہر شخص کی نفوذ پہنچتی ہے اور اس کی کج  
 قدری صلاحت کا انما نہ کو تا، استیون کا وہ کر کہ جس سے جس کے سنگ میوں، سنگ سنگوں میں  
 انسانی زندگی کی وہ و متعین سماجی ہے جس کے اندک کائنات کا موجودہ محسوس تمام اور جو کچھ  
 اس میں ہے ہر چیز رنگوں سے زود وقت نہیں رکھتا، بالئے ان قدری کی مشہور حدیث نبوی  
 یعنی اللہ تعالیٰ نے (میرے) فرمایا،

أخبط اولیاء فی عنادک لولائک  
 خلیفۃ الحسن و ذو حذاف  
 الصلوۃ الحسن عبادۃ  
 ساریہ و طاعة فی الس  
 و صحت عامۃ فی الناس  
 لا یشاء و الیہ بالاصابع  
 و صحا و سرتہ کھانا  
 نصیر علی ذکب۔

نہی ان کی ہیں، نہ ہی اس کی اس صورت کے مطابق ہے، نہ ہی میرے لئے نہ  
 اس کے ہر شخص کے، نہ ہی جو شخص کرتے قانون کو اپنے ہر جگہ کے لئے بھی فرماتے۔

ابنونی فی ضعیفہ و کھ  
 (ابن داؤد)

آؤ میں اسی غنیمت الہیہ کو کم از کم مسخر کر کے اس کی طرف اپنی مبارک آنکھوں سے نہ اشارہ فرماتے ہوئے کہے چاہیے کہ وہ دنیا میں جیسا اللہ چاہے کرے

مجموعۂ حیات قتلے ہو گیا  
خدا قرا شہ -  
پھر ملے گا اگلی صرت اس کی وجہ تم  
نہیں اس پر روئے لایاں، تو کہیں  
چوڑا اس نے کم کیا۔

قانونی رنگ و رنگ کے اس بندہ نے اسے پر وہی قدم جما سکتا ہے جس پر آدم ادا دم کی  
اولاد کی حیثیت واضح ہو چکی ہو کہ

دیکھا کہ کس کس سے اور اسی سے کہا بھی  
صافی و لادینا صاف و لادینا

دلا کر کتب دستخط تھمت  
شعبہ قضا و ترقی ح و ترقی ح

لا ترقی فی ما مد  
صندوق مولانا العزیز

اسی الدار والاخرة علم الحیوان اور پھر گھر میں ہے زندگی کا گھر۔

+

الصلوات علیہ

الصلوات علیہ  
الصلوات علیہ

# اسلامی معاشیات

## کے قانونی ابواب

اس وقت تک آپ کے سامنے اسلام کے معاشیات  
تجلیات جو زیادہ تر قانونی حید کی آیات ہی سے اخذ ہیں  
پہلی جلد کی نگین میں پیش ہوئے ہیں اب ان کی تفسیر  
پیش کرنے کے لئے جو قوانین و احکامات ہیں  
قہار و سامنے قرائی اور سنت کی روشنی میں جو قوانین  
پیش کیے ہیں ان کی تفصیل اس حصہ میں آپ کو ملے گی۔

منظر حسن گیلانی

اسلامی معاشیات  
ہم میں کو شش کروں گا کہ ایک خاص ترقیب سے اس مسئلہ کے اہم مسائل کو اپنی اپنی جگہ پر درج کر دوں، ہر مسئلہ کے کردار بیان جانے کے بعد اس کا کام کرنے والے سے ہر ادا ادا کر دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معاشیات کے دوا سکول

**پہلا اسکول** | واقعہ یہ ہے کہ شاہدہ اور تجربہ کے سوا خود قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے نامعلوم زمانے سے بنی آدم میں ایک طبقہ ان لوگوں کا پائا گیا ہے جو مالیات یا تحصیل دولت و غریب دولت دونوں کو ہر قسم کی اخلاقی و مذہبی پابندیوں سے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں، ان کے پاس ہے خود اسی نذر سے ہوا آؤنا چاہتے خواہ خود کی جبراً ہی بھی ہوں۔

اس مسئلہ میں یہاں تک دیکھا گیا ہے اور اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ جن کی زندگی بظاہر پرستی اور فخری ہوئی ہے، یہی نماز روزہ و درود وظائف کی دعا و قربانی ان تمام امور کے وہ پابند ہوتے ہیں، لیکن یہی لوگ ہر قسم کی مذہبی پابندیوں کو اپنے لئے لازم سمجھتے ہیں، اسیات کے مسئلہ میں ہر قسم کی بے جبریوں کا دیدہ و نظر کی سے ارتکا پکرتے ہیں، اس مکتب خیالی یا مسکن کی تذکرہ قرآن نے حضرت خثیب علیہ السلام کی قوم کے ذکر میں کیا ہے، میں حضرت خثیب نے جب ان پر سماجی قوانین کی پابندیوں کو عائد کرنا چاہا تو ان کی جواب دیا گیا کہ

قالوا یا خثیب یا صلواتنا  
تأمرناک ان تشرکنا صایعنا  
فما تکرنا وادی فعلنا فی (وہا لانا)  
ما فاشا۔ (سورہ بقرہ ۹)

جو اب بھی کریں، اس پر ہم کو کلام و کلام دیا کرتی ہیں

صرف یہی نہیں بلکہ قوم خثیب کے معاشی یا پرستی نے ان کے فروع میں پراگم ترقیب کی اور ان کی عقل و فہم جس کو ایک حد سے گزر کر حد اس کو پیش نظر کرتے ہوئے ان دوسری باتوں نے فرقہ کے پھر میں کہا کہ  
انک لا تانت و املیہ لاورشید  
(سورہ بقرہ ۹)

ہر حال معاشیات کا یہ طریقہ آؤنا دیکھنا خیالی ہے تحصیل دولت کے ذرائع پر یہ بظاہر ان کے نزدیک ہر قسم کی جبر عائد کرنا مسودہ جو ہر عقل و ادائیگی کے خلاف ہے بلکہ جس کو جس وقت جس ذریعہ سے بھی حصول دولت کا موقع ملے ہر عقلی لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے یا روپیہ روپے ہوئے اپنی خواہش خواہ جس بات کی ہو آؤنی ہوئی نہ کرے۔ قرآن نے ان انفرادی باتوں کے اس معاشی نظریہ کو ذکر کیا ہے، اس سے فتنہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذہب جو محض لوگوں کے خیال میں پر پائیا یا مخلوق میں منحصر ہے۔ معاشی کاروبار میں اس کی دخل اندازیوں کو وہ پابند

## اسلامی معاشیات

حصہ دوم

قانونی ابواب

متاح کی مشہور روایت ہے کہ بندے قیامت کے دن اس وقت تک اپنی ناکوں پر کھڑے رہیں گے جب تک کہ چار باتوں کے جواب سے فارغ نہ ہوں، ان باتوں کا ترجمہ اس میں ایک بڑا اہم سوال ہے جیسا کہ

عین حالہ میں اس کی تفسیر  
وفیما افقتہ۔  
آری سے پراچا جائے گا چنانچہ ان کے  
میں اس بات کو کہ خدا نے اس سے

مائل کیا اور ان کا رہنبردہ کیا۔

کا یہ چینی تو معاشیات کے قانونی یا فہمی مسائل کا تعلق ان ہی دو باتوں سے ہے۔ دوسرے فقہوں میں یہ خیال کیجئے کہ دولت کے دخل و خرچ کے تعلق اسلام نے مسلمانوں کو ہر عملی شاہدہ و راستہ اب آپ کے سامنے اس کی تفصیل پیش ہوگی، دو کتب حیا کے پہلے قاضی العاقبہ کا حق اور جو سنت سے بھی اپنی سیاسی و معاشی حکم پگناب انفرادی جرنیلہ باروں اور شہید کی فرمائش سے لگتی ہے۔ اس میں بھی قاضی صاحب نے خیر کلام میں اسی حدیث کو اسلامی معاشیات کی بنیاد قرار دیا ہے۔

اس شائع شدہ خاکہ کے اساسی قوانین کو پیش نظر کر کے فقہ اسلامی میں شریعت نے عزائم کے متعلق، خرچ و خرچہ کر کے دینے میں، خاص ہے کہ اس فقرے میں کہ میں ان سب کا اساطہ نامک ہے

اسی سہایت  
کرتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے کہا کہ یہاں اسی نماز کی اس سے بھی روکتی ہیں کہ ہم اپنے اسواں  
کے متعلق جو باتیں کریں۔

**دوسرا مکتب خیال** | اسی کے مقابل میں سہایت ہی کا ایک دوسرا اسکول ملتا ہے جو سرمدیہ پیمپوں  
کی طرح انسان کی زندگی کے سماجی بہرہ کو ہی چند خاص حدود میں رکھنا چاہتا ہے۔ یعنی وہی بات جو حدیث  
میں آئی کہ جس میں مکتبہ دینی کا لفظ کہاں سے لیا گیا اور کس ماہ میں خریدا گیا) دونوں پر  
تعملاً ہی قائم کرتا چاہتا ہے۔ تو کیا پھر زمانے میں اس بات کی بھی کمی نہیں رہی ہے عملی طور پر خواہ اس  
اصول کے سامنے والوں کی مشاورت بھی ہو پھر ایک نئی زندگی سے اگر دیکھا جائے تو ان کی سہیت  
کم از کم زبان سے اس گزائی کی پیشہ کاری نہیں ہے۔ اسی لئے چورکی، ڈاکر، رشوت، غیبت، دھوکا  
وغیرہ ذرا سب کو اچھی سوسائٹیوں میں پیشہ شری تھوڑی سے دیکھا گیا ہے، غائبانہ اسی بنا پر  
ڈینا کی ہرقوم اور ملک میں ہر مذہب کا مذکورہ دے سامنے قوانین پائے جاتے ہیں، اسلام کا تعلق  
جیسا کہ ان کے طریقہ سے ہے اور اس وقت میں ان میں یا بنیوں کی کئی حیثیت سے تفصیل کرنا چاہتا ہوں  
جو ان دونوں امور میں ہیں۔ یہ مکتبہ یا دوسرے تھوڑی میں کوئی اور تھوڑی لفظ یا سوچ  
مقام نے مانگے ہیں۔ دونوں سرواں پر نہ تو مستقل حضراتوں کے نیچے بحث کی جائے گی۔

### دغل

دغل یعنی مالی دودل کے کہنے اور ان سے استفادہ کے ذرائع پر اسے ہم جو عقیدہ مانے  
کے ہیں، اس کی تفصیل کے کہنے کے لئے چاہئے کہ آج کل کے دنیا کی چیزوں کی اس قسم کو سمجھا جائے  
جو سماجی حیثیت سے اسلام میں اختیار کی گئی ہے۔

اسلام میں اشارہ واقعہ ہے کہ کوئی کن کوئی نہیں اگر مالی مسائل کو مختلف اجواب کے ذیل  
کی معاشی تنظیم میں منتقل کر کے یا پائی گئی ہے۔ یہی حکم تمام اجواب کے سماجی کوئی فکر رکھ کر  
متعلق طریقہ سے پائی تو ہم ان کو یہ تنظیم کر سکتے ہیں، یعنی ان چیزوں کا کوئی آدم میں کوئی ایک سے  
پائیں، اگر ایک نہیں ہے تو چند کرنے کے بعد بھی آدمی ان ایک ایک ہو سکتے ہیں یا نہیں، اسی طرح میں  
بچوں کا کوئی ایک نہیں ہے ان کی بھی دوسرے نہیں ہیں، ایک کی سرخ کے بچے اسلام ان پر دوسروں کو  
قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں، اگر دیتا ہے تو اس کی کتنی صورتیں ہیں، اور نہیں دیتا ہے تو  
چراغ چیزوں کے ایک ہونے کے قانونی ذرائع کیا ہیں اس اسلام ان قانونی یا بنیوں کو ان چیزوں  
کے ایک ہونے کے لئے کیوں ضروری قرار دیتا ہے۔ جو کہ ان تمام متعلق ششوں کے نیچے کیجئے کہ نہ کہ  
چیزیں داخل ہیں اس میں، پھر ایک براگ، ایک گھڑ کرنا چوں۔

اسی چیزیں جن کا اسلامی نقطہ نظر سے کوئی ایک نہیں ہے۔ چاہے میرا ہے۔  
الاستفادہ بجا و بصورہ مسترد یا کے پانی سے استفادہ کی

کا لامتناہی بالشخص والقرن  
والاھو واما کتاب الشہادۃ  
اس سے استفادہ کا عام حق حاصل ہے)

وہیت دینی ہے جو کتاب یا کتاب اور  
چو اسے استفادہ کا حکم ہے جو چیزیں

جس سے معلوم ہو کہ مستند یا وغیرہ اور ان کا پانی اور کتاب یا کتاب یا وغیرہ اور ان کی روشتی اسی طرح  
ہو اور ان کا کوئی ایک نہیں ہے۔ اسی طرح چو کے ہر سے جمل کے جائزہ سمجھنے کے جو کلمات ان کے  
کوئی ایک نہیں ہے اور یہی حال جمل پناہ چیز کے درختوں اور دیگر کلمات کا ہے کہ ان کے کوئی  
ایک ہے اور ان کے پہلوں کے بلکہ ہر شخص کے لئے وہ شراعیہ اور جائز ہیں، قاضی اور برصحت  
حق پانچ میں مذکور نام وغیرہ کے خود بھی درختوں اور شہادہ کا ذکر کرنے کے لئے لگتے ہیں۔

از احسان فی المعاش و  
والجلب علی الاستثمار وافی  
الکھول خلا ش فیہ وهو  
مستقلۃ انتشار تکون فی  
الجبال والادویۃ۔

باقی زمینیں زمین کی اسی اسلام میں چند نہیں ہیں، صاحب دلائل نے اس مقام کو اس طرح بیان کیا ہے۔

والاقرض فی الاصل وکان  
مملوۃ والاقرض صحابۃ  
غیر مملوۃ والمملوۃ وکان  
عامۃ وخراب والحبابۃ  
ایضاً وکان فرع ہو من  
مواحق المبلد وحتی انہم  
وہو من موا متبعہ وفتح  
لیس من موا متبعہ وھو  
طبعی بالمواد۔

چرا کہ جہاں دوسری دوسری کا ذکر کرتے ہیں کہ اس کا نام  
اور تھے۔

اس سے معلوم ہو کہ زمین کی زمین جس چیز کو جس میں ہوتی ہیں، اور ان کا ہر سے کہ جب ان پر کسی کا قبضہ  
ہو تو ان کے ملک ہونے کے کی سنی ہو سکتے ہیں، سوال اس کے بعد ہے کہ ان چیزوں کے کئی  
کیا عمل ہے، عام طور سے ان چیزوں کے ایک ہونے کا طریقہ اسلام سے بھی وہی اختیار کیا ہے جو زمین  
پائیں موت ہے۔ اور ان میں سرور کا کائنات ملی ان شہادہ کے سرور کی ہے۔





ان کی درخواست پر آپ (علیہ السلام) کے پاس گئے اور ان کے خلاف فرمایا، لیکن منہ کے کبوتر  
 روا نہ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ ان کے خلاف نہیں فرمایا اس شخص کو یا اگر یہی چیز منہ کے کبوتر  
 وہ تو ایک نہ ختم ہوتے والا جاری ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میں کار شاد فرمایا تھا ان  
 میں جب وہ ایسا چمڑے تو چہرہ کا نہیں میں دیا جا سکتا، اسی لئے میں نے حضور سے کہا کہ آپ  
 کو حکومت اس قسم کی چیزوں میں کہیں نہیں دےں جب بھی وہ کسی کی جائیداد میں سے لے گا اور وہ  
 ہر حال میں ہلکا یا بگاڑا ہو گا۔

علاء الدین سادات کے تبار نے انھیں صالح کی بنا پر لکھا ہے کہ  
 لوہیہ اللہ صامدان قطع مالا  
 خفی للسلطان عنہ یعنی  
 اذ احکامات اجمة او  
 ضیعة او غیر فیض برقیہ  
 و مصلحت لا حل بحدت  
 فلیس الا ما من قطع  
 فلک لالحد  
 (روایت بخاری ص ۳۳۳)

یہ چیزیں جائیداد میں سے ہیں۔  
 اسی طرح آبادی کی جائیداد اور مذکورہ چیزیں جن سے لوگ ان میں سے کام لیتے ہیں یا آبادی کے کھلڑے  
 کی ایسی زمینیں جو بکلیں اور خرید و گنتے ہیں اور ان کا کوئی مالک نہ ہو تو خدا نے لکھا ہے  
 ما کان خارج البلید  
 من مرقع و مصلح  
 الاصل او مرقع  
 لا یكون مرقعاً تا حقاً لا یکن  
 الا اصابه قتلھا  
 زمام (حکومت) کسی کو یا اگر مردہ چیزوں سے ملے۔

زعیم نے اس دفعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔  
 فناء العاصی فی شقوق  
 بہ لا یشہد حجابون  
 دلیہ لرحی مرقع شیم  
 و طرح عصا شد حم

فلم یکن انتف عجم  
 منقطعاً عنہ خلا ہر  
 فلا یکن مرقعاً  
 (نہج البلاغہ ص ۳۳۳)

لکھا جو کہ ہر اس میں میں شمار نہیں ہو سکتا۔  
 اسلام نے جب ان چیزوں میں انفرادی ملک کو جائز قرار دیا ہے تو قمار پر کھڑا ہونے  
 یا عام آب پاشی کے ذرائع جن میں ہر ایک کی ملک کیا گیا ہے ان میں انفرادی ملک کو  
 کسی طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے ان کی میں ہوں اس کی مصلحت کردی گئی ہے کہ جس طرح  
 مندرجہ بالا امور کو حکومت کسی کی انفرادی ملک نہیں قرار دے سکتی کسی طرح  
 لا تقطعہ کسراج العلق  
 و طرقات السبلین  
 (نہج البلاغہ ص ۳۳۳)

حکومت دے سکتی ہے اور آبادی کے باشندے ان پر قبضہ کر کے اپنی ملک بنائے ہیں مگر یہ شرط ہے  
 و کذا لا یجوز احیاء  
 ما علق بہ حق العاصی  
 کما فی النہج و الطریق  
 (نہج البلاغہ ص ۳۳۳)

تخلیہ سے کہ پانی اور آگ کو جس اور ایسے مادیات میں کہ پھانسی کے حاصل کیے ہیں کسی  
 حمت و مشقت و جدوجہد و مصرت کی ضرورت نہیں ہوتی اور ہم لوگوں کی ضرورت کی چیزیں  
 سے برآمد ہوتی ہوں یا آبادی کی چیزیں، بچل جائیں ان کو کوئی مالک نہ ہو، آبادی کے اطراف  
 کی وہ زمینیں میں یا اگر پانی کے ذریعے آباد کیا جائے ہیں مثلاً کھیتوں اور غلاتے ہیں یہ طواف  
 عام (عام راستے) یا پانی کے حاکم خانے اور دیگر ایسی چیزیں جو حکومت کسی کو انفرادی طور پر لے لے  
 مالک بنا سکتی ہے اور نہ جس کے حق کو کوئی بھی اپنی انفرادی ملک بنا سکتا ہے، اگر کوئی قبضہ کر کے  
 تو قتل و غارتگری کا اور جیسے ملک بنانا اور جی جی جانے لگا یا یوں بھت پانے کہ اسلام میں امور  
 کے متعلق یہ اصول و ضوابط ہیں، اجمالی طور پر تو ان امور کا بیان مالا ہے، لیکن فقہائے ان کی  
 مختلف حصوں پر ضرورت ہے اور بعض چیزوں کو اور ان کے اس حکم سے مستثنیٰ بھی کہتے ہیں مثلاً پانی  
 انہوں نے جائیداد میں قرار دیا ہے، مگر اس میں بعض باتیں تھکتے ہیں۔  
 پانی کی مختلف چیزیں اور ان کے مختلف احکام

السباک اربعۃ اقسام الاول  
 پانی کی چار قسمیں ہیں، پہلی قسم: پانی











۱۔ علم و ادب کا مستخرج  
 ۲۔ اعلیٰ حد تک ثلاثۃ الافاض  
 ۳۔ جامع بین ادب و مطبع  
 ۴۔ کائنات میں اول الحدید  
 ۵۔ وجامد لا یطبع کا لہجہ  
 ۶۔ و انوسرۃ و الکمل و الذریع  
 ۷۔ و ما و الا جاسر کا لیا قوت  
 ۸۔ و طبع و الیس حبیب امد  
 ۹۔ کالما و العیو و النقط  
 (۱۰) اختصار

کاروں سے جو چیزیں نکلتی ہیں وہ ہیں  
 کی ہوتی ہیں جیسے ہر چیز میں ہرگز  
 ہوں اور چھاپہ جو کہ ہر چیز میں  
 سہی، ہر ہر کوئی کو دیکھ کر کہیں  
 اور ہر قسم کے ہر ہر ہر ہر ہر  
 تو ہر ہر چھاپہ ہر ہر ہر ہر ہر  
 گاہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر  
 ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر  
 کے ذریعہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر  
 نگہ، تیسری قسم کے ہر ہر ہر

نہیں بلکہ سہل ہو، مثلاً پانی کا رنگ، مٹی کا رنگ۔

ان تین قسموں کی کیا بات کرتے ہیں؟  
 ان تین قسموں کی کیا بات کرتے ہیں؟  
 ان تین قسموں کی کیا بات کرتے ہیں؟  
 ان تین قسموں کی کیا بات کرتے ہیں؟

لا یحب و الحسن والا فی القول  
 ہر قسم کے حکومت و عمل کو کہتے ہیں۔

ہر قسم کا مطلب ہے ہر قسم کی ہر قسم  
 ہر قسم کا مطلب ہے ہر قسم کی ہر قسم

و عندی المشافعی لا یحب  
 ہر قسم کے ہر قسم کی ہر قسم

اگر ہر قسم کے ہر قسم کی ہر قسم  
 اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت  
 اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت  
 اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت

ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم

ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم

ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم  
 ان کا ہر قسم کا ہر قسم کی ہر قسم

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

نہایت پر ہر قسم کی ہر قسم  
 نہایت پر ہر قسم کی ہر قسم  
 نہایت پر ہر قسم کی ہر قسم  
 نہایت پر ہر قسم کی ہر قسم

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات

ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات  
 ساری صفات





ایمانت کے بغیر جائز ہوگا۔ خود زمین کے لکھنے سے لویا جا یا خود ہو۔ یا کسی سے۔

لیس لاجل ان یحطب  
من اجمة سرجل الا  
ما ذمہ لان الحطب  
والعقب معلوکان  
لصاحب الاجمة یبتیان  
علیٰ ملکہ وان لم یرجع  
منہ الا بیعتا واصل۔

میں ایک زمین سے کوئی کام نہ کیا ہو اور وہیں سے بیوی کسی کی ملک قرار پائے گی  
پھر مال اس یا بیوی کو یہ ہے جو صاحب یا بیعت کے لکھا ہے کہ

الاصل ان یسکون من  
المملوک مملوکا الا ان  
الا یا حہ فی بعض الاشیاء  
ثبت علیٰ مخالفۃ الاصل  
یا لشرا و الاشیاء وردوا  
فی الاشیاء مضمومہ  
فیقتصر علیہا۔

ان ہی کا محدود ہے۔

تیسرے اشیا کی شرط اس چیز پر ان کو رکھا گیا ہے۔ جسے حدیث میں عام بیگ کی شرط  
آگ کے احکام پر قرار دیا گیا ہے۔ غرض اس کی بھی کتب میں اسے صاحب بن گئے ہیں

انسان اسما المملوک منی  
داشہ یحرکہ علوا۔

اور اس پر بار غلام کو غلامی نقل کیا ہے کہ

خلیس لیس ووقل ما ان یح  
غیر ویر الا سلاہا ہالان  
والنہی علی اللہ علیہ وسلم  
اثبت وشرکہ فیہا۔

اور اسلہ اس کی تہ کو ذکر قبلہ رمال کے کیا گیا ہے۔ ورنہ قصد ہے کہ طاعت ہو یا ورش یا اسی  
قسم کو کی کام استفادہ کی ان تمام صورتوں کا حق برحق کو ہے۔ اور اگر ایسا پور دیکھ کر کہنے والے کو

اس معلوم غیا را یک مال مذکور کرتے ہیں۔ بات ہے کہ عربی میں ایک مال مذکور کرنا  
ہے جس کی میں مروت ہے۔ اور مذکور کرنا یا کچھ کے کم معنی ہے۔ غالباً فارسی کا ترختر ترختر  
ہوئی کوئی صورت ہے لیکن ایک اور لفظ آج کے میں کی میں آج ہے۔ مگر عربی میں  
اس کی تفسیر کرتے ہیں الا جمۃ وشیء الملتح منہ (گئے) دختر (کوتے) میں لیکن و لغوی  
سنی چوتھے میں مملوکہ میں اس کو استعمال کرتے ہیں اس کے متعلق کہتے ہیں۔

وقولہ مملوک فی الاجمۃ  
عربیدون البیضاء الخ  
منبت القصب والیروع  
میں وہی کوئی کام نہ کیا ہو اور وہیں سے بیوی کسی کی ملک قرار پائے گی  
پھر مال اس یا بیوی کو یہ ہے جو صاحب یا بیعت کے لکھا ہے کہ

بنہ برع معلوم چوتھے کہ ذکر ترو والی ریح زمینوں کے گہرے حصوں میں برساتی یا بیعت ہو رہا  
خدا اور اس کے ارد گرد یا خدا میں میں نشان ہیں یا خدا اس کو کام نہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ فی نفس اس  
میں ہے چرمانا خدا نے اس میں چلیاں بھی بڑھا دی ہیں حق تعالیٰ سے کہ کام دراصل  
آئی تیار کر کے ہیں۔ غرض اسے بران اٹھا یا ہے کیا اس کا شمار میں ترو والی زمینوں کے ذیل ہوگا  
اور انفرادی ملکیت اس کی درست ہو سکتی ہے یا نہیں۔ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں اس کا  
کچھ یہ لکھا ہے کہ اس زمین کو دیکھنا چاہئے جس میں اگر ہے۔ اگر زمین کسی کی انفرادی ملکیت میں  
نہیں ہے تو نشان لایا جائے کہ تمام فی ملک زمینوں کا حکم یہ ہے کہ

فتا لیست کن فی ملک  
لاجل ملک فلا یاس  
ان یحطب منہ جمیع  
المناس کا شمار فی الجبال  
والصوب والادویۃ  
والشجر ما لم یضرب  
المناس ولا یاس بان  
یاسل من شمار وادویۃ  
ما لم یضرب ان ذلک فی ملک  
انسان وکن الی الخ  
یوجد فی الجبال والنیاض  
(الخ)

ملکیت میں ہی یا جائز اور جگہوں میں جڑوا یا جائے ہے ان کا بھی یہی حال ہے۔  
لیکن اگر زمین کسی کی ملک کر کے تیسرے کو اس کی حد دینا اور ان میں تصرف کرنا یا ملک کی





اسلامی سیاست  
 پہاڑوں، جنگھت وغیرہ کوئی نفرت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ان کو اپنی ملک بنا سکتا ہے۔ لیکن اسلام کا  
 فتنہ نظر اس باب میں بالکل مختلف ہے وہ اس قسم کی تمام زمینوں کو جس ملک کے حامی باشندوں کا مشترک  
 سرایہ قرار دیتا ہے اور یوں ان کے مشترک زمینوں اور ممالک کے جن کا ذکر گذشتہ فصل میں پیش کیا  
 ہے۔ وحیت کے ہر فرد کو قانونی حق ہے کہ ان کو غیر کسی معاوضہ اور کوئی ادا کے بغیر کہہ کر اپنی ملک  
 بنا سکے۔ اس باب میں مسلمانوں کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مشہور قول یکہ ابدی و خلد  
 کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ردی کوئی حق نہیں ہے، فقہ امام مالک، امام احمد، امام شافعی، امام ابو حنیفہ  
 سب کی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان موجود ہے کہ

من احیا ارضا من حیثہ کسی مردہ فرد یا زمین کو آباد کرے  
 غنی لہ۔ یعنی اس کی ملک۔  
 اس پر ہر مردہ سے منی بنی نام اور اسلام کے اعتبار سے ملک کی ہے کہ  
 علامۃ فقہاء الامام شافعی فقہ امام احمد اس پر ہر فرد کی ہے  
 امت الخوات ملک بالاحیاء کہ یہ مرد آباد کرے گا کی وجہ سے دنیا  
 کے لئے دوسرے ملک بن جائے گا۔

خواتین ارض و موات میں زمین جو جو کسی کسی کی ملک نہ رہی ہو اور اس کے آباد ہونے کی قربت نہ  
 آئی ہو جیسا کہ وہی کہتے ہیں، ان زمینوں کو

حاصلہ میر عیوبہ ملک احمد کسی کی ملک اس میں قائم نہ رہی ہو  
 ولید یحید فینہ اشعاعی اس میں کسی آبادی کی علامت نہ پائی  
 فتنہ ایک بالاحیاء چاہے وہ فتنہ کی آباد کرنے کی وجہ سے کسی  
 لغیر خلاف بین القائلین اس کو آباد کیا جائے اس کی ملک نہ ہو  
 بالاحیاء نہیں ہے جو آباد کرے گا ملک کا سبب کہتے ہیں

اس امر اسی  
 ما یرضخ فینہ انا سار جس میں کسی قوم یا نسل کی علامت  
 ملک فتنہ یسجی اصل پائی جاتی ہو، اللہ تعالیٰ کے لئے  
 کا ثار الزور و ممالک قوم خود کے ملک کا حال ہے جو ایسے  
 نشود و نحوہ فعلی ایک مملکت میں تو آباد کرنے سے ایک  
 بالاحیاء بھی آدمی ملک بن جائے گا۔

چونکہ اس قسم کی زمین اسلامی حصے میں بھی نہیں بنی تو ان کی ملک بننے میں جو بھی حق اس لئے مشہر  
 ہو چکا تھا کہ دوسرے کی ملک بننے پر قبضہ کرنا اس کو ملک بنانے کا کسی حد سے کوئی حق ہے۔ اس طرح کے  
 ازالہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے فرمان میں اس کی بھی تصریح فرمادی ہے کہ

اسلامی سیاست  
 عادی الارض للہ و رسولہ عادی الارض (یعنی تمام قدر کے کھنڈے  
 شدہ ہو بعد لکھ۔ ادا کے آباد کرنے کے لئے جو شرط ہے)  
 اللہ اور اس کے رسول کی ملک ہیں، چوں کہ یہ ہر اس معاوضہ کی ملکیت ہے۔

یعنی اس قسم کی زمین کو جب اس کے ایک چھوڑ کر لاپتہ ہو چکے ہوں اور اسلامی حکومت کے نزدیک اپنی  
 قاپ وہ اپنے پرانے ملک کی ملک سے نکال کر اور رسول کی ملک میں داخل ہو گئیں حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے حق تعالیٰ کی طرف سے چوں کہ عام صلہ فوں کے حوالہ فرمادیا ہے ارض موات کی ایک قسم  
 اور وہ جاتی ہے جو اسلامی عہد میں کسی خاص شخص کی ملکیت تھی لیکن ان کا ملک ان کو غیر آباد کر کے  
 لاپتہ ہو گیا۔ ایسی زمینوں کے متعلق اگرچہ بعض ائمہ اسلام کی رائے مختلف ہے مگر امام ابو حنیفہ، امام مالک  
 وغیرہ کا ان امر اسی کے متعلق یہی فتویٰ ہے کہ

انہما ملک بالاحیاء وہو آباد کرنے سے وہ بھی ملک بن جاتی  
 جذبہ ابن حنیفہ و مالک ہیں، ایسی آباد زمین اور امام مالک  
 (یعنی) قہیب ہے۔

یہ حال اس قسم کی تمام ارضوں میں کہ فتنہ اصطلاح میں موات نام ہے۔ دراصل یہ ملک کیا فتنہ  
 کی مشترک جائیداد ہے اور ملک کا ہر باشندہ اس کو اپنی انفرادی ملکیت بنا سکتا ہے جس کی اسلامی  
 قانون کی رو سے وہ صحیح ہیں۔

اقطاع یا جائیداد کا حکم ایک کا اقطاع کہتے ہیں، یعنی خود حکومت اس علاقہ کو کسی شخص کے ماتہ  
 بندوبست کر دے اور وہ امام کے سوا کسی اور کو اس کو پاپہ یعنی زمین کا اقطاع کر دے۔ خود  
 رسولی ارضوں میں اقطاع کے متعلق روایت ہے کہ ایک کافر کا بیٹا جو مسلمان بن گیا پانچواں میں اقل کیسے کہ  
 اقطاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہے  
 اللہ علیہ وسلم لیلال بین حادث مران کو دیا ہے، ہر ایک  
 بن المسلمات العینی باغیچہ دیا تھا، اصطلاح میں  
 حایین المصی و العینی ماملی مندر ہے کسی خاص ملک ملک  
 کی زمین ان میں کی بندوبست میں ہے، رنگہ ملک کا فتنہ جس میں ہوتے ہیں)

جو میرے اپنی مشہور کتاب میں بالامام ابی اس قسم کے فتنہ (یا جائیداد) جو بارگاہ و مملکت اور  
 سرحد فتنہ سے مختلف لوگوں کو عطا ہوتے رہے ہیں، ذکر کیا ہے۔ جس سے خاص کر بطلان میں ستر  
 کی جائیداد کو فتنہ اس لئے کہ اس کو مسلم چکر کرے ہے، بڑا علاقہ قریب حکومت اپنے صواب سے  
 جائیداد میں عطا کر سکتی ہے، لیکن حکومت کے صرف اقطاع سے اس علاقہ کا وہ شخص مالک نہیں ہو جاتا ہے  
 جب ملک کو آباد کرے اس پر قبضہ کرے، علامہ مقدسی لکھتے ہیں۔  
 فتنہ اقطاع الاملاہ مشہور انگوشتوں و دیگر کو امام (حکومت)





فلا یصل لمن یبائی من  
 جہل صحت الخلفاء ان  
 یرد ذلک ولا یختر جہل من  
 یصل من صوفی ینکد انرا  
 او یختر جہل (ص ۳۴)  
 جس سے مطوع ہوا کہ جس نے آپا کو روک دیا اس کے پاس آپا روکنے والے سے کسی کو روکا نہ جی ہوا یاد  
 کر کے ڈالے کسی نے غریبی ہوا کسی سے بھی حکومت اس کی ہر طور زمین چین نہیں سکتی انھوں نے  
 اس کی تفریق کر دی ہے کہ

خاصا علیا خذ ولا تعین  
 ید واحد ارضاً وقطعها  
 آخر فخذ اثمرة انما صاحب  
 غصب واحد او اعطی  
 آخر رکن باقر (ص ۱۲)  
 کی ہوتی ہے یعنی ایک شخص سے کسی کو روکا جائے دوسرے کو روکے۔

دوسری جگہ یہ صحت کہ جس نے روکے فرماتے ہیں۔  
 اما من اخذ من واحد  
 اقطاع آخر خذ اثمرة  
 مال غصب من واحد  
 واعطی واحد (ص ۱۲)

اسی طرح الاخصی صحت کہ جس نے اپنی ملک کو باقی کرنا ہے اس کے متعلق بھی کہتے ہیں  
 ولیس للامان ان یختر ج  
 شیخ من ید واحد (ص ۳۵)  
 اسی دفعہ کی تیسرے الفاظ میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

فلا یصل الا صام ولا یصل  
 ان یصل من الناس  
 حتی یصلوا لہا صام  
 ولا یختر جہل من یصل  
 ذلک متین

دوامی بندوبست یعنی یہ حکم حکومت کی مسلم غیر مسلم ہر قوم کی رعایا کے لئے عام ہے گواہی رضوں کی

حلیت بندوبست دوام کی ہر حالت ہے اور دیگر روکنا سب سے گروہ وہ خود اس کو باکر کے پاس کسی  
 اور روک دینے سے آپا روکنے کا حق صاحب کہتے ہیں،

فمن اصحابا وحی کذلک  
 ضعیفہ وزین صام وزین  
 وینا جہا کی روکنا صام  
 و فہم صامینہ مصطلحہ۔  
 (ص ۳۴)

اسے اس کا حق ہے کہ اپنی زمین میں ہر جگہ وہ اس کا بھی کر جس کی عمارت  
 اور آبادی میں صحت ہو اپنی زمین میں قائم کرے۔  
 البتہ اس پر حکومت کی جہاں کسی عمارت کی جہاں صحت اس کو اور اگر اس کے ذمہ واجب ہے۔  
 فان کانت فی ارض الغصب  
 ارضی عنھا الغصب وان کانت  
 فی ارض الخراج ارضی عنھا  
 الخراج۔

تیسرے کا مطلب اور حکم مشرو فراج کی عدم ادائیگی کی صورت میں حکومت اس کے ساتھ کیا سنا کر کے  
 اس کی تفصیل اس سب موقع پر کے آتی ہے جہاں یا یاد رکھنا چاہیے کہ کسی غیر زمین دین کے حدود  
 میں صرف ہر غصب کے یا کاٹوں وغیرہ سے غیر کر اس کو اپنی ملک کو زمین قرار دینا صحیح نہیں ہے،  
 فقہاء میں اس مسئلہ کا نام تجزیہ ہے جو کہ زمین کا یا نہیں ہے اس کے ملکیت قریباً ہر جگہ الجہت  
 برکتیت دوسروں کے اس کے حق کو گورنر ترقی کے خاص مدت تک جس کی تفصیل فقہ  
 سن جول میں موجود ہے۔ مفہوم بالا بیانات سے بے اندازہ ہر جگہ ہے کہ اسلام نے اپنی حکومت کی رعایا  
 کی معاشی سہولتوں کے لئے ذرائع پیدا کر دیے ہیں۔ آج جگہ جہاں کوئی ایک کاٹ زمین پر بھی ملتا  
 صحت قبضہ نہیں کر سکتا اس سے اس وقت کا اندازہ لگانا چاہیے اور اس لئے اس سلسلہ میں  
 تشریحی تفصیل سے کام لیا کیونکہ اسلامی حکومت کا نظام جب سے بنایا ہو گیا ہے۔ لوگوں کو واقفیت  
 ہو کر گئے ہیں اور نہ لگے ہے کہ ہندوستان تک میں حکومت متلیہ کے آخری دور تک نیا دور جس میں حکم  
 معاشی سہولتیں آپا روکوں کو حاصل تھیں۔

جہاں مال ہر حکم کو غیر ملکی امور سے متعلق تھے۔ ایک ہٹ ان چیزوں پر کر کے پانچ پچیس کو کسی  
 ملک میں داخل ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک کہ اس کی مرضی کے بغیر وہ بڑے بڑے  
 کی عدم ادائیغہ دیتا ہے یا نہیں۔ پھر میں ملوک چیزیں ہیں ایک کہ اس کی مرضی کے بغیر بھی قبضہ کر کے ان کو  
 اپنا ملک بنایا یا سکتا ہے اس کی جہاں اسلام میں دو نکلیں ہیں۔







لا تظلموا ولا تظلموا

کے دوسرے منکر میں مذکور ہے ہم اس وقت تک ہی دو اصول اور ان کے نتائج پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی  
سائنس کی سطح دارقہ میں ان دو قاعدوں کو درست خیال میں بہت زیادہ دخل ہے۔

**اگر باطن کا مطلب پہلی بات یعنی باطن ایک دوسرے کا باطن باطن بن گیا ہوتا ہے** پہلے اس کے  
منہ پر جو ہرین ہا ہے مثال سے اس کو روٹی دیکھیں یہ باطن ہے شہ ایک شخص آپ کا کوئی  
کلمہ کہے یا آپ کو اپنی کوئی چیز دے کر یا اپنے چیز سے آپ کو شے اخلاص کا موقع دے کر اگر آپ  
سے آپ کا دل دینا ہے تو ہر سے اگر آپ پر باطن میں حق قائم کرنے کے بعد اس کے عداوت میں  
آپ کا دل لے رہا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی حق قائم نہیں کرے اگر آپ کا دل دینا چاہتا ہے  
تو حق اہل باطن ہے یہی نیز کسی حق کے آپ کا دل لے رہا ہے۔ یہ قاعدہ کا مطلب ہے۔ اب کہہ  
ہے کہ دنیا میں کاروبار کی ساری سرگرمیاں اس پر چلی ہیں کہ شخص ایک دوسرے کی ضرورت کو پہچانی  
کر رہا ہے۔ اگر اسی شکل کو ایک طرف کریں۔ جائے نہیں دینے والوں کو لینے والوں سے کہہ دینے تو  
زنا و زانیہ ہو جاتی ہے۔ نہ تجارت نہ خدمت۔ جب باطن عداوت لے کر ہو کر لڑنے کی ضرورت پڑتی  
ہے نہیں کی تو ہر خواہ مخواہ عداوت کے تیار کرنے کی فکر میں کوئی کیوں مشغول ہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک کے  
باطنوں کی قزاقیوں کا ایک لاکھ و نیاں آکر اپنی قسمت حاصل کے نیز قرض دینے پر پہنچ جائے گا  
یہ ان کے دل و داروغہ اور جلی بدو جو ہر سے ملک کو اپنے معاشی اور ثقافتی امور کو دلی مکتی مکتی اس سے دہ

مردم پر ہونے کا

اگر امریکی کے متعلق ایسی دنیا ہے کہ گودینا کے اکثر حصوں میں گودا گولی اور سانوں کو صرف  
اسلام کا نظریہ نظر **ایسی دنیا ہے کہ گودینا کے اکثر حصوں میں گودا گولی اور سانوں کو صرف**  
احرام کی آخری پوری پوری ہوگئی ہے۔ انہیں تھے ادواب تک ہیں گودا گولیاں اور سانوں پر ہے۔  
بھجوا دیا ہے کہ یہ جڑی ان میں کھاتے ہیں۔ جس کا معاشی نظریہ ہے کہ یہ کھاتے ہیں۔ اس کا  
کوئی انمان کو رکھتا ہے۔ اسلام میں صرف یہی نہیں کہ کھاتے ہیں جن کے لئے سوال کو مردم قرار دیا ہے  
یہ کہ انہیں صرف مشرط و سلم نے فرمایا ہے کہ

ہو سال انسا من عت کلمہ  
خنی فانھا یستقرن من جمہ جنم  
(مسند)

یعنی باوجود خندا و استقامت کے جو بیگہ لگتا ہے وہ جنم کے لگتا رہوں کہ کھانا کھا رہے اور خندا ہے  
مراویہ نہیں ہے کہ ان کی دولت و ثروت رکھ کر ہر جگہ اسی حدیث میں ہے کہ جو چھوٹے دے رہا تھا۔  
یہ اس سولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔  
منزلہ و سلم نے اس کے جواب میں جو کہ ارشاد فرمایا وہ موجود زمانے کے کھانوں کے لئے

یا خبری ہے ارشاد چو

ان یصلہ ان عدا اھلہ

ما یقلہ و ما یصلہ

شام کی انہما پر کھن ہے۔

خواہ وہ کسی شکل میں ہے یا کسی پر مشابہ یا جاری یا برہ کی روٹی ہی کیوں نہ ہو بہر حال اسے وصل  
خرابہ دینے والے کے لئے جسے اسلام سے سوال کو قطعاً حرام کر دیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس مالی سرمایہ ہو  
لیکن باقداروں کا سرمایہ اور اتنی قوت رکھتے ہو کہ ان کا کھانا کسی کے متعلق بھی ارشاد ہے۔  
لا تقبل الصلۃ لغنی  
ولا الذی حرۃ سوی۔  
لا حق فیہا لغنی ولا لغوی  
ہکتبہ۔  
اس میں (مردوں) ہستہ ہے۔  
بہر حال نیز یہ مخصوص صورتوں کے جن کی فقہاء نے تحریر کر دی ہے۔ ملک کے ہر شہر کے ہر میں  
کسی قسم کی مالی یا دینی صلاحیت چھوٹا اسلام سے سوال کو حرام کر دیا ہے۔ اور اس سے پہلے تحریر  
ہے کہ اس قسم کی تمام قوتیں ملک کے معاشی اور ثقافتی امور پر اپنی اپنی دست کی حد تک باقدار ہیں اس زمانہ  
میں مسلمانوں کو کوئی نہ رکھتا ہے۔

تحریر دست و توانا آدمی کو **ان کو خواہ معلوم نہیں کہ اسلام میں لینے والوں پر ہونا بیگ حرام نہیں**  
بیگ کرنا بھی ناجائز ہے۔ ہے بلکہ فقہاء ایک جڑی کا باعث کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا صفات  
میں کوئی نہ لینے والوں کو بیگ کرنا بھی ناجائز ہے۔ ہے بلکہ فقہاء ایک جڑی کا باعث کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا صفات  
دانش کریں مذکورہ بالا صورتوں کے متعلق لکھا ہے۔

ان ۲ مسائل و المصلی  
اشفاق۔  
دورن ہر میں۔  
سائل اور اگر کہہ کر ہم جوئے کی وجہ تو قہر بری ہے۔ لیکن دینے والوں کو ہم کہیں قرار دلجنا  
ہے اس کی وجہ انہوں نے نہیں ہے۔

فلکونہ عینا علی المصداہ  
اگرچہ بعض علماء اگر اس سے استقامت ہے۔ مرنے والے اور شاہ صاحب تحریر لے کر فیصلہ کیا خاک  
نوع علی المصلی و المصلی  
لا یصلہ و کسب فلا مشہ  
علیہ و لو علمتہ یصلہ و

میر جاسم ہے تو بالآخر اس کا نتیجہ،

۱۔ حسد و لامحالہ و  
۲۔ مآقشات طویلہ و  
۳۔ محال الالاس تقاقات  
۴۔ المطلوبہ و معارض  
۵۔ عن افسا و ان الجبني  
عليہ السلام -  
کے لئے اور کرتے تھے جس سے برہنہ کی بنا و قائم ہے ۔

فرماتے ہیں۔

۱) المعاشة یفنیک عن و درودن کا فرست خود معاشا و دستاویز

۱۔ خبریں رحمتا میں آئیں  
۲۔ خبریں رحمتا میں آئیں

جن کا میں نے ذکر کیا، کیوں ہی کھانا

چراغ شامی کا۔

بہر حال ملک کی معاشی قوتوں کا ایک بڑا حصہ غار کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے اسقاط

مصرف کارڈ کی ایسی سکیموں پر بھی نوٹیں بند بنی ضمانتیں ہیں جو کہ ایسی ہی کارڈ پر چارج ہونے والے اخراجات کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

ہیں۔ اور متعدد ممالک میں اب تک ان کا رواج ہے۔ اسلام نے ان کو جغرافیائی قرار دیا۔ مثلاً عتبات

(کپڑے کو پھینک دیا جاتا جس پر کسی کا ہاتھ پڑ جاتا تو اس کا جبری خریدار بن جاتا تھا) غلامی (جس پر کسی کا ہاتھ پڑ جاتا تو اس کا جبری خریدار بن جاتا تھا) غلامی (جس پر کسی کا ہاتھ پڑ جاتا تو اس کا جبری خریدار بن جاتا تھا) غلامی

اس سے بڑا جو کہ دی گئے تھے۔ رہتے رہتے وہ سب کے مرتفع ہو گئے اور ملک کے باشندوں کی کچھ خدمت کر کے

کھائے اور گھاسے تاکہ ملک کی دولت عامہ کی پیداوار میں ہر شخص اپنی اپنی استطاعت کی حد تک

حصہ دار ہوا اور یہی وجہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کا استعمال ممکنہ طبی، اخلاقی، اجتماعی اغراض سے اسط...

نے اچھے ماتے والوں پر حرام کر دی ہیں مگر چھوٹی بھارت میں اس کے شروع قرار دی ہے۔ ۱۔ حضرت

ان الله اذا احرم شيئا

حرم مشنہ۔ کوہم قر رہا تو اس نے دام کو بھی

(السرور الحقنی ۲۹۱) بی گنہگار چرخ

کھانا اور اس کی مختلف اقسام کا استعمال بھی ایک مکمل وہ ہے جس میں لاشوں اور کڑوؤں کی دولت

مجھے نہیں بتا۔ میری مراد تھا اور اس کی مختلف فنکوں سے ہے جس کا رواج اس وقت کیا دنیا کے ادا

حقائق میں بھی موجود ہے جو کسی معاشی قوت کو بیکار چھوڑنا کسی طرح گوارا نہیں کرتے۔ آخر جوئے

میں جو کم مینے والے کو ملتی ہے اس کے معاوضہ میں ہمارے والوں کو نہ سہی کسی اور کو وہ کیا دیتا ہے

عہ اور اس نے سمجھا جاتا ہے کہ رضا مندی سے اس نے اپنا ارادہ ختم کرنے والوں کو دل لکھنے والا ہے۔

ہوے میں تھے غصہ اور خیلا و غضب میں جبرے جبرے دل سے الی دیا جاتا ہے شاید اتنا غصہ اتنا

نیز تو چوروں اور ڈاکوؤں پر بھی ان لوگوں کو نہیں ہر تاج کمال چوری جاسے۔ شاہ ولی اللہ نے

الانہ و مختلفہ الاموال میں، کہ کہہ دے یہ ہوگا اور کہہ اسرا کہ

ہندو متی علی ایضاً جہن

وخرص وحنیة باطلۃ ودرکون

فیسر بنعته علی هذا الشرط  
آدمی گرفتار ہو رہا ہے۔ اور دھوکہ پر

وہیں کہ جس کی افواہیں  
وہیں کہ جس کی افواہیں

سکت علی غیظ و خبیثہ وان  
فرائد کے ہیں، لیکن پر آلودہ کر دیتی ہے

خاصہ خاصہ فیما الزمہ      جیسے شہری زندگی کی تعمیر اور نہ بھی

یہاں سے ایک سو تیس سال پہلے آباد ہوئے ہیں۔  
 یہاں سے ایک سو تیس سال پہلے آباد ہوئے ہیں۔

کثیره ولا یندعه حرمه ان  
اس کی یہ خاصوشی خضر اور امی نالامی

یقلع عنه و عما قلیل یكون و ناراوی کی چکاروں پر تہمت چھوڑنا

الفرقة عليه - وہ اپنے قصداً اور اس کے ساتھ یوں ہی  
 خدشاہ انور سے زندگی بسر کر رہا تھا کہ کچھ دنوں پہلے اس کے ایک بھائی

اس کا حوالہ مانرے جو ان کی کتاب میں ہے کہ ان کے اہل خانہ نے ان کے لئے جو کچھ خریدا ہے اسے

\_\_\_\_\_



میں کے ساتھ مقابلہ میں جس نے مجھے ہارنے کے آپ کے دوستوں نے مجھے قرض دے اور دس سال بعد واپس کرنے کے لئے کہے وقت آپ اپنے دوپٹوں کو کسی طرح ٹھک بھاگ لیں گے جس طرح آج سے دس سال پہلے دینے لگے تھے۔ یہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس طرح میں روپے کے صفات پر کھینچا اور فرسودگی طاری ہو گئی اور اس کی وجہ سے یہ بے وقعت ہو گیا۔ یہ خصوصیت ہے کہ ہر آدمی دوسرے دوست کی کمال خدمت سے قلم مقامی کرتا ہے جس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ قرض دینے والے کی طرف سے ناسا مال کی قربانی ہوئی ہے اور مال کے صفات کی اب اگر اس سال کی جنگ جورو پر آپ کا سفر قرض کے پاس رہا تو اس کے معاوضہ میں آپ بھی اس کا ٹکڑا وصول کریں گئے۔ قرض سوال یہی ہے کہ آپ کی طرف سے کیا قربانی ہوئی؟ اور دوسرے کے ذات کی زینت کی خاطر ہے کہ قرض دینے والے کا مدد نہیں بیکس کی قربانی کے بغیر ممکن ہوتا ہے۔ لیکن دینے والے کے کہ اس سال سے کسی ضرورت کے قرض نہ لیا اور اس میں خرچ کر دیا تو قرض اور اس کا سودا کر دیا اس طرح سے رہا ہے کہ اس سال سے روپے سے کچھ آمدنی نہیں پیدا کی۔ اور اگر تجارت و دیگر کے لئے لیا تو تجارت کوئی کامیابی میں نہ رہی یا نہ ہو کر دینے والے کا دوسرے بھی اپنی ذات و صفات کے ساتھ محض اور اس کی وہی دلی تھی۔ ایسا شخص جو اپنے کاروبار میں کسی شے اخفا تھا اور کسی شے میں کیا اس شخص کا مقابلہ کر سکا ہے جس پر اتفاق کے تمام دروازے بند ہیں اور صرف نفع اور کساد نفع و اضافہ کا سامنا (دو گئے گئے) ہے کہ اس بات سے کہ دروازے میں پر گئے ہوتے ہیں، ایک دو قریں برابر ہو سکتے ہیں، جو کسی بار یا چار چار اس کی صورت کا مقابلہ ہو گئے کہ اس کے چھوٹے، اچھے اور کسی بار رہا ہے۔ پس چند قریوں میں تو شاید چہرے ہیں، اگر کسی ملک یا قوم میں ذرا زیادہ دولت تک اس قسم کی یک طرفہ و گردش دولت کی جب کسی ہو تو یہ تو دیکھنا ہے کہ ملک کا ایک قبیلہ گردہ نہیں ایسے

२३३३

[illegible]

لوگ ہیں کہ آئینی صدارت سے زیادہ وہی ہے اور ان کے پاس قدرہ حاجت سے بڑھ کر اس کا مذاں بھی ہے۔  
ہر جرم کا ہر گناہ اور خوم میں خوش ہے جو ہے جس جہاں پہنچے وہی ہو کہ سو کی راہ پر ڈال دیتے ہیں تو  
ان کے لیے وہی ہے لگے کہ اکثر افراد کے گروہوں میں پہنچ کر آہستہ آہستہ ان کی دولت کو کھینچ لیتے  
قرض دینے والوں کی جیبوں میں پہنچا دیتے ہیں اور صدی در صدی کے جدید تقاضا نکلوا کر آج  
کو قوم کے اکثر افراد پر قریبی ساشی کا نازی میں جلا ہیں اور مرد و سہ چند گھر افراد کی انحصار کے  
پاس دولت کا دم پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اس کی حد پر آ کر کہ نہیں جاتی، ان دولت مندوں کے  
پاس اگر دولت اور سرمایہ کی قوت ہوتی ہے تو لوگ کی اکثریت اپنے پاس جتنی قوت رکھتی ہے تنگ  
اگر ان کی سود خندوں کی مال قوت پر سرمایہ قوت کا دشمن نہ ملے جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو آج ہے  
جس کے جو کچھ غفلتیں تیار ہو جاتی ہیں، اسن وانی غارت ہو جاتا ہے۔ خرابی کے خنہنک  
بیڑوں کی قربان و دستوں کو بچر جھاڑ دیتے ہیں۔ تاریخ ان کا بچ کر آج وہی ہے اور وہی ہے یا  
فرہماتے والی ہے اور وہی ہے کہ سب کچھ بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر بچ کر  
کہہ دیے گئے ہیں اور سب کے مال سے اشتقاق اور لا نظلموں و لا تقصصوں کے متنازعوں  
مندی کے لیے امتیازی برائی میں جا قافہ میں جہاں اہل حق و عین میں خزانے ہیں،

فیر جو رسالہ علیٰ المحتاج  
من غیر نفع بمحصل لہ  
ویرید من غیر نفع  
بمحصل منہ لاجہ فیکل  
مال اخیہ بالیہ ظل -  
(ص ۲۰۰)

کہہ تھو نہیں پہنچا یہی وجہ ہے کہ سودا میں آٹھواں اپنے جہاں کا مال بیڑے کی وجہ سے باطل طور پر کھاتا ہے۔

آن خود خواہ کر جب اس کا رویہ اپنے تمام ذاتی وصفاتی کمالات کے ساتھ یکسر بدلتا ہے اور جاتا ہے تو بیکریٰ قرنہ کی کے وہ عربیہ فرخ خیز ہوں سے سو کا درجہ کیسے بنیاد سے رہا ہے۔ تنہا ہے رُپے کیا کچھ دیتے ہیں اور اس کو اس قول کا بھی یہی مطلب ہے، جس ملک میں اس قسم کے زمین دیں کی سب کچھ خرافیہ اجازت دی جائے گی اور اس کے واٹر سے میں وسعت پیدا ہوگی تو آدمی کے پس انداز کرنے والوں کو قیصل گردہ اور مجھ اپنے اپنے آپ کا اپنے خاندان کو کوئی نام نہ نہ پڑنا ہے۔ یہ کبھی ملک کے اکثر افراد کو شدید سفاشی ضربہ پڑتا ہے۔ اس قسم کے کاروبار دان ہی ملک میں فروغ نہا سکتے ہیں جن کے ہاتھ سے اپنے آپ کو مرنے والے اپنے ہاں اپنے خاندان ہی کے لئے سمجھتے ہوں اور اپنے ملک یا خیرباد کا کوئی کے دوسرے افراد سے انہیں کچھ بحث نہ ہو اور خیر سارا روپ جلائی کی پس انداز

نامہ افزہ روت رقم نے شکل سودا ہی کے گھر بیٹا ہی ہے وہ عموماً اسی ملک، اسی شہر، اسی گاؤں اسی  
 محلہ کے باشندوں کی سیول ہی سے توفیق ہوتی ہے جن میں وہ رہتے جتے ہیں حیرت ہے کہ وہ پ  
 آج قریب امدادیش نیٹو اسکے دعوے کا اپنے آپ کو ساری دنیا میں علم برتا رہتا ہے اس سے  
 صرف نہیں ہی کیا ہے کہ چند سالہ کاروں اور چٹے دوسروں کا وہی کاس کا رو بائی کی اجازت دے گا  
 ہے بلکہ جنگ مسلح کی عیاری کرے گی اس نے موقع فراہم کر دیا ہے اس بات کا کہ جس میں آغاز کرتے  
 وائوں کو سود خوری کی فرست نہ تھی، اب بآسانی سود خواروں کی کیش میں شریک ہو کر ملک کی  
 اکثریت کا معاشی خون چوستے ہیں شول ہیں اس نے ستر کی سود خوری کے اپنے رد عمل کو دنیا پر  
 بہت جلد کار کیا ہے ایک حیثیت سے اچھا ہوا، لیکن تیر شہا کا اجر کرنا پھر نہیں ہو سکتا  
 کے لئے زیادہ مفید ہے۔ آج روپ فرما کی حیرانوں بلکہ شکاریوں کے چتروں سے توجہ چور ہے  
 سودی کاروبار کا تیر رکے اس نے قدرت کو جنگ کا احاطہ دیا، جنگ قوت کی بھی اس سودی کے بل پر  
 وہ جنگ لڑا جا رہی ہے جس کی تیز دینا کی آنکھوں سے پہلے وہ بھی دیکھ لے گا کہ اس کے لئے دیکھے گی۔  
 ماہرین کا بیان ہے کہ سودی بآسانی کو ستر کو روپ قرض اور ذلت قویہ کے دہانہ کو روپ کے قلم موجودہ  
 جنگ کی صورت چھو رہی ہے۔ ان کی رقم کی فراہمی کا قطعاً امکان نہ تھا۔ گویا آج سودی اس جنگ اور اس  
 ہر ناک جنگ کا ذریعہ بنا چھو رہے ہیں کیونکہ انسانی کی تاریخ میں مسخرہ ہے اور ہر کسی جنگ کے ذریعے  
 انسانوں کی لٹی ہوئی آدھی دھواں میں رہتا کہ فضائی ہواؤں میں اور کچھ چار، تاریک اور بھلا جانتے  
 کیا کیا ہیں کہ سودی کے پائوں میں حق و خود ہو چکر اور ہر جہاں ہے اس لئے وہ دنیا میں دو کچھ بچا  
 وہ دوسری وقت دیکھا جائے گا لیکن شہر کے سب کو ڈرولوں و گیلوں کا بولوں اور ہیرے دے سودی  
 کی انجمن دیکھیں جس حرکت کی تھی میدانی جنگ بلکہ اپنے اپنے میں سزاؤں اور کیشیں ہیں، جنگوں میں  
 برستی ہوئی آگ اور دھنچے ہوئے، شکاروں پر لوٹ رہے ہیں دھگرے اندر جہاں ہے اور نہ کر کے باہر  
 جائے پناہ دھماکے سے جنگ کرنے کے پھر وہ کیاں دھڑکتے رہے ہیں، سودی کو جس میں طلوع  
 کی قرآن نے دھکی دی تھی جن کی انکس ہیں وہ دیکھیں اور جہاں کے کال ہیں وہ نہیں اور جس کے دل  
 اور وہ جیت ہیں، ان کو کیا جنگ کا زور سول پر چم کر دے اور اپنے اوپر نکل کر۔ لیکن اس فعلی عنصر  
 بھی ملک اور اپنے ہی ملک کو دھاک دھاک سے دھکیں گا کافی فضا دھکیں گے۔

اور یہ تو ہر ایک عام صوت کی جس کے خطر کی تباہی کا اسلام پہلے سے ہی متنب تھا وہ اب  
 میں تیرہ کی کئی تھی، لیکن متنبی سائیل سے ہی اس سال کی شدت سے غفلت کی تھی لیکن اس نے  
 صرف ہر ایک کو جوہر کی ہی کو اگر کبھی نہ اور چتر جن جرائم میں شریک نہیں کیا بلکہ اگر کسی شخص کسی کو  
 دس روپے دے کہ وہ کسی جہاں ساوڑ میں ہیں روپے لے اور بجائے اس کے کہ اس کو  
 سودی قرض کا سالہ قرض دینا چوں کہ وہ اس دس روپے سے تیار ہے میں روپے خریدے  
 ہیں یا کسی تاجر سے دس روپے کے لئے دے دے اس کے لئے کسی کا دس خرچے اور دس روپے کا ایک

ہاں کے ہمدانہ کا کہہ کر کہتا ہوں اس سے بولنے کے کہیں ایک ماہ کی بہت اس خرچے سے دین ہوں کہ تم  
 بجائے دس کے بارہ ادا کرنا، تاہم یہ کہ ان سالوں میں صرف فنکار کا یہ پیر ہے روزہ حاصل دینا  
 ہے جو سودی قرض کا حاصل ہے اس نے اسلام کے خرچے کو سودی کاروبار کے ساتھ بیچ اور خود  
 فروخت کی ان فنکاروں کو بھی سود اور ہر روز اور ہر روز جو حالت روپے کی ہے بجز ہی کیفیت اور بھی چند  
 چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک میں کچھ قرض دے کر دے دینے کوئی شخص بجائے ایک میں  
 کے زیادہ ایک میں کچھ کا اضافہ کر کے دس دینے ہے تو اس میں اور اس شخص میں جس نے دس روپے  
 دے کر دے دینے میں دس روپے کے ایک خرچے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین معاشی جنگ اس  
 وقت تک نہیں لڑی اور اس کی بارہ آپ نے اس کا حق فرما دیا اور اس روپے کے عین دین ہی جنگ  
 سودی نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے ذیل میں اور بھی چند چیزیں شریک ہیں اور ہر ایک جہاں کے ہے تاہم بعض  
 کی تباہی میں جن معاملات میں متوجہ بہت بھی قاری رنگ پا جائے تا، اسلام نے قاری کے ہر کٹے کے  
 لئے ان کی ہی کاغذ کر دی اس طرح رہا کی منہ ہر سالہ فنکاروں کے سوا جس میں دینے کے کچھ دے  
 بطور کر کے ذاتی وصولی کی جاتی ہے، جسے اصطلاحاً خیر العشر اور ہر سالہ کا سود کہتے ہیں  
 اسلام نے ان صورتوں کو بھی نہیں دیا اور نہیں بلکہ نقد تھا ایک تو چاہے کسی نے کوئی دے تو ہر سالہ  
 یا نقد یا کسی میں کچھ دے کہ اس کے ساوڑ میں دس میں کچھ دے اس کو بھی ناجائز شہاد یا اور  
 شہاد و صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا کی ان تمام چھوٹی بڑی واضح چیزوں کو  
 کی کاغذ فرمادی تھیں

الذہب بالذہب والفضة بالفضة  
 بالفضة والبر بالبر والشر  
 بالشر والقر بالقر والخلع  
 بالخلع مثلاً بمثل بدل ابدل  
 فض مثل دود ستر و فض  
 اربل الاخذ والمعطى فيه  
 سوا (صحاح ستہ)  
 اور دینے والا دینوں میں اس پر ہر ایک  
 سونے کو سونے سے، چاندی کا  
 چاندی سے کچھ کا کچھ سے، برک  
 تیرے، اگر کو کچھ دے، ملک کا کچھ  
 (بیش) بابر بابر اور اس کا بدلے  
 اس کا بدلے (یعنی نقد) چھوٹے  
 ہر چھوٹے یا بڑے دے اس  
 نے سود دیا، کا سالہ کچھ دے

حدیث میں تو صرف یہی چیزیں اموال پر ہیں، ایسے اموال قرار دیتے تھے جن کا باہمی تبادلہ زیادتی کے  
 ساتھ ادھار کا نہیں ہے نہ نہ خواہ یہ تبادلہ قرض کے الفاظ سے ہوا کچھ کے فنکار کے ساتھ ہوا ہوا ہوا  
 کے تحت جن ان فنکاروں کا اسلام نے خائبہ پہلی دفعہ داخل کیا ہے روزہ اس کے پہلے عموماً سود اور ہوا  
 اور ادھار شریعت میں جس کے سودی کاروبار میں ملک شہاد محدود تھا، پھر یہ کہ قرض، اسلام نے اس میں  
 خود ایک توجہ خصوصاً ان چیزوں کی تھیں اور دوسری چیزوں میں بھی ان چیزوں میں جو ہر ایک میں تھیں



لیکن یہ بات ہے کہ روایات کے باب میں اس قسم کے بعض مسائل کا جو ذکر کر دیا جاتا ہے جس میں بظاہر پہلی دشواریاں نظر آتی ہیں ان کی ایک دوہر تھی ہے کہ اسلام چھوٹے قلعے اور بڑی بانیہ اور اسانی معاہدات سے آگے نکل کر لگایا دینا چاہتا ہے اس لئے جہاں کہیں اس کی بڑی کمان اور پیچھے نکلنے سے اس میں بھی قوت نہ ہو کہ یہ ایک دینا ہے اور ایک ایسے قلعے کی مہلک معاشی جو قوت سے نکلنے کے لئے مسلمانوں کو اگرچہ محلی دشواریاں پیش آتی ہیں تو پچھلے کاربنے نقدانے کے استحکام کے لئے اسے جو بھی برداشت کر لیا جائے۔ کہ مذہب ہی کے ماہ میں نہیں بلکہ مذہبی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی ایسے ٹائڈر کی حفاظت کے لئے لوگ اس سے بھی زیادہ دشواریاں خندہ چینی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

ماہو اس کے ایک قدر اور اس سے اس قسم کے مسائل کا ضیق اگر ایک طرف روایات سے ہے تو اسی کے ساتھ اسلام کے بعض دوسرے اصول بھی ان پر افغانا ہو رہے ہیں اور کئی مسائل جو مذکور کر رہی ہیں کے باب میں لکھا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ صرف اسی نقطہ نظر سے ان کو دیکھتے ہیں لیکن اگر ان کے سامنے ان طرز بات کو بھی واضح کر دیا جائے تو شاید دشواری کی جتنی محسوس کی جاتی ہے وہ باقی نہ رہے۔

مشابہی سونے پانزی کے خورد اور زوریات وغیرہ کے خرید و فروخت کا مسئلہ ہے جس کو فی ذہن نہیں کر سکتا اور فقہاء بھی ایسی دست بستہ رہتے کہ دونوں چیزوں کے الگ الگ خورد و فروخت میں ضرور دشواری پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ دشواری اس میں کیوں پیدا کی گئی کی صورت پر اسے سمجھنے کیلئے ہرگز ہر کسی خیال کیا جاتا ہے لیکن کاش اسی کے ساتھ تو لوگوں کو اسلام کے اس مسئلہ نظر کا بھی علم ہو جاتا جو مسئلہ پانزی کے خورد اور زوریات کے متعلق وہ رکھتا ہے۔ دینا ہے پہلے بھی ہوا نہ سمجھا ہو لیکن اب تو مسئلہ تقریباً جاہت کے در پر پہنچ رہا ہے کہ سو کھانا اور پانی کی چیزیں آدم کا ایک ہی غذا بن جائیں تو بہت سے ان کو ان کی مہارت کا واسطہ بننے کی جگہ مخصوص بازارات بن کر خورد و اور برتنوں کی شکل میں منظر گردینا ملک کی معاشی ارتقاء میں بڑی سنگ راہ کو مائل کر دے گا۔ ایک ہندوستانی معاشی اپنے مفلس ملک کا وضع ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ہندوستان کی قدیم ہندی اور جاہل تہذیب اس ملک کی صورت کی بہت کافی حد تک فوہ واد ہے۔ ہندوستان میں جس قدر بھی دولت موجود ہے اس ملک کے باشندے اس کا صحیح استعمال نہیں جانتے ان کی دولت باقوتوں کی شکل میں ان کی حوروں کے لئے کاربہن کی ہے یا دیشوں کی صورت میں زمین کے نیچے پڑی ہوئی ہے۔

پھر اس غریب ملک میں زور زور اور قوت کے معاشی آپ جیات کے اس بکروان کو جس مقدار میں بچھو کر بیکار کر دیا ہے اس کی رپورٹ دیتے ہیں۔

آغا رنگا بائی کے کہہ چکا ہے کہ روپے کی کسی اس وقت ہندوستان میں باقی بچا جو موجود ہے۔ اس ملک میں کی کسی میں پیسے بھی آمدنی کا وہ مسئلہ ہے اس ملک میں اس معاشی خانہ کا کیا صنعت اور شہر ترقی ملے گا کہ کسی ۸ روپے زور زور اور قوتوں یا دیشوں کی شکل میں اس طرح قید ہو کر اس طرح قوت میں لب نشہ نہ رہا ہو۔

کا تھا کا پیش کر رہے ہیں وہی بچا اس معاشی نکتہ ہے۔ تھامس ملک والوں کو ابھی معلوم ہی نہیں ہوا کہ دولت کا صحیح مصرف اسے کاروبار میں لگانا ہے۔ انہیں خبر ہی نہیں کہ دوسرے ملک میں سے کس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کیونکہ پانچ ایک پیر بھی بیکار رکھنا دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس جو رقم بھی ضروریات پوری ہونے کے بعد بچتی ہے اسے سرمایہ کی صورت میں اپنے کاروبار میں لگا دیتے ہیں اس کے برعکس چارے بھائیوں کے پاس جب بھی ایک آدھ چیرہ بچ جائے تو اس کا زور زور اگر اپنی حوروں اور بچوں کو اس میں بکھڑا دیتے ہیں۔

محمود سونے پانزی کو زوریات یا برتنوں وغیرہ کی شکل میں منظر کرنا ملک کی دولت کو بیکار کر رہا ہے اور معاشی مذہب میں ایک پیرنگ کو بیکار رکھنا دینا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوسرے پانزی کی ایک روٹی کا بھی زور یا قوت وجود کی شکل میں ملک معاشی نقطہ نظر سے ملک اور قوت کا جرم ہے لیکن دینکے معاشیوں کو قوت پر دینا اس کا علم اب چاہئے۔ مگر دینی معاہدات کے سبب یہ علم صلی التورہ و سلم آج سے سائے تیرہ صدی پہلے ہی اعلان فرما چکے تھے۔

لا تشریروا فی اشیاء الذی حصب  
والفضیۃ ولا تاكلوا فیہا  
(معاہدات)

صرف معاہدات ہی پر گنت نہیں فرمائی گئی بلکہ ملک کے اس معاشی جرم کے متعلق یہاں لکھا شدہ جو الذی بائیں و فی شب فافضیۃ  
والفضیۃ انہ یجوز فیہا  
تاسر حصہ۔ (بخاری)

اور اس لئے بلا تعلق تمام فقہاء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ کوسرے پانزی کے متعلق یہاں لکھا شدہ جو ہر مسلمان مرحوم کے لئے حرام ہے اور جو حکم صرف اس کے مرحوم کی حد تک قریب قریب ہی حکم زوریات کا بھی ہے یہی یزید نامہ (دکھنی) کے کہ اس کے متعلق فقہاء کا کھانا خلاف ہے۔ ہر حکم کے زور سونے کے ہوں یا پانزی کے مرحوم پر حرام ہیں اور جو قوتوں کے خاص جذبات کے





جس سے عرض ہوتا ہے کہ واقع میں ان چیزوں کے اقسام میں ہر دو کا تفاوت نہیں ہوتا بلکہ مقصد ہے کہ اگر اس فرق کی بنا پر زیادتی کی اجازت دیدی جائے گی تو لوگوں کے لئے سود خواروں کی راہ کھل جائے گی اور اسلام اس کے چھوٹے سے چھوٹے سود خوار کو سخت ترین دوائی سے بند کرنا چاہتا ہے۔ رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندو  
 بیع الشمس بیعنا آخر شہر  
 محمد زید اللہ رحمہ اللہ  
 اس عبارت سے بیکور فریو۔  
 اشتہار۔

اس میں اگرچہ بظاہر ایک گونہ خریداری ضرور ہے۔ لیکن جہاں تک میراثی ذیلی ہے اس میں خاصیت کے ایک خاص صلیو کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ میراثی غیر مکتوب ہے کہ میراثی ایک ملک جن کا قیود و حضارت سے زیادہ تعلق نہیں ہوتا ان میں چیزوں کی بکائیے سکوں سے فروختے کے چیزیں سے بیکور لین و دین کا دستور عمل جاری رہتا ہے۔ ابن قیم کا بیان ہے۔  
 لا یسأل احد البیوع ولا البیوع احدی  
 فانی یسأل تکلون والاعطاء بالاعطاء  
 (اعلام سرفہ جلد ۱)  
 خصوصاً خریدیں رہتے والے اور  
 حرمائے باشندے دوسرے کو مذکور  
 حرمائے خود سے بیکور ہیں۔

اسلام سے پہلے عربوں میں بھی عام طور پر چیزیں سے چیز خریدنے یعنی بقرطیہ BARTER یا نقدی کا استعمال میں متعارف تھا دستور تھا اسلام ان ذرائع سے تدریج اس رواج کو کھٹکنا چاہتا تھا بلکہ وصافیت چاہتے ہیں کہ معاشرتی ارتقاء میں تبادلہ EXCHANGE کے اس طریقے کے دل دینے میں متداخل ہے۔  
 چاندی کا سیار دل چاندی سے اور سونے کا سیار دل سونے سے برابر برابر ہو۔ اس معاشرتی نظریہ  
 جہاں انشاد اور دولت کے انجماد سے تعلق ہے برابر ہی خیال ہے کہ اس کے ایک اوقات میں  
 مقصود تھی جس کی طرف انھوں نے گردن دینے اس بیکور نہیں کی ہے۔

مقصود ہے کہ حکومتوں کے مختلف سکوں میں عدم مساوات کی وجہ سے نادان کا بوجھ متوا  
 با جائے مختلف حکومت آئینہ کے کسے اگر کوئی اگر تری سک کو خریدتا چاہے قورسور ہو اگر کسی  
 کے معاوضہ میں سول روپے خریدے اور سول روپے کے دینے پڑے ہیں اور بار دلی کا یہاں کیا مال پر  
 بھی باقی نہیں رہتا کسی بھی بجائے سول روپے کے ستر سترہ اشارہ اور اشارہ روپے تک زیادہ  
 دینے پڑے ہیں۔ جس گھٹ کر گیا اور کایہ قصہ پندرہ اور چودہ روپے تک اگر آتا ہے جس سے یہ نتیجہ  
 ہوتا ہے کہ وہ کی زیادتی اور کمی کا لازم صرف اس چاندی یا سونے کی کمی اور زیادتی ہے جس میں  
 ہے جو مختلف حکومتوں کے دو مختلف سکوں میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے  
 دو حکومتوں کے ایسے دو سکین کی چاندی اور جن کا سوا برابر ہوتا ہے۔ مختلف اسب کے زیراثر  
 ان میں کسی (تبادلہ) کے وقت بے صداقتی بناؤں اور ان پر پڑتا ہے۔ ایک حکومت کے قورسور  
 دوسری حکومت کے قورسور ہیں اور وقت نگینے والوں کو بھی اور بیکاری کا روبرو کرنے والوں کو بھی بیکاری

ان چیزوں کی دوسرے خرید و فروخت نامت و شائے ہوتے ہیں بلکہ یہی حکومت کے ایسے دو مختلف جہاں  
 دو مختلف قسم کے مرقع ہیں وہاں میں بناؤں اور اسب کے لئے ذخیریاں بنائی جاتی ہیں۔ مدت ہوئی  
 سین ۱۹۵۸ء میں مصر کے مشہور وطنی جلیل اللہ (عربی) نے قورسور کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا  
 تھا مضمون نگار نے یہاں تک کہ ایک آفیشن (انٹرنیشنل) کے مکاتبات کو پیش نظر رکھ کر یہ تجویز  
 پیش کی تھی کہ

بیکون و بیجا و اتفاق لوجید  
 انفسد الا ساسی حدی  
 اللاحصہ  
 یعنی (اگرچہ اقسام کی دوسرے اسب کا  
 پیدا ہو جائے تو کوئی ایسا ساسی اور  
 دنیاوی سکریا دیکھا جائے جس پر دنیا  
 کی قوموں کا اتفاق ہو جائے اور اسے جس کا پسند ہو اس پر بند ہو جائے۔)  
 اگے چل کر اس کا مشہور دینے ہوئے کہ اگر کسی کے ذرائع اس میں کٹ جائے اس لئے لکھا تھا کہ  
 لکھی بیع النکاح جب جن حیث  
 الیاسر سبب ان سبک اللک  
 سکتہ واحد قنی مصحح  
 واحد حقیقی یعنی عیاسر  
 واحد اعتدال اللاحصہ  
 میں ایک ہی سارے کو کچل کر چلے جائے۔

اسی مضمون میں یہ بھی ہے کہ اگر مختلف ملک اور حکومتوں کے مختلف میٹال کے سکوں کی وجہ سے  
 حال ہے کہ  
 لا یدرسای ما فی العند  
 یعنی (انار میں کس تک کے سک کا معاوضہ کیا جاتی ہے گا اس کا جائز ثابت دشوار ہے۔  
 مثال سے ہوں کیا ہے کہ

قد یشری الیوم واحد المسلم  
 فرضا وحسب حال الفریک  
 والد والاس فیقول انہ قد کم  
 لانہ لیس بشرح احص  
 اصریک مثلا فلا یکادیمینی  
 طلی تاریخ شریک اسب صحیح  
 یسب حسابہ ثنی و یکادیم  
 باطل و کل الباطل لا اعتبار  
 یعنی (یہ شخص کوئی مال فرض میں ل  
 چکا ہے اور فریک (سکریا) ڈال  
 اسکا مرکب دو کوئی کا حساب کر کے  
 خیال کرتا ہے کہ کوئی نہیں رہے گا  
 کیے کہ مال اسے امریکہ میں بیخود  
 ہے، لیکہ ایک ہفتہ میں اس مال کی  
 خریداری کر گزرتے ہیں یا اگر اس  
 دوسری طرف حساب کرے تو کیا ہے)

علیٰ اسوق الفریقہ بدلا  
من الازہر بیکہ ۔  
میں نے سوت خلی کی کرسی سے اسی کی بزار  
کے فریسی واد پر اس نے، متحد کیا۔

بہر حال سکول کے اس اختلاف کی وجہ سے دنیا میں مصائب کی کثرت رہی ہے اس کا حل کیا ہو سکنا  
نظر کرنے لگتا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تمام سکول کا وزن و معیار سب ایک کر دیا جائے  
اپنی اس تجویز کا نام اس نے فکرۂ تجدید نقداً ساسی رکھا ہے، آخر میں مضمون کو ختم کرتے ہوئے گفت  
ہے کہ نقداً ساسی کی جو حد کے نظریہ پر اگر اقوم عالم کا اتفاق ہو جائے تو

وحدت فی العالمیہ یقینہ  
انتھام و تسہل بڈ لک  
انقباضۃ و شوال صغیر  
من الحثا شوالی و تحصلا  
انقباض و سائر الناس فی  
عش السلسلہ فی تحویل  
انقرو و شوال و بیہا۔  
دنیا میں، یقیناً اور ہر جگہ  
حاکم میں ایک ہی ہو جائے گا اور اس کی  
سے تجارت میں چڑی آسانی پیدا  
ہو جائے گی اور بہت سے مسائل حل  
ہو جائیں گے اور ہر امر کے دلائل  
کا دوسرے پر ثابت کرنے پڑے گی  
میں سکول کے اول بدلے ہو جائیں گی

میں جو حق فریب ہاں اور دوسرے حق ہیں اس سے دنیا متاثر ہو جائے گی۔

کیا یہ سارا شہرہ پیڑمعلیٰ الشریعہ و سلم کے الفاظ مبارک اللہ ببالذہب و الفضة بالفضة  
سواء بسواۃ ہذا جمل کا ترجمہ ہے جسے فضیل کے لئے دیکھئے اہل اسلام اور فروری ۱۹۲۵ء

اس کے سوا بھی سکول کے پیچھے سے فائدہ اٹھا کر موجودہ زمانے میں حاکم اقوام نے حکومت  
قروں کے ساتھ جو محال جنگ عظیم کے بعد دنیا کی فحاش کے لئے کھڑے تھے یہود و مسیحی کے جیواروں  
اور سہوکاروں سے درد کے اس آواز کی داستان مٹنی چاہیئے لاکھوں لاکھ نہیں مرنے، پیچھے کی مثال  
لئے کر دیوں بلکہ مبالغہ نہ ہوگا اربوں کا دارا پناہ کیا ہے، جن کی تفصیلات شاید علماء و معاشیات  
بتا سکتے ہیں۔

حاکم بن آدم کے تمام افراد ایک ہی آفتاب، ایک ہی چراغ، ایک ہی پانی، ایک ہی مٹی سے  
فوق متعارف نہیں بن سکیں، اس طرح جائزہ سولے سے امتداد و کے حق کو بھی اگر غلط کر دیا جائے تو  
اس میں دنیا کا کچھ بڑا ہے، حکومتوں کا اپنے اپنے سکول پر مخصوص علامات کی تلاش کے جذبات کی  
اگر تکبیر بھی مقصود ہو جائے تو بجز ایک ہی ہوس کی کے شاید چاند ادا ہی قطع اس کا کہ ہے  
تکبر جو تہ پر ہکتے کہ حکومت اپنے، تیار یافتہ سکولوں میں قائم رکھتے ہوئے ان کے اوزان  
اور کوکھت جاتا ہے، جس کو ساری کر کے نہیں، بجز دیگر کتا یا یا عمل لغزائی جو قشایاں کے کچھ  
اسباب ہیں نئے لیکن اب جبکہ زمین کی فضا پر قدرتی قوانین کے چند نئے افکاشات نے کچھ کچھ  
اس طرح دلایا ہے کہ اب ایک ملک میں نہیں بلکہ زمین کے تمام ممالک انفریکٹیا یا نیا دے نوازا

ایک نئے شہر کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ رات کو جہاں فوج و لشکر میں پیش کرتا ہے، جہاں  
جدا آباد ہیں اس کی جڑ جڑ گھر پہل جا ہے۔ اہل قریات اس سے بھی کہیں آگے بڑھ گئی ہے  
جو جو پیچھے ہیں جو راستہ آج سے سو سال پہلے ہے، جو بتاتے ہیں کہ فاضل کیلئے فاضل کو روک لیا ہے  
گیا ایسی صورت میں سکول کے ہر روز پرستہ بڑا کو کو مٹیں ہیں، اقوامی مبادی کے طور پر دانش  
کر میں تو گویا اس کے مٹنے کو کسی شہر کے چند ہر حقول یا شہر کے کھٹے کے چند ہر دیں نے  
کس مسئلہ پر اتفاق کر لیا ہے۔ مواضات کے موجودہ ذرائع سے جب دنیا محرم بھی پیڑمعلیٰ الشریعہ  
علیہ ہے جب اس وقت تجویز دنیا میں پیش فرمائی تو اس وقت اس تجویز کو بھی لباس مینا  
پہنے کی نسبت سے آسان بلکہ آسان تر ہو چکا ہے۔ لیکن پیڑمعلیٰ (عام انسانیت) کی خدمت کو کسی کا  
خبر بلکہ پیڑمعلیٰ جیسی قسم کے بلند بانگ دعووں کے بلند کر کے ان کی زبانوں پر جو کہ ہے  
کا شرا وہ دونوں میں ہی ہوتا جا رہا ہے کو سب کھٹے کہے ہیں، لیکن سب کو جو اپنے لئے کہتے ہیں  
ان کے فائدہ خالص کیسے ہوئے ہو چکے ہیں، جب اس کیجے کے منافع دینے کی یہ حال ان کے ہاں  
سے جن جائے گی، ان کا فائدہ تو اس میں ہے، اسی راہ سے قرآن مجید کی تعلیموں کو جو ملی تعلیموں  
کے نیچے کا موقوف رہا ہے۔ اور ان کی جیسے دھڑکیں کو جو دھڑکیں کے چلنے کی آسانی  
فرمائی ہو رہی ہیں، پیڑمعلیٰ الشریعہ و سلم سے جو دوسروں کے بھی اسی طرح پیڑمعلیٰ جیسے ہمارے  
لئے ہیں، انھوں نے انسانیت کی عام فلاح و بہبود کی ایک تجویز پیش کر دی ہے، آدام کے کچھوں  
میں جہت جو خود اس تجویز کو مان کر کھینچے کہ گویا اب سے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ ساری  
انہی انسانی کوکھات دلائے ہیں، تو لعل افقہ یحییٰ تہ لعل ذکاء افقہ۔

شکل اصل | اب اس مسئلہ میں، ایک آخری بات یہ رہتی ہے کہ اسلام سے سودی کا رو بار کو  
جب اسے عاجزانی نظام سے قطعاً خارج کر دیا ہے تو سوال یہ رہتا ہے کہ ملک کے جن افراد کے  
مصروفات سے آئی کی جو درجہ میں آتا نہ ہو یا ہے۔ آفروہ اس کا کچھ استعمال کیا پیدا کریں، ماسوا  
اس کے یہ بھی مسلم ہے کہ جس طرح موجودہ نازکی قانونی مصروفات والی گیمانی اور سائنسی سکولوں کی  
ذمہ داری اگر ان ہوسوں پر عائد ہوتی ہے جو سود کی وجہ سے فراہم سرائے میں پیدا ہوئی ہیں تو کیا  
کے ساتھ اس کا بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا آج دنیا کی ساری صنعتی ترقیاں جو کہ پیڑمعلیٰ کے  
پیداواروں پر مبنی ہیں، بہت کچھ ان ہی آفروہ کی رچن منت ہیں جو سود کی دولت متاع دنیا کو  
حاصل ہیں، سودی کاروبار کو یکدم ختم کرنے کے یہ منت ہیں کہ ساری ریکہ نیکی اور صنعتی چیزیں کا  
بذاریہ کیا کھروٹ جائے اور دنیا بھر اس جدید تاریک کی طرف واپس چر جائے جس میں بچائے  
ہیں، سکولوں کے مٹی کا دیا اور بچائے قیادوں اور سبیلوں کے بیل کا ڈیروں پر آدمی  
راستہ سے گزرتا تھا۔

لاخیر یہ دونوں سوالات قابلِ غور ہیں، اگر اسلام کا معاشی نظام راہ پر تلف ہم چرتو









مکتبہ نیکو سلوٹم جہاں اور اس کا آغاز ہجرت  
و حوالہ اس پر حضرت اہل بیت علیہم  
السلام

و اگر کو جو ہر روز کہ حضرت علی بن ابی طالب  
سے بیعت کر دینی چاہتا ہے۔

سے چرک ہے کہ اسلام آزاد تجارت کا حامی ہے، جس کا بدلہ ملتا ہے ایک ملک سے دوسرے ملک  
میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں، دیہات سے شہروں میں، شہروں سے دیہاتوں میں، مال و غنہ  
لیا جائے نہ باشندوں کو اس میں خلل اخلاقی کے پیدا ہو سکے، مگر یہ کہ یہ دین نہ چاہے اور  
نہ حکومت کو اس میں بھی خواہ مخواہ دخل دے کہ رعایا پر زندگی تسلط کر لی جائے۔  
باقی دیکھو کہ اگر یہ دین چاہے کہ اس کی جاتی ہے، اگر اسے اس کے ملک  
کے سیاسی حالات کے قریب کوئی ذریعہ بنا لیا جائے اور اس ذریعہ سے قوی ملک ضعیف ملک پر  
ظلم کر رہے ہیں، اسلام کو اس سے کوئی شغل نہیں۔ البتہ اگر دین کی حاصلی اموالی تجارت میں  
اسلام میں لائی جائے، لیکن وہ حکومت کا ایک ٹیکس ہے، یعنی مسلمانوں سے تو کوئی لی جاتی ہے  
اور اس صورت میں صرف برائی ہے میں صرف کے لئے کوئی وصول کی جاتی ہے۔ بلکہ یہی اسلامی  
حکومت کی دوسری رعایا بھی اس کی بطور وصول ہی اور اگر کسی سے اور اس لئے اور اگر کسی سے بکر  
جائے وہ مال کی حفاظت کے مصارف کی پابجی کی جو ان تمام مسائل کی تفصیل حکومت کی آمدنی  
کے باب میں آئے گی۔ البتہ اگر ملک کے تاجروں سے جو کوئی دین لیا جاتی ہے اس کی بنیاد وہی  
دوسری ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ جس ملک کے لوگ اسلامی حکومت کی رعایا بن گئے اموالی تجارت پر  
کوئی محصول نہیں لے گا، نہ سے اسلامی حکومت بھی کچھ نہ لے گی۔ چاہیہ میرا ہے

ان کا حکم فرمایا بخاندن  
اصلاً ناخذ۔  
تو ہم بھی ان سے کچھ نہیں لے گے۔

لیکن اگر وہ چاہے یہاں کے لوگوں کے مال پر محصول لیتے ہیں تو اس وقت ہم بھی ان سے سی نقد  
میں گے جتنا چاہے یہاں کے لوگوں سے دیتے ہیں۔ پھر کوئی ظالم حکومت اگر مسلمانوں کا سب  
مال لے لیا کرتی ہے تو یہی حکم درپا ہے

ان کا قریب یا خاندن و ان  
لا تخذ ان کل  
کا سب مال نہیں لے گے۔

صاحب چاہے اس کی دہر لیتے ہوئے نکلتے ہو۔

خمس اسحق پر کارہ اخلاقی  
یعنی، خنای اور کی پابندی کے  
پر زیادہ مستحق ہیں۔

اس قبل سے ان دنوں جو ممکن ہے کوئی دین لے گا، اسلام میں سیاست سے نہیں لگایا گیا  
ہے سے حق کو دنیا کی حکومتیں اگر اسلامی حکومتوں کی رعایا سے کوئی دین لے کر لے گا یا دین کو سب سے  
پچھلے ہیں، تو قیام تجارت کو آزاد قرار دینا ہر دو طرفہ تجارت میں ہونے کے شیک جو مالی مافی  
میں چاہو گی کی تو میں مسلمانوں کو ختم بنا دینا نہیں تو ہم یہ دیتے گے جو انہوں نے نہ کرنا چاہی  
کہ اگر یہ مسلمانوں کو ختم نہ بنایا جائے گا۔ عین وقت کے شیخ الاسلام کے مشورے سے دینی مافی  
چکا ساہرا اخلاق میں ہے جو اس مقدس معاملہ پر رد و تحکم کر دے۔ اور آج بھی ہم تجارت  
آزاد کر رہے ہیں اگر ختم کر دینا رضامندی کی پر کر ہی تو ان کا حوالہ لیا یا خاندن و ان  
لا تخذ ان کل کر لے کے چاہے یا اس پر آزاد و ستر ہو جائے۔

جو کوئی دین لے کر مسلمانوں کو ختم کر دے، ان کے حقوق میں سے  
چند تفصیلی اسلام کا کہہ رہا ہے کہ ایک تجارت کی آزادی و عدم آزادی کے متعلق اسلام کا  
مکتبہ انکسار ماننے آ چاہئے۔

اور اب اس بحث کو میں اس پر ختم کرتا ہوں۔ پول تجارت کے متعلق اور بھی چند  
قوانین ہیں جو پر بحث کی حاجت تھی، لیکن چون قوانین ان کو ترک کرنا ہوں، بہر حال سب میں  
وہی قرائن تک لا تعلو ولا تطلعوں کی روح کا رفا ہے جب کوئی تفصیلی کن سیاست پر  
مکمل جائے گی تو اس سے فقہ اشیا یا جاگت ہے، البتہ مسلمانوں سے کچھ جسے سرمایہ کے متعلق  
ایک ہی جہاں ذکر باقی رہ گیا ہے۔

سرمایہ کا استعمال و مصارف متعذر ہے کہ اس سرمایہ سے استفادہ کی جود و کلیں اسلام نے  
پائی ہیں، یعنی اگر اس سے کوئی شخص فقہ اشیا نہ پاتا ہے تو ضررہ اور خطرے کی ذمہ داری لے لے  
جی تو لے لے کے یا کر سکتے ہیں اور اس کی بہت سی صورتیں ممکن ہیں، اور اگر خطرے کی ذمہ داری لے  
قبول نہیں کر سکتا تو شخصی فقہ سے دست بردار ہو کر ملک کے ضرورت مندوں یا بے سرمایہ لوگوں کو  
قرض دے کہ قرض فاکو حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی اس قرض فقہ کے ساتھ با قرض زندگی اور دیگر  
زندگی میں شخصی تنفع سے ہی نہ محروم نہ رہے گا، بلکہ فرائض و مصارف سے زیادہ قرض دینے میں  
شخصی تنفع کی توقع کی جا سکتی ہے جس کی تفصیل گزشتہ میں اور بعد میں نہیں لکھی اور قرض اور دین  
کی ادائیگی کی ضمانت کے لئے اسلام نے جو ممکن صورتیں پیش کر دی ہیں، وہ بھی یہ ہیں، البتہ  
کیا ہے یعنی اپنی اور دوسری قسم کے دوسرے چاہئے تو اپنے دین کو آپ محفوظ کر سکتے ہیں،  
ایک متصل باب فقہ میں موجود ہے اور دوسری کے اصولی قوانین میں قانونی شہادت و قرض  
قرآن میں موجود ہے، وہی دین کا اسلام نے زندگی کے صحابی کی ضمانت کو کوئی اہمیت دی ہے  
اس کا ایک ثبوت بھی ہو سکتا ہے کہ فقہ و دستور قانون و دین کے لئے قرائن میں ایک باری  
رکتے سورہ بقرہ کے آخر میں مکتس کر دی گئی ہے کہ کسی کا دین یا حق سے بے گناہ نہ ہو



مصلحتاً چاہئے اور انہیں تو

چاہتا ہوں وہاں جاکر جھگڑے اور

تقصیر یہاں سے کہہ دے۔

صاحب نے فرمایا کہ

اپنے بھی کہ جرات کا ہر کوئی یا

جسے چاہا تو گئے اور نہ تو اس کا

صاحب نے فرمایا کہ

کے ذریعہ سے اس پر بھی تیسرے کو دی گئی ہے کہ معاشیات اور داروں کی رتی رتی حساب ایک دن

ہو کر رہے گا اور جس کے جس کو جو چاہے وہ نقصان بھی نہیں چھوڑے گا کہ جس کو کہے گا کہ

یہ سب سامان تو جس کا نہ سرمایہ کے استعمال و حفاظت کا اس وقت تک کہ اس کے جس تک کہ

زندہ ہے لیکن اگر کوئی اپنے بعد بھی کہیں انداز چھوڑ کر مرے گا تو اس مرے کے مشتق

جس نسبتاً اسلام کے دو ہی صورتیں مقرر کی ہیں لیکن اگر اپنے جائزوں میں اس کی صلاحیت نہیں

پاؤں کی کہ اس کی موت سے جس صورت میں نفع نہیں اٹھائے گا کہ اس کو مصلحت نہیں رکھتے تو

وقت نقصان و وقت نفع الاولاد کا حسب ذریعہ قانون کا ذکر کر کے اسلام کے اس کی

حفاظت کی ایک حکم اور اس صورت میں بدکاری ہے کہ اس قانون کا ہے کہ یہاں نہیں ہوتا

دوسروں کو نفع پہنچا یا یا نہ ہو جائے وقت کے اس قانون کا ہے کہ یہاں نہیں ہوتا

چوں کہ توں مصلحت میں یا نہ ہو جائے وقت کے اس قانون کا ہے کہ یہاں نہیں ہوتا

وہاں بھی وہاں کے مشتق کو کوں کو حسب مصلحت ہوگا کہ اس قانون کا ہے کہ یہاں نہیں ہوتا

اور جسے جسے قانون میں لے لیا وہ حسب کی کہ اولاد پر وقت کے کیا مصلحتی یا نہ ہو لکھ اس کے کہ

اسلام کا عام قانون صدق ہے یا نہیں

وہاں بھی توئی لکھ دیکھ

جس کا ہر جرم پہلے میں سے ہے

کہ میں اس کا پکا پہن کو بھائی کو

پھر بحث میں جڑا وہ قریب ہو جائے۔

کا ہے اور خود فقہ کے مفہوم کو تو اس سے امت عام کیسے کہ جرمی کے ساتھ ہی کوئی کوئی مصلحت

مصلحتی اور علیہ وسلم سے عقد قرار دیا۔ اس واسطے کہ وقت میں خیرات کے مفہوم سے زیادہ

پس نامہ جائداد کی حفاظت بھی دیکھو ہے۔ ابتداء سے اسلام میں جس صاحب نے بکثرت اپنی اولاد کے

تمام اوقات کے حوالہ دیکھ کر گئے ہیں۔

اسلام میں تو قریب سے ہی اسلام میں دعویٰ کیا ہے کہ وقت کی بر فلول اسلام میں پائی جاتی ہے اس کی کوئی مصلحت ہے

نہیں ہوئی ہے اس پر اعتراض ہے کہ کوئی کہ جس میں مصلحت نہ ہو لیکن جس میں مصلحت بکثرت ہے اس کے

کرم پر مصلحت نہیں وقت میں جس کے نزدیک اس میں مصلحت کا حسب مصلحت وقت سے نہیں ہے بلکہ وقت کے

مصلحت کے لئے اقربا و عہد کے ساتھ مصلحت کے اسلامی وقت کی خصوصیت ہے

قابل حائز ایک شخص مصلحتاً

بائی مصلحتی اور علیہ وسلم

ذریعہ وقت والا وقت۔

قابل مصلحتی وقت کی

بدلتی مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

مصلحتی وقت کی

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

۲۵۷

بیاض و قصبہ و الزفر بدھارہ  
بجکۃ و دارۃ جھو و اھوالہ  
بالحدیثۃ و مقصد ق  
صحنہ بدھارۃ بالحدیثۃ  
و دارۃ جھو و قصبہ و  
عمر بن العاص بدھارۃ  
بالوحدۃ و دارۃ بجکۃ  
علی و ولدہ و حکیم بن حذیفہ  
بدھارۃ بجکۃ و الحدیثۃ  
علی و ولدہ کلالہ الی الیوم  
(الشیخ)

پہلی، حضرت علیؓ، بنی سہیل کو  
جبریت میں ہی وقت کی خدمت پر لے  
اپنے سر لگ کر جو کچھ میں تھا ان کو لے کر  
سر میں تھا اور بنی میں ان کو بے حال  
رہ چکا، باغ حضرت تھا، اسے اپنی  
اور دہر وقت کا یہ حضرت سہیلؓ  
میں ان کو بے گرفت اور سر میں تھا  
ایک اور دہر وقت کا یہ حضرت سہیلؓ  
وہاں تک اور جو کچھ میں ان کو لے کر  
تلا کر وقت کی پہلی بنی سہیلؓ  
کے اور دہر کے لگ کر اپنی اور دہر وقت

کیا اور ہمارے اوقات اس وقت تک موجود ہیں۔  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت داراصل زمانے میں پہلی ہمارے یا لڑائی کی حالت کا ایک مخصوص  
طریقہ تھا اور اس قافلی کی اصلی روح بنی سہیلؓ، اگرچہ اس قافلی میں بزرگ اور نئی کا منہم میں فرق کیا تھا  
لیکن اس میں پہلی جس میں خود اپنے آپ کو پہلی بنی سہیلؓ کو لے کر تھا، بنی سہیلؓ میں ہر قسم کے ہر وقت  
ممانی کا اس پر عمل کرنا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے اس سے قوی  
میں ثابت ہوتا ہے کہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ اس مذکورہ پہلی کی اس سے پہلے والی جائداد کے متعلق اسلام نے  
پہلے وقت علی الاولاد و اگرچہ کہ اور وقت کا قانون نہیں کیا ہے، یعنی اگر جائیداد کے متعلق اسلام نے  
برباد و جہلے کا خطرہ ہے قریب اس کو وقت کے متعلق ذکر دیا جائے اور اگر ان میں اس کی صلاحیت  
نظر آتی ہے کہ ان میں ہر ایک کو کچھ سرمایہ اگر دے دیا جائے گا تو اس کے اہل پیرو اس کو حاصل بن کر  
اپنی معاشی تفریل میں مدد حاصل کر سکتے ہیں قریب صورت میں وہ اپنے کے قافلے سے قطعاً علیا یا سکتا  
ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے وقت اور جو اپنی زندگی کی مدت ختم کے موت کے انتظار میں چل رہا تھا یا پیڑوں

(نقل منقولہ)  
میں ان کے اوقات تھے۔ مگر اس کے ایک اسلامی وقت کا ذکر اس کے لئے ہے کہ ایک قریبی سرمایہ ان کے متعلق یہ کیا  
حق و وقت ہوتا ہے جس میں ہر بزرگ یا نئے ہیڑہ رہتے ہیں۔ ان کے لئے یہ ہے کہ یا نئے ہیڑہ کے اہل پیرو اس کو  
دیا جاتا ہے۔ ایک دلچسپ وقت ہے جو ان کو خیر و بد کے ان کی یہاں تھا جہیں وقت کی دہر میں اس وقت  
کی آمدنی سے استفادہ کر سکتے ہیں جب کہ ان میں یہ صفاتی نہ ہر دے وقت کی طرف سے ہر دے کے معاشی کی پہلی  
کی جائے۔ ان نئے سرمایہ کے علاوہ کچھ چیز کے لئے یہ مسلمانوں نے ہر بزرگ اوقات کے لئے بھی انہیں کر  
خیر و بد حکومت ان کا انتظام نہیں کرتی۔ دلائل مذکورہ اسلامی ۱۱۱۱ھ ۱۱۱۱ھ

ان کو قریب کے مال سے بھر کر اوقات دلا دیا جاتا ہے لیکن جن کے سامنے زندگی کے مسئلہ علی ہاں  
پیش آئے ہوتے ہیں، مثلاً اولاد و قافلہ میں جس کو دوسرے سے بھی کچھ دہر مل سکتی ہے اپنی وہاں ہر دہر  
کی قوت بھی رکھتی ہیں۔ ان کو ان کے حساب سے نفع دلا دیا جاتا ہے اور ان کو ان کو جو کچھ کسی  
دوسرے سے ملائی قوت نہیں ہوتی بلکہ ہر دہر کی بار بار اس پر ہر ہر ہے۔ اس لئے اس کو کچھ نئے  
نفع کے پورا دیا جائے اور قریب اس وقت سے کہ کوئی اپنی تمام اولاد کو ایک حال میں چھوڑ کر ہر دہر  
لیکن اگر سہیلؓ اس کے سے دیکھتا ہے کہ اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا بیٹے مسعود اور چار یا کسی ایسی حالت  
میں ہیں کہ ان کی کو قوت قافلی حصے کا کوئی قریب نہ کرے گا، ایسی صورت میں اسلام جائزات  
دیتا ہے کہ ان کی کسی خاص اولاد کو کوئی حصہ سے زیادہ اپنی زندگی میں ہر دہر سے نام و آخر  
بجائے قافلی ہے کہ

لا باس اذا كان لحاجة  
واكرهه و احسان علی

اپنی اور دہر کی کو زیادہ حصہ ہر  
کو دینے میں کوئی مسئلہ نہیں اگر اس

سبیل الاخرۃ۔  
کی فوج ہے مگر غیر ضرورت یہ بات  
بجائے ہر دہر سے زندگی کر دے، اپنی ہر دہر کے دوسرے ہر دہر کو دینی چاہئے۔  
مقدی نے ان مباحات کی کچھ تفصیل بھی کی ہے۔

محل اختصاصا لحاجة  
سماجۃ و عمل و محفۃ  
حائلا و اشتغالا بالحدیث  
او شوجہ و انصافا

مثلاً کسی کو کسی کی ضرورت کی  
دوسرے سے ترجیح دی جائے یا وہ کسی  
موجودہ میں یہاں دیا جائے یا انصاف دیا  
اس کا اور زیادہ ہر دہر کا علم کے ساتھ  
مشغل ہر دہر کی قسم کی کوئی کیفیت حاصل کر دہر۔

اور اس سے ایک عام سوال کا جواب بھی جیسا جاسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وقت و ہر دہر کے قریب  
سے جب کہ کوئی اپنی جائداد کا لے کر بیڑہ جاتا ہے تو اسلام نے میراث کا قانون اسی قسم کی جائیدادوں  
کی تقسیم کے لئے بنایا ہے اور قانون کا ہر دہر کو کفایت خصوصیات کو پیش نظر کر کے نہیں بنایا تھا بلکہ اپنی  
اصول واضح قانون کے سامنے ہوتے ہیں۔ میراثی قافلہ کی بنیاد یہ بھی گئی ہے کہ ہر دہر واجب قریب  
ترین رشتہ داروں کو ترجیح دی جائے گی اور اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر عمل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ  
اگر ایسا نہ کیا جائے اور وراثت کے لئے صرف رشتہ داری کا قی قریب قافلہ ایک ایک مورث کے  
سیکڑوں وارث کو لے کر دیا جائے، بنی آدم وارث ہوں گے، کیونکہ بالواسطہ رشتہ دار قریب یا رشتہ دار کی  
دوسرا آدمی ہے۔ اگر ان آدمی میں قریب یا جیسا کہ شریک ہوتا ہے، مگر اسی اصول پر کسی بیڑہ وراثت  
قریب ترین رشتہ داروں کے ساتھ صورت کا کوئی بلا واسطہ رشتہ دار میں پایا جاتا ہے جو وراثت کے  
اعتبار سے براہ راست رشتہ داروں سے زیادہ قابل رحم اور محتاج اور دہر ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ

ہمسفر و خیر و صافیوں کی طرح منسلک انسان اور زمین کی خدائی پیداواروں میں عدم توازن سوس کے خدو بھی ڈرے اور دلروں کو ڈراتے دہشتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کو بھی ہے جیسے اولاد کی کثرت میں سماجی تنگ حالی کا خضر محسوس ہو جی کہ ان میں بیخود تنگ دلی اعتبار کی کڑی یادگار کے بعد اپنے ساتوں اپنی اولاد کی گردن بکھڑواتے اور باخلاف و روجا بھی نہیں چاکھتے۔ ضرورت ہوئی کہ اس کے متعلق قرآن میں

وَلَا تَحْسَبُوا أَوْلَادَكُمْ مَحْشِيَةً ۚ إِنَّ رَبَّهُم بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

لا تمكروا أولادكم خشية

ساختی کے خوف۔

املاؤ۔

[illegible]

تیس سال کی عمر میں ہی وہ شہرِ حجاز سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں ان کی زندگی کا بیشتر حصہ گزرا۔ ان کی زندگی کا یہ دور تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور ان کی حالتِ معاشی بھی نہایت خراب تھی۔ ان کی زندگی کا یہ دور تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور ان کی حالتِ معاشی بھی نہایت خراب تھی۔ ان کی زندگی کا یہ دور تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور ان کی حالتِ معاشی بھی نہایت خراب تھی۔

انگ انا متذروں ہاں

غنیاء و خیر میں ایسا نیکو

عالة يكفّر الناس-

CEV.

تم اپنے ہارٹوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ

اس سے بہتر ہے کہ انہیں ایسے نظام

کی حالت میں چھوڑ دو کہ لوگوں کے

ما نے اختر پیدا کیے ہیں۔

کسی بھی چیز کے ساتھ کوئی شخص ہو کسی کارہ جاتا ہے، میرا قانون کے دائرہ کار بالفاظِ لہجہ کے لیے ہے۔ کسی گھر کے کسی صورت میں ہر شخص کو جاتا ہے، کیونکہ اسے اپنے دادا کا براہِ راست نہیں بلکہ اپنے دادا کے باپ کے واسطے سے رشتہ دار ہے۔ حالانکہ کسی بھی گھر پر جو شخص آکر رہتا ہے اس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے ایسے موقع پر جو کسی بھی چیز کے ساتھ ہے، اس میں اس کے لیے کوئی کوئی اثر کے قانون میں بعض امور آتے ہیں۔ حالانکہ یہ قانون کا شخص نہیں بلکہ قانون کے امتداد کرنے والے کا عقلی شخص ہے۔ یہ فردا کا فرض ہے کہ عجب وہ اپنے گھر کو اس حال میں پاتا ہے اور وہ جاتا ہے کہ ہمارا راست رشتہ دار نہ رہنے کے لیے وہ میرا قانون کے تحت میں رہنے کے اس کو اس کے لیے تنہا کے قانونی پتہ اور حق سے اس کا پتہ نام پر ہرے کو غرض پہنچانے کے خصوصاً صاحب خاص حالات میں ایک وارث کے دوسرے وارث پر پتہ اور عقلی شخص کی طرح دی جا سکتی ہے اور اس کے لیے کسی وارث کو حق نہیں ہے کہ اس کے لیے اس کو اس کے لیے ہر جہتی نکتہ میں کہ

تعلیم اور تہذیب میں کوئی اپنی ادوار میں

کسی کو کسی پر ترس کا دے ملائیوں

یہ خاص حیلہ کے ساتھ تھیں کہ

روئے والا اس حیلہ کو داپن کر لیتے

پچھلے مرتبے کے فوجی، چیراگی

ہے اس کی ایک کتابت چرچائے گی  
کے ساتھ ساتھ ایک اور

یہ وہی شخص ہے جس نے

افاضل بين ورلد وافي

طایا اور خمس بے فائدہ

لجنة شهادات قسبل ٢٠١٣

سترد : ثبت ذاك الموعود

ولزم وليس لبقية

سيرة الرجوع -

یہاں اس کا حق واجب ہو جاتا ہے۔

کے لئے مصلحتاً اصرار پر دعویٰ کریں۔

وہ ایک عام فطری اور انسانی

سے (خفیہ) اور اکثر اعلیٰ علم

ہو رہا ہے۔

۱۔ ایک سرورث افعلیہ

صاحبِ دالِ باغیچے و باکثرتِ اعلیٰ

ملفوظات

100

کے ال میں مانگتے دھولوں اور جوتوں کا

۱۰۴

١٢. هو المبرق المسائل

تیسرے مرحلے میں اس کا جھانکا جاتا ہے۔

ہیں، اگر مرد سخت اس قسم کے کمزوروں کا حق قرآن نے مرد پر ہی دیا ہے تو اس کے برعکس یہاں بھی جو اس قسم کا حق ہے تو یہ مرد کے لیے ہے، مگر یہ ہے کہ اسلام نے اگرچہ اپنے پانچ پانچ سال بچوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان کی نفسانیت کے سرپرستہ کو قرضہ دیا ہے تاہم یہی حکم نہیں دیا ہے اور انھیں فاضل خود العقولہ کے تحت ہی کرنا چاہیے، اسی بنا پر ہر مرد ان ہی لوگوں کو نہیں ج

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں ذات ہی کے لئے نہیں بلکہ ہیوادہ کے لئے بھی لکھا گیا ہے۔  
پس باخدا زکر کے لکھنا جو قرآن کا اس وقت سے نسخہ اٹھانے کا حکم دیتا ہے، یہ اس میں مانوں کی  
ساتھ اگر وہ ذات کی مستحق ہو تو نسخہ کو ان کیلک نہیں کرنا اصل کو نسخہ دیکر با جائے یا ادا ہے اس سے کوئی  
انکار یا لڑائی زیادہ ضرورت نہیں پیدا کوئی کثرت و تار کا یہی ادا دہوتے کے باوجود ہر ذات کی حصہ  
معلوم ہوتا ہے اور نظر ادا ہوا ہے کہ ہر کے ذریعے کے دیکر با جائے کہ ہر ذات کی کو اس کی خانوں کو  
تقسیم ہونے کے لئے جو دیکر با جائے تاکہ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ مراد پہنچ جائے جس کے ذریعہ  
ہر لک کے لئے جو دہ زکری لک کر اس دہ کا کافی جو قرآن کا اصل بنا کر دیکر با کر اس ۔

مضمون گویا زندگی سے شروع ہو کر ایک حد تک موت اور موت کے بعد تک پہنچ چکا ہے۔ اختصار کی کوشش کے باوجود بات بھلی چاہی ہے اور ابھی چند اٹکا اور نکلا اور مصارف و خرچ کا مستقل باب باقی ہے۔

## محنت و مزدوری

یابی اولین دین کے سلسلہ کی ایک بڑی اہم چیز یا مادہ ہے، اور وہی قیام اور شکر اور غنہ کے معاملہ کو کہتے ہیں، لیکن غنہ کی اصطلاح میں خوشی، اندوڑی، کاریگری، نکار، داری، سخاوت اور بزرگی، سب یا مادہ کا معاملہ ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ خود چیز دے کر مادیات میں نہیں مبتلا رہے، بلکہ چیز سے استفادہ کا حق دے کر اس کے معاوضہ میں کچھ فیاضی یا مادہ کا معاملہ ہے، جو اگر انسان کا گڑی، گھوڑا وغیرہ کے متعلق یہ معاملہ کیا جائے تو گڑی یا معاملہ چارہ اگر جوئے یا دہی کی چیز کے خود کو اپنی ہی خدمت اور محنت کا معاوضہ حاصل کرے تو اس کی یہی دوسروں سے بہت جلد کی نامتی ہو، اگر کام دے کر دے بلکہ اپنے گھریں مثلاً کام کرنا جو قرہ یا کاری ہے اور اگر ست جہ کی نامتی ہو تو اس کی بعض شخصوں کو گڑی، بھڑوں کو مزدوری کہتے ہیں، غنہ اسلام نے جو ایک کے متعلق ایسی باتوں میں مشعل قرین بنا ہے، اس میں نہ لے لے میں رجا (سود) کی وجہ سے مراد کے لئے جو سامان یا جہش تو عموماً کارگریوں کو ملوں گے اور مزدوروں کو ان کی اجتماعی محنت سے فیض حاصل کرنا شروع کیا۔ اس پر غور ہے پیداوار کو اجتماعی شکل میں ہونے لگی، یعنی ایک ایک کارنامہ میں دس دس ہزار مزدور کام کرتے گئے اور مرید چونکہ ایک ہی یا چند محدود اشخاص کا ہوتا ہے، اس لئے آدمی ان شخص یا چند محدود اشخاص کو ملتی رہی۔ مزدوروں اور مرید یا داروں کا سوال اس شکل میں پیدا کر دیا۔ مرید یا داروں کو ظاہر ہے جو محدود افراد جوئے کے انکوں اور کارکنوں کی شکل میں فیض ختام، اور مزدور دین کی اجتماعی محنت کا یہ فرو ہے، ان کو صرف مزدور کی شکل میں دین چونکہ انفرادی طور پر کام کرتے گئے، اس لئے فیض ان کو نہیں ملتا تھا۔ اس لئے قدرنا کارخانوں میں ہوا کرتے گئے انہوں نے اپنے لئے زیادہ منفعت بخش پایا اور اس کی وجہ یہ کہ انفرادی طور پر

خود روزنامہ نویسوں کو طرہ دیکھنے کی ضرورت تھی کہ ان کے لئے خود فراہم کر کے اپنے جرم پر مارا خود اپنی ساکھ پر رکھوں سے سوئی قرضے کو پتہ کر کے اپنے کالے نامہ داروں کے چکر کو کھینچ کر کیا کہ ان کے کو کیا کہ ان کے قرضوں سے زیادہ اگر مزدوروں کو کھانا نہ ملے تو خودی دے دی جائے گی تو خود کے حساب سے نقصان کیا تھی اور کیا تھی۔ یہ سب کچھ وہ شکل میں بھی لکھ کر خود کیا جائے تو خشونت کی بڑی وجہ بھی سودی ادارہ کیلئے کا کاروبار ہے۔

[illegible]

اَخْرَجْنَاكُمْ خَلْقًا جَدِيدًا  
 تَحْتَ اِيْلٍ يَكْفُرُ بِمَا هُمْ  
 فِيْهِ وَهُوَ تَحْتَ اِيْلٍ ذٰلِيْجَه  
 صَمًا يٰ اَكْلٍ رَّيْبِهٖمَا يٰ اِيْلٍ  
 ذٰلِيْجَه وَهُوَ تَحْتَ اِيْلٍ  
 حَافٍ كَلْبَتُهُ وَهُوَ تَحْتَ اِيْلٍ  
 يٰ اَكْلٍ رَّيْبِهٖمَا يٰ اِيْلٍ  
 ذٰلِيْجَه وَهُوَ تَحْتَ اِيْلٍ  
 حَافٍ كَلْبَتُهُ وَهُوَ تَحْتَ اِيْلٍ

میں پریش سے چند ماہیں اسلام چلی ہیں۔  
(۱) مزدور اور مزدوری پر لوگوں سے کام لیتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہے کہ اگر ان کو وہ ایسا بھیائی خیال کریں، اور دونوں میں تعلقات کی نوعیت ایسی ہو جیسے بھائی بھائی میں ہوتی ہے۔

(۱) انکم دیکھ کر کھائے، اپنے بہنے کے دیکھ کر دھون کر صاف کر دیا، جو خود کھائے وہ فرزند کو کھائے اور جو خدینے وہ فرزند کو پینا لے۔ اس سے اندازہ چرکتے ہیں کہ اجرت کے معاملہ پر اسام کو نقد لکھ کر دے۔ لیکن انکم دیکھ کر اپنی اہرت تو ہر حال پر فرزند کو کھنی چاہئے کہ کھائے اور پینے کے دیکھ کر وہ اپنے دالک کے برابر ہو جائے۔ خود دیکھ کر شریعہ اگرچہ اپنی بھی بند کر دیا جائے تو جس وقت چوں کہ خود شریعہ کی کمی کی بہت عیب کو قبح کیا جاسکتی ہے۔

(۳) اخٹ نورکام دونوں کے حساب سے مزدوری پر اسٹا جو جہنم لادیا جائے جو ان کو

مذہب کے متعلقہ لاکھنؤ حرم میں اپنے خرمہ نے انہیں غم سے ہمیں سے مردہ نہ لے میں وقت اور کام کی ذہنیت کے مسئلہ کو لے جا سکتا ہے۔

(۴) یادگار کوئی کام ایسا پیش آجائے جس کی انجام دہی میں مزدوروں کو دشواری پیش آ رہی ہو تو اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اس کام کو ترک کیا جائے۔ اور نہ مطلب یہ ہے کہ خواہ مزدور پر کچھ بھی گزرا جائے لیکن بہر حال اس سے وہ کام لیا جائے۔ بلکہ ایسی صورت میں یہ کام کرنا چاہئے کہ مزدور کی امانت ذریعہ قوت سے کی جائے۔ مگر لاکھنؤ حرم کا بھی مطلب نہیں ہے کہ مزدور اس کام میں لگ جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ بہر حال ذریعہ قوت سے مزدور کی امانت کی جائے جس کی گت ہوں کہ مست اور ساریہ کے جتنے جگڑے اس زمانے میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں مزدور بالادیش کے ذریعہ اس کا حل پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کی یہ عرف کوئی خوشگوار نئی خبر بھی نہیں ہے بلکہ ایسے عملی واقعات کی ایک فہرست پیش کی جا سکتی ہے جس میں مسلمانوں نے اسے عمل کے دکھایا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ذر غفاریؓ کی زندگی کا یہ قصہ اور اصل تھا اور حضرت عمرؓ کا سفر بیت المقدس میں نعمت ناست خود سوار ہوا اور نعمت راستہ تمام کو اوٹ پر سوار کرنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے مزدور کی کے متعلق دوسری حدیث بخاری کی ہے۔

قال الله ثلثة اناهم	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے رسول کا
یوحنا عیسا وعلی	قیامت کے دن میری جنتی خاصہ چمکا
بنی مشعل وعلی وعلی	ایک شخص جس نے میرے نام سے کسی کو
مشعل وعلی مشعل	کہہ کر اور پھر میری جنت کی روٹی پکائی
اجیر وعلی مشعل	یہ ہے وہ سزاؤں میں سے ایک سزاؤں کو
یوحنا وعلی	پکھا کر اس کی قیمت کیلئے۔ خیرا وہ
جس کے کوڑوں کے لئے اور اس سے بڑا کام کیا	لیکن اس کی پوری مزدور کا راز کی

تیسری حدیث،  
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم علوہ العیبر  
وجروہ قبلہ وینجحت سرشتہ۔  
(ترمذی)

ایک اور روایت سننا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
علوہ لعلہ صحت عسلہ  
فات حاصل اللہ لا یجیب۔  
نہیں کیا جا سکتا۔

اس حدیث کا کیا مطلب ہے، کیا عسلہ مزدور کی کے متعلق ہی نہیں مزدور کا کچھ حصہ اس میں شریک ہونا چاہئے؟  
انہوں نے کہتے ہیں اس میں اس کی ہر ہر بات میں ایک سے کے متعلق کوئی بات نہیں لی۔ لیکن ایک اور  
حدیث چہ جس سے اس کی ایک بار گذر کر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کا ارشاد مبارک ہے  
ان اصنع لفلان کما صاعہ لفلان  
خبر جہادہ و قد ولی ہرودہ صلی  
فلینقلہ صاعہ لفلان کما صاعہ  
کات اللہ و شرفہ و اعظمہ  
منہ فی ذلک اکلہ اور اکلین  
(صحیح بخاری)  
رکھ دو ایک فقرہ پڑھو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس کام سے بھی جو خادم لے گیا خادم کو کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہئے کہ  
مزدور کو اس پر کیا اس کا سکتا ہے؟

مزدوروں اور نوروں کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ ایک قواس باب میں بخاری  
کی روایت گذر چکی کہ یہاں بھی ان کا معاملہ کیا جائے۔ نیز اس مسئلہ میں ان کے ساتھ درگزر اور ان کے  
کے متعلق ایک قابل ذکر حدیث وہ ہے جس میں ان کے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
آیا اور اس نے دریافت کیا،

یا رسول اللہ کما عصفور علی  
راوی کو یہاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اس نے پھر اسی سوال کو دہرایا۔ آپ نے  
تیسرا اس کے جواب میں جوابات کی وہ یاد دلائے کہ اس نے ارشاد ہوا  
اعنی عندہ کل یوم یجین عرقہ  
(ابوداؤد و ترمذی)

اسی بنا پر غلطی سے اس مقام پر لے کر لیا ہے کہ کوئی کہنے  
الذی یستاجرہ و یصلی علیہ و یصلی علیہ  
علیہ صا لیس یصلی۔  
کہ کھانا ان کا خانا مانگ کر، مگر اس کی طرف سے قصداً تھا کہ کانادہ (زہرا)  
مشرقی نے اس پر بڑے فخر کے لئے کہ یہ لکھا ہے،

وہذا منہ حب ما لک وانی  
حبیئۃ و احبابہ۔  
میں اہم اہلکار و رہنما ابو حنیفہ اور  
ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔  
اس مسئلہ میں بعض ایسے سرش بھی قابل ذکر ہیں جن کا تعلق اگرچہ قوموں سے ہے لیکن میرے نزدیک یہ





امام صاحب کے خیال کی توضیح کرتے ہوئے صاحب دہلے نے لکھا ہے کہ خراب کا بیٹا  
 عام ہے اور بیٹے کی بہت سے اس کا دھوتا بھی عوام ہے لیکن اس مسلمان پیارے کی طرف توڑا  
 خواہ پانی ہی پیرا خراب پھر اس کی مزدوری کو کسی بیادہہ تا پاک قرار دیا جائے۔ یہیں اور قادیان  
 امام صاحب کے دونوں شاگرد ابو یوسف و دیگر بزرگ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے کہ کوئی کھڑی  
 میں ہو کہ خراب کے مسلمان میں جن کوئی نہ رست کی گئی ہے اس میں کھانا کھانے کے دھڑے  
 دے گا کہ کھانا کھاتا ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ جو خورنے کے لئے خراب دھڑے اس کے ساتھ  
 حکم مخصوص ہے۔ پھر مال بھی اسے مثالی سے فقہاء کی ماضی و حسرت نگرانی کا ثبوت پیش کرنا  
 تھا اور یہ اس کی بہت اچھی مثال ہے۔ مگر یہاں جو دو ان دستوں اور اہل ذوق کے دو چیزیں فقہاء  
 کی کتابوں میں بیسب پائی جاتی ہیں یعنی ایک تو پر کھانا کی کھانے کی لذت و مصلحت کہ کھانا  
 سوال اٹھا گیا تھا اور دوسری لذت مسلمانوں کے متعلق کیا معلوم تھا کہ کسی ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ  
 جواب تو جواب سوال بھی داخل سے عمل جائے گا کہ کھانا کھانے کی ماضی قریبی اور  
 کوششوں کا آخری مورخ مسطورہ جائے گا کہ غیر اسلامی حکومتوں میں ملازمت کے حقوق کی  
 کتنی مقدار کو حاصل ہوئی۔ مفتی کے متعلق مسئلہ ہے۔

لا تجوزہا جازۃ المسلم  
 للذی یفقدہ نفس علیہ  
 احمد۔  
 دلیل یہ بیان کی ہے کہ

حبیب المسلم عند الکافر  
 واذ لا لہ۔  
 حبیب المسلم عند الکافر  
 واذ لا لہ۔

جیسے مسئلہ کے ذکر سے اس وقت ہر مذہب ہر مائت عقیدت تصور نہیں ہے۔ آخر اسے ہر مذہب اور  
 جانے گا تو مسلمانوں کے بچنے کی فکر کیا رہے گی۔ بلکہ دنیا کی کسی قوم کے تاریخی مذہب کا  
 واذ لا لہ واذ لا لہ  
 فلا ضرر لہ وصالہ  
 دونہ من دلال۔  
 والی و دیگر چوتھے۔

اسی سلسلے کے ایک مسئلہ کا ذکر آخر اس نے کر دیا ہے کہ فقہائے امت کی چند قسم کی  
 وگوں کو کچھ احساس ہو اور معلوم ہو کہ اسلامی مصالحتات کی خدمت میں ایسا بزرگوں نے کتنی  
 بے کوئی سے کام کیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بزرگوں کا کام ہی قرآن و حدیث کی تفسیر و  
 تعلیم یا سادگی کی ناست و خطابت و غیرہ تھا اور اب بھی جیسے مسلمانوں کا یہی کام ہے کہ بزرگوں

اس کے جرت ہوتی ہے کہ چند لوگوں نے نہیں بلکہ اکثر ائمہ اسلام کا فتویٰ ان تمام امور کے متعلق  
 ہے کہ کون خدات کا موازنہ لینا جائز نہیں ہے۔ فقہی لکھتے ہیں کہ کون کا حق پر مساوت  
 بہت درست نہیں ہے اس میں بالخصوص والا ذوق والی و متعلقہ انسانی بھی ہے  
 اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ

نفس علیہ احمد وہ قال  
 عطاء و الفصاح بن قیس  
 و ابو حنیفہ و الزہری۔  
 اور یہی فتویٰ منک ہیں جس میں ہوتی

فقہ کی کتابوں میں اس پر بحث کی گئی ہے اور بالآخر زمانے کے حالات کا اندازہ کر کے جو اس کا  
 فتویٰ اس بنابر ہے و یا گیا کہ چند ائمہ مثلاً شافعی، مالک، حجاز کے فاضل تھے۔ آخر اس کا  
 فتویٰ دیا جائے تو مفت حسبہ اللہ ان خدات کو انجام دینے کے لئے کون آدہ  
 چھو سکتا ہے۔ تو کچھ گذشتہ بزرگوں ہی کی بہت سختی کو ماضی کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ  
 اختیار کر کے دین کی ان خدات کو مفت انجام دیتے تھے لیکن ح

زمانہ و رگوں آئین نہاد

مزارعت و مصالحت | چاہئے تو یہی تھا کہ ان دونوں مصالحت کا ذکر بھی اچانہ ہی کے ذیل  
 میں کر دیا جاتا۔ کیونکہ اس کا متعلق بھی محنت و مزدوری سے ہے۔ لیکن کچھ قواس نے کھڑا  
 تھا۔ اسلام ان دونوں کو الگ الگ کر کے لکھتے ہیں۔ اس میں بھی ان کا حلیہ ذکر کیا ہوا اور  
 سب سے بڑی بات ہے کہ محنت و سرمایہ میں جو جھگڑا وقت و زمانہ میں جاری ہے اس سلسلہ  
 میں جس طرح مسیحی مزدوروں اور سرمایہ داروں کے اعتنا کے بل کی ایک شکل اسلام نے پیش کی  
 ہے جیسے کہ فقہی کفر و زور اور سرمایہ دار کی ماضی زندگی کا ان کے پیچھے کی حد تک ایک چوبیسویں  
 لکھ کر مزدوری مزدوروں کو ملنی چاہئے جس کے ذریعے اس کی خوراک اور ان کا لباس  
 سرمایہ دار کی خوراک اور لباس کے برابر ہو جائے۔

دوسری بات ہے کہ مزدور کو ماضی سے بھی کچھ حصہ ملتا چاہئے۔ قریبی بات یہ کہ  
 مزدوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ ہو چکا ہو۔ یعنی سرمایہ دار کے لئے یہ جائز نہ ہو کہ  
 محض مسافرت کے ذریعے زیادہ مصلحت کے کام کو چند ہی مزدوروں سے لے بلکہ ان کی اعتنا  
 کے وقت کا اضافہ کرے۔ نیز اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کام کا وقت اسی قدر  
 کر دیا جائے جتنے کہ وہ آسانی سے کھینچ سکیں۔

جیسے کہ حق کو چھاپا ہوں کہ مصالحت کی کچھ روایتیں سے بخوبی متاثر ہو کر جوتے ہیں  
 قریب قریب کسی قسم کا مسئلہ ذہن کے سرمایہ داروں اور مزدوروں کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ فقہ  
 ہے کہ قبل اسلام عرب خصوصاً مدینہ و اطراف مدینہ میں زمینداروں اور کاشتکاروں کے درمیان







میں سے سات گنا ہے۔ اس نے اگر ہر گنا ہے، بارغ میں اس قدر جمل آئے ہیں، ہر بار سے بارغ میں دالے کو اپنی  
منہ کا کیا سلسلے کا، وہ سال ہر اس میں پانی دے گا، درختوں کو چھانٹے گا، حفاظت کرے گا اور  
ناک بارغ اس ناپائز شرک کی بنا پر پوری آمدنی اس کی ملے گی۔

لیکن باوجود اس عمومی جہان کے خصوصیت کے ساتھ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شیخ  
اماموں میں ایک ایسے امام تھے کہ جسے اپنی جو کاشت ہو یا باغ یعنی زراعت ہو یا مسافتات  
دورانی صورتوں میں پانی کے طریقہ کو جاننا ضروری ہے، ہر سفر میں، اہل کا مذہب اس باب میں  
نہایت عجیب سے نقل کیا جاتا ہے۔

ان لا یجوز فی المسافات  
ولا فی الزراعة الا  
بالدواء حصوا الدنانیر  
وجوا اشجاءھا۔  
(عمدی)

اب تک تو دینے امام کے اس خیال کو اجرت کا اظہار کیا ہے، حتیٰ کہ ان کے دورانی شہر شاگرد  
محققین حسن و قاصی ابو جریمن کے کہ متعلق ملی دی کو کھٹ پڑا کر

واما ابو جریمن و محمد بن  
الحسن سرحدہما اللہ قد زحیا  
انی جو زحیا جمعا۔

لیکن ابو جریمن اور محمد بن جریمن

کے دورانی غیر متندی شکل کے

مراہم اس حفاظت کے جاننے کے

کا کلی میں پانی پر کچھ ساتھ ہو سکتا ہے۔

مگر اب شاید دنیا کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔ پانی کی سسٹم نے کتنی زمینوں کی زرخیزوں کو روک  
رکھا ہے۔ اس مذہبی سے جہکے ہو جاتے ہیں، اس کے ایک بڑے حصے کا لہجہ زمیندار ہو جاتا ہے  
جو لوگ زمینداری اور کاشت کاری کے مساعرت سے کچھ بھی لگاؤ رکھتے ہیں، جانتے ہیں کہ کھولوں  
کی پختی کو اس چیز سے کتنا پسند کر رکھا ہے کہ ذکر ابلاغیوں سے نہ کیوں پر پوری محنت  
کرتے ہیں، قیمتی پیداواروں کے لئے ان میں جرات ہوتی ہے۔

لے موجود زمانے میں اس صورت حال کو دیکھ کر زمیندار جب پہاڑ شاکان کو بے دخل بھی کر سکتا تھا  
اور اس پر غصہ بھی تھا، لیکن خدا ایک تجربہ پسندی اور کچھ دے نہ ہے ہندوستانی کے مختلف حصوں میں  
اس پر عمل ہو رہا ہے کہ اگر انک فوں کو بے دخل کرنے کا اختیار زمیندار کو نہیں ہے، مگر سوال ہے کہ  
اب اسان حیرت کئے گئے ہیں کہ خود جتنے ہیں اور کچھ دوسروں کو فتنے کی شرکت کی شریعت زمینداری  
کو دیتے ہیں، یعنی تو باوجود کاشت کار ہونے کے کچھ زمین دوسرے کو ہی سے آباد دہائی پر تھوڑا

لکھائی زمین اپنی سرسبز اور آبادی اور اپنی پختی بخشی میں بہت آگے بڑھی ہوئی اگر امام  
کے اصول کو مان لیا جائے گا، چھپے ہوئے زمین کار سناؤنی سے مزدور و سرمایہ کا سوال آگے بڑھ کر  
اپنا اپنی مزدور و سرمایہ داروں کے درمیان اہمیت حاصل کر رہا ہے۔ اسلام کے کس کس اصول  
پہلے ہتھ کاٹنے سے بے ہوش رہے ہیں، اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ آئندہ چل کر دنیا کو کھڑی کر  
ملی اللہ یلوم کے اس مشورے پر عمل کیا

من کان منہ فیہ فیض یفترضا  
اولیٰ علیٰ احبا و اهل اہلی  
فیلسفہ۔

جس کے پاس فیض ہو وہ اس میں  
خود بھی کسی کو اپنے جانی کو ہتھ  
کھٹے دے دے اور اگر وہ

اس سے بھی انکار کرے تو جہاں پہلے کر دوک رکھے۔

یہ خود کرنا پڑے گا کہ بہ ضرورت جو لوگ زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے ہندوستان آئے، ان کے لئے  
ذکر کے دوسرے ضرورت سناؤں کو بھی سے استفادہ کا مشورہ دیتے ہیں، اور سوال کو بھی زمیندار  
اس کے لئے مشق اس میں اور بھی کچھ کہا جاتا ہے، لیکن میں یہ فیض اس پر نہیں کرتا چلا  
مکس ہے کہ اس کے مشق بعض اجزاء کا ذکر حکومت کی آمدنی کے ذریعہ میں بھی آئے۔

کرتے ہیں، خود بے دخل کا زمیندار سے کیا کہہ سکتا تھا۔ وہی دفعہ اب کیا کہہ سکتا کہ اس کی  
رہا ہے۔ یہاں اگر زمینداروں کے ہاتھ لگنے کے سوا بھی زمیندار کے لئے زمیندار کو ہندوستانی  
کیا گیا ہے تو ان سے روکنا اس کی کیا کہہ سکتا ہے، انہیں سے بہترین دینی حکمت کے کیا کہہ  
دے دے جائے جو ان زمیندار کے مقابلے میں کیا کہہ سکتا ہے، انہیں سے بہترین دینی حکمت کے کیا کہہ  
کے کیا کہہ سکتا ہے، لیکن زمینداروں کے لئے کیا کہہ سکتا ہے، انہیں سے بہترین دینی حکمت کے کیا کہہ  
کیا تم کیا جانے کہ غیر مسلم ملزومین زمیندار کی ملکیت سناؤں کے آباد کرنے کی صلاحیت جو زمیندار  
ہوتی ہے۔ مگر ان کی زیادتی کو دیکھ کر انہیں سے کیا کہہ سکتا ہے، انہیں سے بہترین دینی حکمت کے کیا کہہ  
لکھ کر ہم چکا۔ جسے خیال یہ فیض کے اس حق کو چھڑا دینا غلط تھا



واقعہ یہ ہے کہ ملک کو ایسی ناگزیر ضرورتیں ہیں جو درحکم و حاکم کی ایسی مشترک ضرورتوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ نام آج رعایات عامہ دیکھ رہے ہیں۔

لیکن عجیب بات ہے کہ بڑے بڑے غنڈہ بنگ و حدود والی حکومتوں نے بھی مکمل کر اس سوال کی طرف توجہ نہیں کی اور وہ تھیں یہی ہے کہ حکومتوں کی موجودہ آمدنیوں کا کافی حصہ نہیں چھوڑیں جو حاکم زقوں کے گلوں اور بیگلوں کی گھیل کے پیدا کیا جا سکتی ہے جن سے مشترک ضرورتوں کے سوا ملک کی بند ضرورتوں پر بھی یا ضابطہ مسلم شکل میں کچھ خرچ کر سکتی ہوں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ کبھی کبھی انجمن ہائے امداد یا جی کی توجہ نہیں سوچا جاتی ہیں بلکہ ملک کے ضرورتوں کا کچھ بہ وہ کیا جا رہی سرکاری سرپرستی میں ہی دیکھیں کہ بہت اڑائی کی جاتی ہے اور پھر کے ریٹنٹ شہر بہ خیر گاؤں میں بھی ہر گھر سے چھوٹے چھوٹے چھوٹے کے سامنے بیگلوں اور بیگلوں کی تصویریں پھینکا پھینکا کر ہر شخص کو ہول دلی بینا کرتے پھرتے ہیں، کبھی مسکند پروڈنگاری پر پیدا انوں میں یا پھر انوں پر پھیلنے پر کشیدل مشغول ہوتی رہتی ہیں۔ سو یا جارہے کہ آفس کا حل کیا ہے۔ سرکاری ملازمتوں کی انتظامیہ وہی کے لئے دفاتر قائم کر کے حکومت کے معارف میں ایک اور چارہ مروت کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

مروت سمجھے اس سے بحث نہیں کہ یہ ترمیمیں واقعی مفید ہیں یا بے حاصل اور بھی کی بعض شکوں یا شکیبازی انجمن ہائے امداد یا جی میں جو سودی کاروبار میں دس چارے جس کے مشق اسلامی فنکاروں کے بحث کرتا چاہتا ہوں بلکہ دیکھا کہ مروت اس قدر ہے کہ ان مادی خوشحالی سے اتنا بہرہ حال ثابت ہوتا ہے کہ ملک کی ضرورتوں کا انحصار مروت ان ہی مشترک ضرورتوں میں نہیں ہے جنہیں قلعہ جنگلوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اگر مروت ہوتا تو انجمن ہائے امداد یا جی کا بانی ہر اور مشغول ماملوں کی فزائیدادیں اعم مرانیوں، بے روزگاری اور قی کے فائدہ دہوں کی آخر تو چھوڑ کیا ہوگی۔

انہو مشترک اسلام نے جس وقت حکومت اور حکومت کے خزانے کی بنیاد ڈالی۔ بنیاد ہی کے وقت ملک کی ضرورتوں کا یہ سب سے آخری سوال اس کے سامنے پہلے آیا اور اس سوال کا حل بھی اس نے سب سے پہلے ممکن کیا۔

یہ مطلب یہ ہے کہ وہ ضرورہ میں جب اسلامی دھوت نے مذہبی دھوت کے ساتھ ساتھ ایک ہی تنظیم کی شکل میں امتیازی تو قمار ہے کہ اس وقت ملک خزانہ زمرہ صرف چند لاکھ کے نیسے تھے جو بڑے ذاتی مصارف و رسول احمد علیہ وسلم کے ساتھ عیدان جنگ میں لگاتے (۳۳) سپاہیوں کو جو پہلی فتح بدر میں ہوئی اور خواہ جنگ کی تارکات میں بہ کتنی ہی چھوٹی جنگ کیوں نہ ہو لیکن حاکم کی تارکات کے ہتھے انتظامی نیندیں سرسکے ہیں ان میں یقیناً سب سے بڑا انتظامی سرکار ہی تھا اسی جنگ نے وہ فیصلہ جو آج خزانہ کا ایک اہم فیصلہ ہو گیا اور اب تک بنا ہوا ہے۔

اس جنگ میں سب سے پہلے ایک خزانہ بنایا اور وہی غریب عرب کے جہانگے پرستہا ہو گیا مسلمانوں کو کہہ سناں ہندو آپا اور بھی اسلامی حکومت کی پہلی آمدنی تھی۔ حکومت کی آمدنی کے مشق مسلمانوں کا فنکارانہ کیا جاتا ہے کیا اقتدار حاصل کرنے والوں کے معیش و آرام کا وہ ذریعہ ہے یا اور کہہ سکتے ہیں حالانکہ اس میں حاصل ہونے والا خواہ کیا ہوگا یا پھر کشت و قشر آئے نہ نہی ہو کر اعلان کیا گیا

جیشونک عن الا لغت ل  
قل الا فذلک لله والرسول۔  
اور رسول کا ہے۔

کسی کو کچھ نہیں ہے مروت اندر کا ہے اور اندر کی مرضی کی غاندگی ہو کہ رسولی احمد علیہ وسلم کریں گے اس لئے رسول کا ہے اب تک جو دنیا کا فنکار رسولی مشق حصہ یا حکومت کی آمدنی کے مشق تھا، اب کیا بدل گیا جب وہ بدل چکا تب اس اہل کی تفصیل کی گئی،  
واعلموا انما غنم من شیئ  
فان لله خمسہ وللرسول  
والذی القربی والیتامی  
والملکین وامن القسبل۔  
اس میں پانچواں حصہ ہے۔

میں جنوں نے وثاکی میں کو کم کیا ہے ان کو بھی ان کا خدایا حصہ کا لیکن آئندہ سے قانون میں گیا کہ اس راہ سے جو آمدنی ہوگی اس میں سے پانچواں حصہ حکومت لئے لیا جاتی سبب یہی ہے کہ قسم کر دی جائے گی۔

حکومت کے خزانے میں جو پانچواں حصہ جمع ہوگا اس کا صرف کیا ہوگا۔ حالانکہ شیعہ فرقہ میں تھیں۔ مٹھا اسلام مشی ہر دوروں کے ساتھ دشمنوں کے زخمیں گھر، چوا تھا سارا عرب مشقین ہر نصاریٰ حق کو دے دی اور بڑی کوششیں ہو کر وہ زمین کے اقتدار اعلیٰ کی حیثیت اس وقت کو تھیں سب کی نگاہیں مدینہ کی اس دھوت و تنظیم پر لگی ہوئی تھیں۔ مگر دنیا کی حکومتیں سب ملندہ کو اب تک سوچ ہی نہیں سکتی ہیں یا سوچ رہی ہیں تو کل نہیں کر سکتی ہیں۔

تمام خطرات سے بے پروا ہو کر اسلامی خزانہ کی اس پہلی آمدنی کو پھر باقی حصول میں تقسیم کر دیا گیا۔ پانچویں میں صرف ایک حصہ اس قوت کے ذاتی مصارف کے لئے مختص کیا گیا جس کے ذریعہ سے یہ اقتدار حاصل ہوا تھا۔ یعنی رسولی اکرم صلی مشق وسلم کے لئے اور ایک حصہ آپ کے جانی تارکات و راہوں کے لئے جنوں نے گئے مرنے تک آپ کا ہر سال میں ساتھ دیا تھا باقی تین حصول کو سب سے کمزوری و فقی مصارف کے لگ کے ایس جی و اہل کین و القسبل (سرافروں) کے لئے چھوڑ دیا گیا اور یہ تو شروع میں ہوا، پھر جب تک پندرہ سال کے قبل عربین

اسی میں سوئے اور وہیں والی جنگ کے فتح کا ذکر اساتذہ علیہ السلام کی اس میں ساری ہرانی حکومت باطنی حکومت کا کٹر خصم رہا۔ تو فرعون جسکے والی دنیا کے میں کے حامل اور کلاہ کو کنگ کر دینے والی دولت مند والی حکومت کے خزانے میں سمٹ سمٹ کر آئے تھے تو اس وقت بھی اسوں کو فرعون کی گردنیاں۔

واقعی یہ ہے کہ جب یہ مخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاسی اقتدار میں برپا ہونے لگا اور عرب کے قبائل مختلف طریقوں سے آپ کے زیر اثر آئے، دینے کے اطراف کے یہود اور عرب کے یہود کی زمین پر قدم ڈالنے آپ کو قبضہ و لاد اور یوں مختلف ذرائع سے آمدنی کا سامان پیدا ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یہودی مبارک ہیں ایسی صورتیں اختیار فرمائیں جن کے ذریعہ سے اسلامی خزانہ میں وہ قسم کی آمدنی آئے لگیں۔

(۱) ایک آمدنی تو وہ چوٹی جس کا نام خراج رکھا جاتا تھا اور یہی یہود کو اس کا نام ہوا اور ایک آمدنی کی وہ قسم جس کا نام الصدقات تھا۔

خیر مسلم اقوام کی زمینوں (یعنی گھٹنوں اور باغیوں) سے جو آمدنی آتی تھی یا جزیرہ کے ہم سے جو محصول اسی سے وصول ہوتا تھا اس کا شمار خراج میں تھا۔ اس کے سوا مسلمانوں کی زمینوں کے لئے کی تجارت مسلمانوں کے مویشی (یعنی اونٹنوں اور بکوں) کے پالے جاتے تھے اور خزانہ ان کا بھجوں میں گذرتا تھا۔ مسلمانوں کا خود ساختہ دولت شکل سونا پاندی ان کا پارو آتے تھے جو آمدنی چوٹی جس کا نام الصدقات تھا۔ چہرے اس میں خیریت کے فلس (یا پتھر) سے تھے جن میں جو ہرین تھی والی مسلمانوں و امین اہل کے لئے مخصوص تھا وہ بھی الصدقات میں کیے جاتے تھے۔

خراج کی آمدنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کی زمینوں کی خیریت میں لگائی جاتی تھی جو خزانہ میں خزانہ کی آمدنیوں کا کوئی ذخائر نہ تھے۔ حالانکہ اگر گزشتہ مسلمانوں کے تمام خزانہ ان کا ہاتھ سنبھال کر سنبھال کر دیا گیا تھا۔ اسلامی قانون ہے کہ کسی زمین پر زیادہ سے زیادہ خراج نصف پیداوار سے زیادہ نہ لگایا جائے نیز

۱) عتبہ علی رضی اللہ عنہ  
۲) لواء اور قطعہ لواء  
۳) صلبہ الفرس مع فلاحیج  
علیہ (عدایہ)

نیز اس طرح جس سے ظہر ہے کہ حضرت پیغمبر مار سونہ و بے پروا نہ تھے بلکہ (مثلاً پادری ہوگی) خلافت و غیرہ مستثنیٰ تھے صرف کاروباری آمدنیوں پر لگایا جاتا تھا۔ وہی کہ گزشتہ جزیہ ہے جو اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں ورنہ اس کو سونہ اور بے پروا نہ تھے بلکہ پیغمبر اپنے ہاتھ سے سونہ سلاطین و اہل ثروت سے لے کر ان کا ہوا یا چہرے سے سونہ لے کر ان کی خیریت سے چاہا یا ان کے روپے سونہ اور دریا کی سلاطین میں اگر کوئی مر جاتا تھا اس سے جزیہ سلاطین ہوتا۔ چہرہ جزیہ کے طے میں خیر مسلم علیہ

فرعون کی حکومت سے صلح کر دیا جاتا تھا اور یہی ہے۔

لافتہ وجہ انصاف لفظاً قائلہ کیونکہ جو یہ اس لئے واجب کیا گیا ہے تاکہ جنگ کے دواہوں کی بقائوں کی قوت سے ادا ہو۔

اسی جام اس کی خراج میں لگتے ہیں،

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

۱) ای خلافت عن انصاف معافہ  
۲) اصل لاء اور لا صحت حوص  
۳) اصل و اور لا صلا مریعہ  
۴) نصرت و وقت فاختہ۔

اسلامی سائنات۔  
جب کہیں سے خروج آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوا بدست مسلمانوں میں اس کو ختم کر دیتے تھے۔ اس قسم میں غریب امیر، مذکور و غیر مذکور سے رکھ نہ توئی تھی بلکہ استغنی کے لئے عربی مسلمان چرنا کی تھی۔

حیدر بنی میں خروج کی سب سے بڑی آمد (ایک لاکھ و بیس ہزار) سے آئی تھی ایک کوئی ہانت بدتر، مذکور کا لی بھی نہ تھا۔ سید بنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے الی ڈال دی گئی، غرض سب سے فارغ چرنے کے بعد اپنے سوا بدست لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ختم فرما دیا اور

خاقا ہر صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم و شہداء و صحابہ  
(میں سے)

اس قسم میں امیر و غریب کی خصوصیت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی بھی اس میں حصہ نہ تھا۔ حالانکہ صدقہ مال بھی باقی رہا ہے۔ حضرت عمرؓ کو بھی ایک دو خاص کا شہر ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مدنی کی اس دستہ کے بعد یا حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اعلیٰ من ہوا فقیر صحنی مجھے سے زیادہ ہوا ہے میرا ہے دیکھو۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید یہ غریبوں کا حق ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر

خذوا من فقرہ فمما یسئلون  
من هذا المال و انت غریر  
مشرقا ولا سائل فخذوا  
و ما الا فلا تتبعہ نفسکم  
(مخبر)

کہا، ہر تاسے سے لے کر دو اور ایسا نہ ہر تاسے کو دو اور نہ لگاؤ۔  
امام ابو جعفرؑ فرمادیں اس روایت کو بیان کے لگتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرض یہ تھی، انی لعدا عطفک ذک لک لانیگ فقیر او اعدی یک ملحق آخر غریر الفقیر۔  
کے سوا ہر چیز کا کیا ہے۔

پھر اس حدیث کی شرح کے لئے ہیں کہ  
لیس هذا اعلیٰ امور الی الصلوات  
انما هذا اعلیٰ الامور الی الصلوات  
اس کا شہادت کے لئے ہیں یہ ہے  
بلکہ اس کا شہادہ ان اصول میں ہے

اسلامی سائنات۔  
یستعھا لہما علی الناس فی قسما  
علی اغنیائہم و فقیرہم۔  
طوری نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے ہمراہ میں جو غریب و فقیہ لکھ لیتے تھے فرمایا کرتے تھے وہ بھی اسی کی چیز تھی فرماتے ہیں،

کہا عرض تھا، لاصحاب و اولی  
واللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حیث دوت لعل و ادب لغرض  
لا اغنیاء و صنفہ و الفقیر  
فکانت تلک الامور الی صلاھا  
لا اغنیاء و لکناس لا صحت  
جہۃ الفقیر۔  
نہیں دی جاتی تھی کہ وہ غیر ضرورت ہے۔

بہر حال خراج کی آمد نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا اس میں حق ہے البتہ اب  
یہ امام کا حق البتہ ان کے ہر حق ہے کہ جب مال کا کافی ہر کوئی مسلمانوں کو پہلے ترجیح دی جائے  
اس کا فیصلہ ان کی خدمات یا دوسری خصوصیات کو پیش نظر نہ کر کے کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ کا زمانہ آیا تو آپؐ نے پہلے ان لوگوں کو ترجیح دی جن سے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خراج لیا، ان سے پہلے دیکھ دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور باقی کو،

قسما بالسنوین علی الصغیر  
والکبیر و لعل الفقیر و الذکر  
والانثی (الترغیب الاثری)

کہا جاتا ہے کہ کسی شام شمسات دریم اور کچھ نہیں بچے دو دو روپے کے قریب حصہ پہنچا۔  
دوسرے سال خراج کی آمد نہ ہونے کی وجہ سے حساب سے اضافہ ہوا۔ اس سال ان بھی  
انہوں نے سب کو برابر ہر طریقہ سے پاٹ دیا۔ اب کے میں میں دریم یا فی کس قرعہ یا کج  
پانچ روپے چھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس دفعہ لوگوں نے کہا بھی کہ آپ  
سب کو ایک ایک لاکھ سے ایک ہزار سے ہیں، انہوں نے اسلام میں پہلے بڑے بڑے کارنامے ہیں ان کے  
حق کی کجی تو نماز کیا رہا ہے۔ فقوایا خدمات اور حقوق کا واقعہ کارجمہ سے زیادہ کوئی ہر مسئلہ  
لیکن ان خدمات کا صلہ دیکھ ہاں نے لگا باقی یہ آمد،

نہا انما هذا اعلیٰ امور الی الصلوات  
اس میں برابر یہ قسم اس سے بڑے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دینا ہے۔





فذلک فی الاسلام والرجل  
غناہ فی الاسلام والرجل  
حاجتہ فی الاسلام  
اسلام میں اس کی مالی ضرورت کا حال کیا ہے۔  
مطلب دیں خاکہ قرآن مجید میں غور فرمادے کہ  
لابستوی منکم من الذن  
من قبل الفتح وفاق اولک  
اعظم صرجة من الذین  
انفقوا من بعد وقت تلوا  
وکلا وسعد الله المستی۔  
جنوں سے بہتر کرنا اور دے۔ یا تو ہر ایک سے خواستہ اپنی یا توں کا  
دعہ فرما یا ہے۔

یہ فرق راتب تو ان لوگوں میں تھا جنہوں نے فتح کسے پہلے اور اس کے بعد اسلام کی دہلیز پائی  
وہابی قرآن پر پیش کشیں چرمیں لوگوں نے یہ قرآن نیا کی تئیں اور جنہوں نے تئیں کی تئیں  
ان میں بھی فرق نہ تھے سوانح قائم کر دیئے تھے لیکن،

لا یستوی فی الفاعل وین من  
الذین منین غیر اولی الفعول  
ولعلہما یحسدون فی سبیل اللہ  
یا موالہم و یا منہم فضل  
المجاہدین یا موالہم  
انفسہم علی افتاء عدلین  
وسر جہلہ وکلا وسعد الله  
المستی۔ وفضل الله علیہما  
علی افتاء عدلین احقر علیہما  
سب ہی سے ہے اور مجاہد کر کے  
اجر کے ساتھ فضیلت عطا کی ہے۔

پھر اسی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق کی بنا پر بھی قرآن ہی میں،  
یا ساء انہی لسنہ کاحد  
من انفساء۔  
لے جی کہ سب انہی ہی بیٹھ عام  
حوروں میں نہیں ہے۔

دو روایات میں اس کی جانب اشارہ تھا اور اس میں مذکور کا تھ خاص میں تھا۔ اگرچہ حضرت  
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سارے فضائل کے ثبوت کا انفرادی قرار دے کر خاص میں لایا ہے سب کو  
مساوی کر دیا تھا لیکن حضرت عمر نے سائنات کی استحقاق میں بھی اس کا خیال کیا۔ پھر حال دو فریق کی  
انہی کی جگہ بنیاد اسلام میں موجود تھی مگر یہ روایت اگرچہ کہ انور میں حضرت عمر  
لہذا ہی اہل المال و فضل کثر  
جس میں سے دیکھا کہ آدمی بہت  
بڑا دے پڑا ہو گا ہے۔

قرآن کریم کا ہر ایک کلمہ  
لن عشت من حدہ واللہ  
من قابل الخیر الخیر الخیر  
یا ولسہ حتی یکرزوا فی عطاء  
سواء ولکن قرنی رحمہ اللہ  
قبل ذلک۔  
اگر آئندہ سال اسی رات مجھے زندہ  
رہا، تو پیچھے لوگوں کو پہلے لوگوں کے  
ساتھ لا دوں گا، تاکہ وہ دیکھیں سب  
بہرہ ور ہوں اور ان کی جان بچ کر  
لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت تھی  
اس سے پہلے ہو گئی۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت آدمی کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مساوات  
ہی کے قائل تھے جیسا کہ آدمی اسی ہو کہ سب پر حکم کرنے کی صورت میں ناکامی ہو اس وقت تو  
قرآن کے فضائل پر عمل کرنا پڑے لیکن اگر سب کو کافی ہو سکتی ہو تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بھی مساوات ہی کے قائل تھے۔ مگر ان کا خیال تھا کہ ان کو کتنا مسلمان کا یہ مال ہر شخص کو پہنچا دیا  
جائے۔ اگرچہ میں کہے چلا ہے مگر اس مال کو دینا ہی چاہتے تھے تو اس کا مطلب اور یہ ہو سکتا ہے  
کہ ہر مسلمان کو خزانہ کی آمد کی کا وہ صدقہ دینا چاہتے تھے نیز اگر وہ دوسرے سال تک زندہ رہے تو سب کو  
بہرہ بردار دیتے لیکن انھوں نے کیا نہ کیا۔

سبھی پہنچے اور دوسری بات میں حضرت عمر کی ایک اور روایت کا بھی ذکر ہے، مگر اس کے حضرت  
عمر نے نہیں بتا کر کہیں جوئے کا اس لئے حکم دیا کہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوئے کا  
مال (یعنی بیت المال میں جو آمدنی جمع ہوئی ہے) اس کے مستحق ہے کہ اس کو آٹھواں حصہ کے مالک کوں ہوگا  
ہو۔ لوگ جب یہ سچ ہوئے تو کھڑے ہو کر آپ سے تقریر فرمائی۔

ای تقریر کہ میں تجھے جو مال لکھا  
قطر وامن قرونہ وانی قد  
قلت آیات من کتاب اللہ  
لیقول صا احتارہ اللہ  
علی سولہ الخ  
میں نے آپ کو جو اس نے لکھا  
ہے تاکہ اگر میری مرگ جائے تو میرے  
قریبوں کو ان میں سے حصہ دے  
اشارے میں ہیں جو ان کو اپنے  
سولہ کی طرف دیا ہے الخ



علی و ابی بکر و عمر و سعد و  
 کفایتہم لا احتاجوا فی  
 الا کتابہ فلا یفرحون  
 للفتنہ  
 قرآن کی وجہ سے کہ اود کے مصارف آپ پر حاضر ہوتے ہیں، اگر اسی کی وجہ کہ  
 احتاج زبوا ہائے جو ان کے لئے کافی ہو گئے تو پھر ان کو ضرورت نہ گئے کی نصیحت دانی  
 نہ ہونے کی اس پر ملک کے لئے ضرورت ہل پر کرانے آپ کو پیش تی پیش رکھتے۔  
 جب اترے گا اور نہیں آیا تھا اس وقت حکومت کے اہل فرائض کو کیا تھا۔ قاضی ابو یوسف  
 راوی ہیں کہ کوثر

بعثت عمر بن الخطاب رضی اللہ  
 عنہما لیسوا علی یاسر علی  
 الصلوة والحارب وبعث  
 عبد اللہ بن مسعود علی الفتن  
 وبعث الصالی وبعث عثمان بن  
 حنیف علی مساحۃ الارضین  
 وجعل ینہم شاکل کل یوم مشاکلا  
 ویطبخا لعل یاسر ویرسوا  
 لعبد اللہ بن مسعود وفتا  
 لعثمان بن حنیف وقاتلانی  
 انزلت نفسی وایا کوم حسن  
 ہذا المال یزلی وانی  
 ایتیم فانت اللہ تبارک و تعالی  
 قاتل من کا ضیاع فلیستغفر  
 وعت کان فقیرا فلیساکل  
 بالحق وفت۔  
 کہ اس اور غریب پروردہ مسو کے مطابق کہئے۔

اس پر ہے کہ یہ عطا (و غلبہ بہت المال) کے سوا ان بزرگوں کا یہ میر (راشع) تھا، لیکن چونکہ بزرگوار  
 امین و دہد و سبب فیض نمکون کے اعلیٰ ترین افراد کے راضی میں بھی لایا گیا کہ اگر کسی اور  
 بزرگوار حضرت عمر کا یہ فرمانا،

ما من فی امرنا یخلف منا  
 شاکل فی کل یوم الا فتن  
 خرابھا  
 بلکہ اسی سے حضرت عمر کے طریق  
 حکمات عمر بن رضی اللہ عنہما  
 بحسب حاجتہ وطلبہ  
 والاسم والحدیث (اصول) ۱۶  
 دیکھئے۔  
 کی شرح ہو چکی ہے۔

اور یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب اپنے غلبہ فتنم لگے کے لئے کئے کہ دوا خاک  
 بیت المال میں لایا کہ بھی،  
 فتنہ و فتنہ عیالہ لا دکن  
 ولا شطاک وکسوتہ وکسوتہ  
 عیالہ للشتاء و الصیغ و  
 دینار الی عیالہ وھو شبعہ  
 وھو لک وھو لک وھو لک  
 والاسم والحدیث (اصول) ۱۶  
 دیکھئے۔

سے زیادہ نہیں ہے تو اس کی ماتحت قوتوں تک پر مدد ایک و حسب واقعہ اسی مسئلہ میں قابل ذکر  
 ہے۔ یہ سچے مشہور ہوئی حدیث حضرت سید القبری فرماتے ہیں کہ میں نے سنے کہ میں نے پہلے  
 بنی قریظہ پر مدد نہیں کیا ایک خاندان تھا، اسی خاندان کے ایک آدمی کا ختام تھا میرے اور میرے  
 انکا کے درمیان لے ہوا کہ اگر بائیس ہزار درم اور پندرہ سو کے حق پر ایک بکر دیتے کا وعدہ کروں  
 تو مجھے وہ آنا دیکھوں گے، سید کہنے لگے کہ اگر تم مجھے ہونگا، میں بائیس ہزار درم کی مال حاصل لے آئیے  
 کہنے اور اپنے آقا کو کہا کہ مجھے رقم حاضر ہے، آنا دیکھو کہ عرض تھا ہر اس شخص نے کہ میں لایا کہ  
 دفعہ سب رقم نہیں ہوں گا، بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے قسدا داریوں گا۔ سید کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کی  
 خدمت میں چلا گیا جس وقت غلبہ تھے، حال عرض کیا کہ آپ نے اپنے غلام برفا کو آواز دی کہ  
 سید کی رقم کو تھوڑا تھوڑا کر کے دو اور سید سے فرمایا کہ چلے پھر آ جا، میں تھوڑا سا آقا کو بلا دیا ہوں،  
 اگر یکیشتم رقم لینے پر، تیار ہو جاؤ تو میری خدمت میں خود کو آنا دیکھو کہ عرض تھا دوں گا۔ سید نے غلبہ  
 حکم خزانہ میں بائیس ہزار کی رقم کروی اسید کے آقا کو تھوڑی تو خود دوڑے ہوئے تھے اور اپنی



اور انھیں (تاریخ احمدی) سے ملے۔ اور ان کی حکومت کو ان کی طرف سے۔

ہر حال حکومت خزانے پر دوسرے بیج کیا جاتا ہے جو وہ زمین پر لگائے اس کے عوض اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔ ہر ملک کے باشندوں کی شرکت اور تمام ممالکوں کا سامان لگنے سے آمدنی کے ایک حصہ کو مخصوص کرنا چاہیے۔ بیٹا چکاہوں کو فراخ اندلی کا ایک بڑا مصروف اسامہ ہے جو یہی مفروضہ کیا ہے۔ پہلے ہی اس کے متعلق دیا ہے ایک جاریت پیش کی جا چکی ہے۔ ابھی کام لگتے ہیں کہ جو مصروف خزانہ کے لیے اسی طرح،

اسی طرح جزیہ کی آمدنی یکمیں

گندم کا پودوں کی تغیر اس طرحوں

کے استاد امجد علی دہلوی نے فرمایا

کسی لڑکی نہیں ہے، شکاجیو

ہاں، محسوس کیا، محسوس کیا، وہ خود کو کہہ سکتا ہے

مستحقان کی ضمانت چوبیسویں سے زائد ہوگی

سازمان مجامع آئینی خرمه بوی.

طاعات وغیرہ اور فوجی شعبوں پر ان کی

كذ الحيزية في حارة القاطر

والجور محمد القنوه

لوري الاطباء والحقا انهم  
الانكسار في هذا الموضوع

والفرزات ووجله و١٢٠ بار

القننات والمحبين والمعلمين

والمقاتلة وحفظ الطريق

من الضروري (يا بلبنه من 1954)

ت (پیل ٹرل) محلہ آبپاشی عدالت پر

گیا حاکمات (اہل شرک) کو کہ اپنی حالت پر ایسے تشبیہات و خبر اور فوجی شبیہوں پر اسی کو خوف پیدا  
چاہئے اور عام طور پر دنیا کی مذہب کو کھینچ کر دیکھ کر یہاں اس کے خزانے میں کچھ جانے  
اس کو پھر اس کے حقیقی مالک کو کھینچ کر عام مسلمانوں میں نام اسی کے اور وہاں سے تقسیم کر دے۔ سب سے  
کیا کہ بات اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ملک کی ایک اور بڑی ضرورت ہے جس سے  
کسی حال میں بھی قطع نظر نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی معذروں بے روزگاروں اور یتیموں اور یتیم خانوں کو  
جس کے حل کے لئے دنیا کا صنعتی تھکنے پر انٹرورش انجمن ہائے اتحاد باہمی وغیرہ کی ضرورت ہیں  
مختیار کر دیا جائے اور حکومتیں ہی کچھ ایک کے ساتھ تم کو دیکھ رہی ہیں لیکن اس بات پر جس ملک کو  
کسی حکومت سے براہ راست واسطہ میں لینے کی جڑ نہیں کی ہے اور کوئی شہر ہے کہ اگر اس ملک کو  
عزیزانہ طور حکومت کی موجودہ وہی اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتی اور مصلحتات کے ٹھکانے ہیں  
ملک کی عام ذات پر کافی خطرہ ہے لیکن اسلام نے شہر کی ایک وقت جس وقت پہلی آمدنی ہونے لگتی ہے  
اس کے خزانہ میں کافی اسی مسئلہ کو سب سے پہلے اس نے اپنے سامنے رکھا اور جیسا کہ میں کہہ  
چکا ہوں وہی رخ سے غنت کے خزانہ میں ہر سال کی صورت میں پہلی آمدنی ہونے لگتی ہے اس پہلی  
آمدنی کے تین حصوں کو ملک کے اسی جہت کے لئے مخصوص کر دیا گیا جن کے مسئلہ کو باوجود دشمنیہ  
سے اس کے وقت کے مختار بنانے اور دیکھ کر یہی مسئلہ کیا ہیں لیکن قرون میں اس وقت جو آیت  
مردوں کے متعلق نازل ہوئی وہ جملہ ممالک میں ایسی ہی حالتیں اور ایسی ہی مصلحتیں ہونے لگیں

1996

[illegible]

من الساعكون كلن الھن

گرمیوں میں جھنسا چا۔ چھوٹے کوڑھڑھوڑی

في: ١٤٤٠ هـ

تھے اس کو خلیفہ اور جبریل مقرر کر کے بنا دیا۔

ماہموصول معاش کی قیمتیں اور ذرائع بانٹنے میں سہولتیں یا معافیتیں دینا نہیں چاہیے۔ لیکن کچھ عادات و تقاضا کی شکاویز

لے لے کر مجھ پر کیا جانے لگا اور اصل وہ درویشان کی غیبت پر بہت حد تک شہر ہو گیا یعنی انہوں نے اہل الصلوات  
 الخضر، اہل اہلبائیں اور اہل اہلین علیہا و آلہا و سلم کو بھی وہی غیاب و اہل و عیال کے ذریعہ پہنچا دیا  
 جلیل، انہی پر ہے کہ وہ بہت حد تک غیبت پر غور و فکر کیا کرتے تھے اور ان کو بھی کچھ حقیقتات پر کام کیا  
 کہ ان کے قریب کی ان کی مشہور یا غیر مشہور غیبت پر غور کیا کرتے تھے اور ان کو بھی کچھ حقیقتات پر کام کیا  
 سفر کی حالت میں ان کے قریب کی ان کی مشہور یا غیر مشہور غیبت پر غور کیا کرتے تھے اور ان کو بھی کچھ حقیقتات پر کام کیا  
 میں قریب کی ان کی مشہور یا غیر مشہور غیبت پر غور کیا کرتے تھے اور ان کو بھی کچھ حقیقتات پر کام کیا



اسی صاحبان کے حق کر کے اس کو غلام بنایا نہایت نیشا آسانی خیال کیا تھا۔ اور ہم کو غلام پیش و خشی  
 بنانہ پندروں کے حق کر کے اس کے ساتھ چھاپا برتاؤ کھٹا نہ کیا تھا خاصا جس کی دامت اور دوستی  
 فوجوں کے افراد چاہتے تھے ان کے ساتھ چھاپا برتاؤ کھٹا نہ کیا تھا خاصا جس کی دامت اور دوستی  
 جبری ہوئی ہے اس کی صورت کی بنا پر اسام نے بھی دیکھا کہ جب دنیا کی ساری فوجیں مسلمانوں کو  
 غلام بناتی ہیں تو اس سے بھی دشمن کے جلی قدیوں کو غلام بنانا جائز قرار دیتے ہوئے اپنی ترمیم کردی  
 کی وجہ تک ان کو غلام بنا کر رکھا جائے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے حتیٰ کہ کھانے پینے کی  
 حد تک ہمارے رکھا جائے اور جب اس کا زمانہ آجائے تو اسلام میں مرشد بھی نہیں کر سکیں گے  
 قانونی اور مذہبی۔ مثلاً کفار و وحشیہ کے ذرائع سے غلام آنا کرانے جائز ہے بلکہ قرآن نے  
 نیکی کی ایک بڑی اہم مدد تک مستحب (غلام کا) ناکارہ کیا بھی قرار دیا۔ ہر مرد و عورت کے کچھ غلاموں کے  
 آنا کرانے کی ایک صورت جو عرب میں جاری تھی یعنی کنیت اس کی بھی اسلام نے حجت انحراف کی  
 اور اس مسلمانوں کو ان ملکات غلاموں کی امداد پر آمادہ و خیرہ سب تو غلامی کی راہ میں اسلام  
 کی خدمت میں کو ششیں ہیں لیکن اگر میں توبہ یہ بھی کر گذاروں جس قیمت میں اس نے "انصراف  
 والسکین کو رکھا تھا یا بدلہ اس قیمت میں اپنی ارقبات کا بھی امانہ کر دیا۔ اس پر تو سب کا  
 اتفاق ہے کہ اگر ارقاب کے بیچے ایسے غلام داخل ہیں جن کے آقاؤں نے مساوات کے لئے ان کو آزاد  
 کر کے کامیاب کیا ہے۔ اور جس وقت قرآن میں یہ قیمت مائل ہوئی اس وقت تعریف عرب کے  
 دین کے ہر حصہ میں آباد کاروں کے ساتھ انسانوں کا یہ گروہ یہ تدارک پزیر پایا جاتا تھا جن کے مالکوں  
 نے کہ رکھا تھا حتیٰ رقم اگر تدارک دہناری کو غلامی ہو جائے گی لیکن ایک کیوں کے مددگار  
 بہت کم تھے تا آنکہ اسلامی حکومت نے ان کے مسئلہ کو کسی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہاں ارقاب کا  
 فقہ اگرچہ ہر قسم کے غلاموں کے لئے عام ہے لیکن عموماً غنی رامت نے ملکات دانی اہم میزاد  
 ل ہے گرام یا ملک کا خیال ہے کہ

انھما صاحب بیتان  
 من الزکوۃ فیعتقون۔  
 اس کے بعد ان کے گناہ جاتے ہیں۔

گو باقر کتاب غلام بھی اس کے بیچے داخل ہیں جس کے معنی یہ چھائے کہ صرف ملکات غلاموں کے  
 مسئلہ کو نہیں بلکہ اس حد کے اس پر سے قبضہ کو جو غلام قبضہ خیال کیا جاتا تھا قرآن نے اپنی اس حجت  
 میں داخل کرنا ہے اور اس وقت داخل کیا جب ہر ایسے شخص جسوں کے باب دادا غلاموں کو نیکو  
 سے پورا کاروان کی جڑوں کو کرنا کہ ترمیمی جہل کا دشمن سے اپنی وجوہ تو ان کی روشن جڑواتے  
 تھے تحصیل کے لئے دیکھنے کا رکھنا غلامی کی ادنیٰ بات تھی  
 نیز اس وقت نہایت ہی جلدی کر سکی ترکوں کے راد کی وجہ سے یا دانی اپنی ہمدی کے  
 تحت غلاموں کی خدمت کو غلاموں کی توجہ ضرور مستطع ہوئی لیکن ہر ملک اور پڑائی میں غلاموں سے بھی

۴۱  
 پندرہ سال میں ایک اور قبضہ رہتا ہے اس نے زیادہ قابل رحم ہے کہ اوروں کے ساتھ حکومت نہیں  
 حرام انفرادی طور پر جس سلوک کو چھوڑ کر دیتے ہیں لیکن اب انسانیت کے جس بڑے ذکر  
 کرنا چاہتا ہوں ہے۔ یہیں مرحوم قبضہ ہے جس کو کسی زمانہ میں کوئی یا انفرادی ہمدی اس حق  
 نہیں پھیرا گیا اور اسی کے ساتھ ہی کی نیکی بھی گئی۔ میری اور مسافر غلاموں سے ہے۔ دنیا کا  
 وہ ملک گروہ ہے جس کے ساتھ نیکی اور جس سلوک کو بری بات ہے اس وقت تک دنیا کی حکومت  
 نے ان کے سنے دالوں اور ان کے علم و تشدد کے ہاتھ تو سنے دالوں کی طرف زیا فی نہیں بلکہ  
 قانونی امداد و اعانت کو اپنا فریضہ قرار دے رکھا ہے۔ یہ حکومت کی فوجی اور وحشی قوتوں سے  
 لئے تیار ہیں کہ مسافر غلاموں کے ذمہ قرض خواہوں کا جہیز اور سلاطین ہے مرن اصل  
 ہی نہیں بلکہ خود در خود کے ساتھ اس سے وصول کرادیا جائے خواہ اس راہ میں اس کی سادگی  
 جائداد کو کارسار تا زنی کیوں نہ تمام ہو جائے یہ ایک واقعہ ہے اور حلال و تہذیب کی قوتی اور  
 رو شنیوں میں یہ انصراف کھلا اور دم چھائے ہوئے ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا قیمت کی کو تمام دینی کے ساتھ دنیا کی حکومتوں نے اب تک  
 کسی پیمانہ پر نیکی کا ارادہ نہیں کیا لیکن یا خلاط میں اس کی حکومتوں نے روا نہ رکھا تھا۔ ان کی یہ  
 جیسے مسافر غلاموں کا ہفتہ ہے کہ آجائے کی شکلات میں جتنے ہو کر محل کے چوبہ کو لادنے پر  
 یہ آگاہ ہے کہ اس پر چار شکلات کے چھٹے کیلئے کو شہر کو شہر مسافر و سودا کی زنجیروں میں پکڑ  
 اس کو بکرم پکڑا جاتا ہے اور حکومتوں کے سامنے سوار پر پادے قوب اور بندو ق سے ہر طرح  
 کے جکڑے ہیں اس کے مساوی دودھا رہتے ہوئے ہیں۔ حکومت جکڑے لٹے ہے بلکہ ایک ہی  
 کے لئے ہے اس دھڑی کے جھیل کا بکڑی کی ایک قبضہ کے ساتھ یہ اصل قابل خور ہے۔  
 ہر مانی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے قرآن نے قرض کو دنیا کی کاروبار معاملہ  
 کی حد تک نکال کر ایک قریب ہی اس کو ایک اہم قریب اتنی ہی ہمدی کا منظر قرار دیا اور ہمارے  
 مسافر غلاموں کے قرض دینے والے کے سامنے خدا نے خود اپنا بد پیش کیا جس سے اس نیکی کی  
 بندگی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس سے بھی عجیب تر ہے کہ بلا قریب قیمت میں انھار میں کے  
 فقہ کے ساتھ لک کے قرض واد قبضہ کے مسئلہ کو حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

اگر خدا کا اتفاق ہے کہ آنا جیتے سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرض جہل و اذراعت و حیات  
 یا اس قسم کے کاروبار میں اپنی کو نقصان پہنچے ہیں جہاں بیت المال میں ایک دہر سال انکار میں کی  
 رکھی جائے حتیٰ انھوں مسافر غلاموں کے متعلق قرآن حضرت علیؑ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے  
 ہی نہیں بلکہ انھوں مسافر غلاموں کے

جس طرح مال  
 غلام سے شتہ وہی ترک  
 یعنی کوٹ کے ہم جو کوئی مال  
 چور کو مرے وہ تو اس کے

کلا تھا لینا۔

(ابن کثیر)

اس کی دوا دار کا پیسہ (مرا د حکومت پر ہے)

صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت ہے۔

تالی ساجول اللہ

صلی اللہ علیہ و

سلمہ من حمل من

امتی دینا ساجد

فی فضائے فضات

فیصل دین یقینہ

فنا اولیہ

(ابن کثیر سنن ابن کثیر)

میں ادا کر دیں گے

داروں کا حق ہے۔ لیکن کوئی

قرض و دیون کا پھر کر راجعہ

داروں کا حق ہے۔ لیکن کوئی

دوسری شرط اس پر ہے

لے فرمایا کہ میری امت

کے کسی آدمی پر اگر قرض

چڑھ جائے اور وہ اس

قرض کے ادا کرنے کی کوشش

کرے تو اس کی کوشش

پہچان کرے۔ تو اس قرض کا

قلم دار میں چل دینا

ان چند اہم مدلل کے علاوہ ہر شے اور ہر بات کی ایک اور اوجھ بھی پیش آتا ہے۔ خصوصاً اہل باطن  
 میں جب معاملات کے ذرائع ملتے دیکھ اور پہل نہتے۔ میری مراد ان لوگوں سے ہے جو متین  
 کاروبار کے سلسلے میں اپنے ملک یا شہر یا گاؤں سے پردہ میں جاتے ہیں ان لوگوں میں بعض کا  
 مختلف حالات کے تحت کہیں ایسی صورت پیش آ جاتی ہے کہ وہیں میں خود کئے ہوئے امیر کی  
 کمیوں نہ ہوں۔ لیکن پردہ میں وہ باطل بے دست دیا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چونکہ پردہ میں جاتے  
 ہیں اس لئے کسی سے زانیہ کی جان ہوتی ہے۔ یہاں، ایسی صورت میں ان کی حالت نہایت قابل  
 رحم ہو جاتی ہے۔ لیکن تو پہلے نہ نہیں لوگ اپنے پردہ میںوں کے ساتھ انفرادی طور پر بھی سونپ  
 کرتے تھے۔ خصوصاً بعض قرووں میں اس کی ایک اور پردہ کی کاغذ اس وقت تھا۔ جس میں عرب کا بھی  
 نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ لیکن میں اقوام و ملک میں نہایت باوقار و وقار و  
 شہرت پذیر ہو جاتا ہے۔ ان کے یہاں تو اس غریب مسافر کی سخت درگت بنتی ہے۔ جہاں  
 اپنے ملک اپنے وطن اپنی مثل اپنے رنگ کے سوا ہر دوسرے آدمی کو کہتا ہے کہ کسی کا ہونا تو  
 خیال کیا جاتا ہے، وہاں کے باشندوں سے کوئی پردہ دینی کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اور ہر مریض کو موجودہ  
 مغربی ترقی کی راہ سے بہت فائدہ پہنچا رہا ہے۔ لیکن تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف قروں  
 اس کا شکار رہی ہیں۔ شکار کے ہندوستان ہی کی حالت پر یہ کہیں بھی تھی کہ اس کے  
 ملک کے میں شیعہ اپنے سوا دوسروں کو کٹھن سے بھی زیادہ ناپاک قرار دیتے ہیں جس میں بیشوں اور  
 گاؤں میں صرف اس قوم کے لوگ آباد ہیں۔ اب بھی جاگیریں کا بھی چاہے کہ ہر ملک کے کھنڈ

داروں میں شام ہو جاتی ہے کسی دھت کے نیچے ہو گا یا باہر ہے لیکن گاؤں و دلوں میں  
 کسی کو تو قین نہیں ہوتی کہ ایک لڑائی یا ایک ٹکڑا کے سے اس کی قاضی کریں۔ بہر حال انسانی  
 قیاس و کما کے طبقہ جس پر ملک اور ہر قوم میں قابل توجہ تھا۔ اسی نے قرآن کی فرست میں "ابن اسبیل"  
 قرار دے (مسافر کے نام سے) ان کا بھی امانت دیا گیا اور اسلامی حکومت نے ان کی جبرگیر و  
 پیشکش کو بھی حکومت کا ایک اہم مسئلہ قرار دیا۔

اس مسئلہ مزاج و جز و دیگر کی آمدنی کو کشوری و قومی ضرورتوں اور دنیاویات عامہ  
 کے لئے تھی۔ لیکن جب اسلام نے انسانیت کے مصالح عامہ اور ضروریات مشترکہ کے ساتھ  
 بن آدم کے ان قابل رحم طبقات یعنی الفقراء و المساکین و خاندان و ابن اسبیل کے معاشی مسئلہ  
 کے مسئلہ کو بھی اپنے ہاتھ میں لیا اور اسلامی حکومت کے تحت (موازنہ) میں مصارف کی فرست  
 میں ان کا بھی اضافہ کیا تو ہر پہر کے مصارف کی پابندی کس دے ہوگی۔ اس کا سوال فقہی  
 طور پر پیدا ہونا چاہئے تھا سوچا۔

مگر جب مالی ہے کہ دنیا کی حکومتوں کی آمدنیوں قومی اور کشوری یا بین الاقوامی  
 ضرورتوں کے لئے بھی بلا وقت تاخیر کی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مصالح عامہ کی مدد اضافہ جب سے  
 حکومتوں نے اپنے مصارف میں کیا ہے۔ اس وقت سے کئے گئے ناموں اور نئی تبدیلیوں  
 سے رعایا پر مصارف بھی عام ہوئے گئے اور پھر یہ بتا ہے کہ ان جدید مصروفوں اور ملات کا  
 خواہ کچھ بھی نام رکھ دیا جائے لوگ آسانی سے دیکھ کر، وہ ہیں جوئے عموماً جو بھی دیتے  
 ہیں جرم و جرم حکومت کے خون سے دیتے ہیں۔ لیکن ان کی تہمت دلی سے ان کی ادائیگی و ہدایت  
 صفائی بہت حد تک عام و عظیم عام و جز کے فوائد کا کہ فلسفہ ہر دفعہ فرول انبار و فریول  
 کتب سازوں کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر بھی اکثریت ان کو حکومت کا  
 جرم ہی قرار دیتی ہے۔ اس جرم کے چوتے ہوئے مذکور بالا طبقات کی امداد کے نام سے بیک پر  
 اگر کوئی بددیہت نہیں جائے گا تو کوئی تعجب نہیں کہ باشندوں کے مہربان چھلک چھلکے  
 اور خود حکومت کی جان کے لئے لڑے جائیں۔

اسلام کے سامنے بھی یہ ساری مشکلات تھیں۔ پھر اس نے ان کے حل کی راہ کیا پیدا کی  
 اب میں اس کی تفصیل کرتا ہوں۔

پہلی بات تو یہی ہے کہ حکومت کی آمدنی میں اسلام نے مالک زحقوں کا حصہ قدر و قدر  
 سے زیادہ نہیں رکھا۔ خود غیر ذرا اصل اثر علیہ وسلم نے جو اسلامی حکومت کے پہلے امام اور امیر تھے  
 بے سار کیا کر یا ہوں۔ حکومت کی پہلی آمدنی سے عیوبیت امام یا امیر آپ کو کس کے نام سے جو  
 حضرت امیر اس سے بھی نہیں ٹلے کو کھانڈا تھا۔ اسے قرآن میں "ابن اسبیل و المساکین و ابن اسبیل"  
 کے لئے مخصوص قرار دیا باقی و حقوق میں سے ایک حصہ آپ کے اقربا کا تھا اور اس میں کس



اسلامی سہائیت  
ایسی یا پھر جس کا پانچواں حصہ موت پر ہجرت نام مبارک کے لئے مخصوص شدہ لیکن اس کا حال  
بھی یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ضروریات سے جو کچھ چاہتا تھا وہ آپ کی ذاتی  
ضرورتوں کا مہیا کرنا تھا جو ہر پیمانہ کو سمجھیں آپ مسلمانوں ہی کے عام مصالح میں صرف خود اپنا  
کہتے تھے، مگر یہ جسے سمجھیں ہیں اعلان فرمائے کہ

ما یصلیٰ لی منا خداوند علیکم  
مثل هذا ولا الخمس۔  
وایں کی بھی زمینیں کا وہ خزانہ ہے  
کہ ہے۔ اس میں خود میرے لئے بجز اس خمس (پانچواں حصہ) کے اور کچھ  
بہنا جائز نہیں۔

جب پیغمبر کے لئے خمس کے سوا کچھ حلال نہ تھا تو اس سے دوسرے افراد کو ادا کا اندازہ ہر سکتا  
ہے۔ چلاس کے بعد فرماتے اور

والخمس مردود فیکم۔ اور پھر یہ خمس (پانچواں حصہ) بھی  
تم ہی لوگوں پر واپس کر دیا جائے۔

مطلب یہ تھا کہ اس پانچویں حصہ کی بڑی مقدار مسلمانوں کی عام ضرورتوں میں صرف ہوتی ہے۔  
اس فقرہ کی خراج تمام فنی رتبہ شرط ہے یہ منقول ہے،

لینین یا الخمس حقیقۃ الخمس  
یعنی ضرورتی، شرطیہ و کم کی مولا اس  
لئے آپ کا ذکر ضرور شاہد جس سے آپ کو ثبات خدا۔

بعد کتاب کے ماہرین فقہاء نے جو عملی ثبوت خود اپنی اور اپنے حوالہ کی زندگی کی کتابوں سے پیش  
کی ہیں، انہیں کچھ کے اور ان واقعات سے بہرہ لیں اور اجمالاً بعض چیزوں کا ذکر آچکا ہے  
اور اس کی روش اسلام کا ایک حیدر اقدس کا نام نہ لیا کرتا تھا جو بیکار آدم کے اس کسی ہرگز ہرگز  
بیٹے جو ہر روز مردوں کے سینہ کے جوہر سے ایک جگہ تھیں نہ ان میں جس قدر اقسام ہیں حلقہ  
حق کی کہیں کہیں خزانہ میں افسوس اور غم و غصہ و اندام اور فیض غلامی و غیرہ اتفاقاً ہی نہیں ہوتی  
مسائب کو جو اور مرغانہ ضرورتوں اور خزانہ اور ذرا دیکھتے تھے کہ وہ تو یہ مسلوکی سے  
جو ہر وقت مستحق تھے ان کی باخدا بدستگاری میں صرف نہایت ہی سے نہیں بلکہ واقعی ملتی تھیں  
کے لئے حکومت کا اپنی تمام عسکری اور فوجی قوتوں کے ساتھ کرستہ ہو جاتا اور اس کو حاکم و گورنر  
خائب، انصافیت کی تکرار تھی۔ دیکھا کہ مسلمان اس کی لکیر نہیں پیش کر سکتے۔

اور موت بھی نہیں بلکہ اسلامی بیٹ اور مرغانہ میں بعد وصارت کی آخری معمولی دون  
کی نیکیوں کو دیا جائے اس کے لئے حلالہ خمس کے حصول کے آمدنی کے جو ذرائع اسلام نے اختیار کئے اور

لئے جب کہ ہر روز مرغانہ والوں کے قرون کے شوق غرضیں ذکر کرتے ہیں ۱۱

اسلامی سہائیت  
مصولہ نمازی کے اس سلسلہ میں بھی بیکار نہ تھے ان کو پیش نظر رکھنا ہے وہ بھی بے شمار خود کچھ کم  
غضب گیز نہیں بلکہ اسلام کی صداقت یا قدرتی قانون چھلنے کی وہ ایک جیسی دلیل جو کس ہے۔ میرا  
مطلب یہ ہے کہ کوناز میں مصداق کی متعدد دعوں کا جو اضافہ کیا گیا ہے معمولی نہیں ہے۔ ذکر یہ بالا  
طبقات میں سے تھیں یا ہر ملک میں ہر طبقہ کے بزرگوں اور لوگوں کو افراد رہتے ہیں ان کی انفرادی  
مالی حاجت کا بڑا اٹھانا کچھ آسان کام نہ تھا۔ معمولی رقوم سے متعدد عمل نہیں ہو سکتا تھا ضرورت و غیر  
آمدنی کی کمی اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ کہے ہیں وہ سب بھی جانتے ہیں، لیکن شاید ان کی اکثریت  
خود نہیں کیا تھی، میں ان میں سے بعض نکات اور مصالح کو نو بار بار بیان کر رہا ہوں۔

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کوناز کے لئے مصداق کی تکمیل کے لئے اس مسم میں  
لوگوں پر حصول جائز کرنا چاہنا خدا کے لئے اس لئے اس میں عیب و غریب رعایت کا اعلان کیا کہ  
جو لوگ اس حصول کے اور کہتے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیں گے ان کو بھی تمام مالی مطالبات سے  
بیکدوش کر دیا جائے گا جو عورتوں دینیات کیوں نہیں اپنی رہا یا، جائز کر دی ہیں، ایک تو اسلام نے دینی  
اپنی راہ کو اور دینی بھی سب ملین کے نام نہ تھا سہائیت سے بیکدوش کر دی، اور خدا کی ان لوگوں  
کے ساتھ رعایت کی حد کر دی تھی یعنی ان کو خارج ہر حکومت کا ایک قانونی اور فطری حق ہے  
اس سے بھی اس کے حصول کو ادا کرنے والوں کو مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔

(۲) حکم کو اپنی کہیں طرح ہر قسم دیکھ کے لوگ خصوصاً جو کسی دیکھی قسم کا مذہب رکھتے  
ہیں، منہ و گزہ ہیں اس کے ان غیر ضروریات بھی ضرور کرتے ہیں، یہاں پر ضرورت کی ہی جیسے ہر حال  
ہر مذہبی زندگی کے والد آدمی اپنی آمدنی سے ضرورت نکالتے ہیں، لیکن اب تک اس کو کوئی نہیں  
غیر فطری شکل میں رکھ کر دے، آمدنی سے نکالی جاتی، اس کو محاسبہ و راسخین مخصوص شکل دے کر  
تو لوگوں سے وصول کرے گا اور دیکھ جائے گا کہ جو کچھ جائز ہو گیا اپنی آمدنی سے پچائی ہوئی اس  
رقم کو لوگ انفرادی طریقہ سے پہنچتے تھے، حکومت اس کو اپنے ہاتھ میں لیتی تھی، اور اپنے  
صواب و سہ سستیوں میں رکھتا دے گا جس کے مستحق ہیں جس کی کی طرف حکومت کے تمام ماحولوں  
سے سیکھ جاتی ہیں اور ان لوگوں کی مالیات اور آمدنی پر ہرگز کوئی بار دینی نہ پڑا، بلکہ دیکھ چیز ہے  
مستحق ٹھکانوں میں لوگ اور ادھر پائنت دیا کہ تھے آپ حکم شکل میں تقسیم ہوگی۔

(۳) آمدنیوں سے پس انداز نہ ہونے والی اس رقم سے جو کچھ ملے گا، مذکورہ بالا اتفاقی  
آفات و مصائب کے حکار طبقات کی ادا کر کے چلے گی، اس لئے یہ چاہئے کہ کوئی فرد ان رقوم کے  
جمع کرنے والے یا ان کے خاندان میں سے کوئی آدمی کسی وقت نہ گھبراوے اس میں مصائب و آفات کا  
تھمرا ہو تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو گویا جن اتفاقی مصائب و آفات کی تصویریں کچھ کچھ  
بہر گشتی وائلوں کے ایجنٹ کچھ بہر دیتے ہیں کہ ان کا خیال کہ ان کے اپنی آمدنی سے فی صدی کچھ رقم  
ان کی چکیوں میں دے کر جائے یا انہیں اپنے اتحاد باہمی کے سببیں جن اتفاقی ضرورتوں کے لئے

میں نے غرض دوام و خیر کا چون دل میں پیدا کر کے، انہی کی کسی خرافہ سے متعلق پہلے کی نفی ہی کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ ان ساری مذہبوں کی کفالت خود بخود چھ جاتی ہے۔ ملک کے ہتاشی خضر، مسکینیں بیکار، مسافر جب سب ہی کا میں حق ہے تو خزانہ کا دیرینہ انعام خفلات کے وقت ہیے دوسروں کی مدد کے لئے خدائے تعالیٰ سے گرتے والوں پر یا ان کے خاندان و اولوں پر کسی وقت دیکھنا جیت جاتا ہے تو اس کی اعانت سے کچھ گرنے لگتا یا سکتا ہے۔ البتہ زنی و من اس قدر ہے کہ میرا انہیں خدا واپس یا دوسری اعلیٰ ہی نہیں جانتی ہی مذہبوں کو پیشی فکر کو قائم کر دیتی ہے، ان کی مخالفت خدائے حق سے اتفاقاً حوادث کی صورت میں صحت کئے والے یا ان کے خاندان و اولوں پر کوئی اور اسلامی تنظیم کی فصل میں اگر ان کے خاندان پر کوئی حادثہ پیش آئے تو ان کی مدد ہی دے کر ہے گا، اگر ان کے سوا ملک کے دوسرے باشندوں کو اگر ان حادثات میں جتنی ہوتا ہے تو ان کی بھی وقت پر مدد کی جائے گی۔

حوادث اس کے پہلی صدمت میں ایک بڑی خرابی پیدا ہوئی تھی کہ وہاں سے رفرم سے  
انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اتفاقی حادثہ کے ساتھ رفرم کام آئے گی۔ لیکن اگر اتفاقاً کسی اور  
جہ سے رفرم کے کام کرنے والے میں مزید متوجہ نہ ہو جائے تو رفرم سے متوجہ نہ ہونے میں اور  
مستحق جان بھی کسی اتفاقی حادثہ میں جتنے جتنے کام آئے ہیں ان کے رفرم سے نہیں ہو سکتی تھیں لیکن  
مگر جب باشندگان ملک کے ان حادثہ کو پیش نظر نہ کر لیا جاتی ہے تو ان کے رفرم سے بہت کم  
آتی ہے اور صحیح کہنے والے ان کو یہ کہہ کر کہ جو کام رفرم میں صرف ہوتا ہے وہ نہ ہو سکتا ہے  
۔ پھر انہیں ہائے اتحاد باہمی یا غیر قابل دوسرے ادارہ جات ان سب کو قرضی اداروں  
دولت بین الاقوامی کے  
(دولت)

فرد دولت

کی شکل میں زیادہ تر دنیا میں چھپتے ہیں۔ گھم گھم کر اور ہر جگہ کامیابی کی دوائی میں دلوں کو  
 شت کرتا رہتا ہے۔ غریبوں کے گڑبڑ میں اگر کسی کی ایک کھین کی تیسری پٹک کھتی ہے۔ وہی جمال ایک  
 اس سربراہ کا ہر پتے جسے لوگوں کے اکثر افراد میں بکا رہتا دیا جاتا ہے۔ لیکن گھم گھم کر ہر جگہ  
 سے اپنے تمام بیڑوں پر قریبی برہمنوں کے اعضاء اور اہل واداری کے جس بیڑوں میں اپنا احمدی  
 لٹا جاتا ہے۔ میرا ضرور سودا دینے کی طرف ہے۔

لیکن اسلام ملک کی آمدنیوں سے کچھ نہیں اٹھا کر دیتا ہے، بلکہ مال اس کی غرض میں  
 بچا جاتا ہے جس کے لئے وہ زمین کی بات ہے خواہ اس غرض کے لئے خود کھجور کا لٹا لٹا کر  
 غلاموں کی غرضوں پر اپنے خواہ ملک کے کسی اور دوسرے باشندے کو کسی کی ضرورت ہو۔

(۴) اسلام یہ معمول ملک کے ہر باشندے سے پرہیز نہیں کرتا۔ بلکہ یہ تمام مطالبات محض ان لوگوں تک محدود رکھے گئے ہیں جو اپنی اذرا پہنے ذریعہ پر دوش منطبق کیے ہوئے اور مسموم و مسمومین مصارف کی

اسلام مساجد و مساجد کے پیدا ہونے سے پہلے کچھ عرصہ تک مساجد کے لئے زمینیں خریدیں گے اور انہیں مساجد کے لئے وقف کیا جائے گا۔

[illegible][illegible]

۵۰ ہزار روپیہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جمی وی پی یا بے سرس حصہ کا حمل چاہیے جس کی گولڈ میڈل

اسلامی معاشرت  
حرب میں زیادہ تر مذکورہ بالا پانچوں میں کسی کے پرورش بطور ذریعہ معاش کے گھول اور بڑوں کی  
شکل میں کی جاتی تھی۔ لیکن جب ایسے حالک فتح ہوئے جہاں یہی کاؤ بار گھولوں کا بھی جاری تھا  
جیساکہ ابھی جام لگتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں،

لحدیث: اصحاب اہل البیت  
من المسلمین بل اهل الاول  
وما نقد مرآۃ اصحاب حدیث  
انما هم اهل البیت و اولی  
والترکہ و انما فقتت  
بلادہم فی زمن عمری حثانہ۔  
(ص ۱۵۰)

یا ترکہ کی طرف اشارہ ہے اور اس کا مطلب ہے اور اس کا قول یہ مسلم کا  
قبضہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوا۔

بہر حال جب گھولوں والی رعایا بھی اسلامی محروس میں داخل ہوئی تو سوال پیدا ہوا کہ گھولوں کے  
کیا محصول عائد کیا جائے جیساکہ دوسرے پانچوں پر ہے۔ لیکن محصول کی مقدار پر جو تو حنفی  
فقہاء لیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا۔

صاحبہا بالخیسۃ ان شاء  
اعطی من کل شیء دینارا  
وان شاء فوجہا واعطی من  
کل حاجتی مرسد خمسۃ  
درہم احد و اربعہ  
زکوٰۃ اور اگر۔

جب دو سو درہم کی قیمت سے پانچ درہم کا مال بھی حضرت عمرؓ نے حکم دیا تو یہی پانچوں محروس میں  
بھی ہوا اس لیے جس کی قیمت پانچ درہم سے زیادہ ہوئی وہ بھی پانچوں محروس کے اصول کو ملحوظ  
رکھا گیا جو۔ والله اعلم بالصواب۔

(۷) عام طور سے جہاں سوال پر محصول عائد کیا جاتا ہے۔ جہاں محصول اپنی حقیت میں کا  
وصول نہیں کیا جاتا جس وقت تک کی تک یہی وہ چیز آتی ہو بلکہ مالک ہونے کے لیے ایک سال  
(عولانی حول) گزرنے کی ضرورت ہے۔ یہ عام دستور ہے۔ زراعت میں یہ ترمیم بھی ہوتی ہے۔

(۸) نہایت شدید ناگہانی احکام اس باب میں بھی ہیں کہ حکومت کی خواہی و فیروہوں  
کی آمدنوں کو اس آمدنی سے باطل الگ کرکے جانے دینے مذکورہ بالا سبب زدہ حقیقت کی اعاد

اسلامی معاشرت  
کے لئے جراثیمی حاصل کی جاتی ہے اس کا نام اس الصدقات ہے اور الصدقات کے متعلق یہ  
حکم ہے کہ اس فنڈ کی رقم کو حکومت کی دوسری آمدنوں میں نہ ملا جائے اور نہ ہی کسی  
اس آمدنی کا کوئی حصہ انچیز خاص صورتوں کے ایک جزو خرچ ہو سکتا ہے۔ قاضی ابو یوسف  
نے ہارون الرشید کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے سخت تحریر کی ہے میں بار بار پلٹ پلٹ کر  
یہ فریادیں مارتا رہا کرتا کہ

لا یبغی ان یجمع مال الخراج  
ان مال الصدقات والعشر  
لان الخراج ان یجمع السلب  
والصدقات لمن یصلی اللہ  
عن وسیل فی کتابہ۔  
(الخرج ص ۴۱)

اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

حق کہ انہوں نے تمہارا ملک تائید کی ہے کہ وہ فوں، دول (خراج و صدقات) کے تعمیل اور  
انگاہ لگاتے ہیں یا پھر فراتے ہیں،

ولا یقولوا عیال الخراج  
فان مال الصدقات لا یبغی  
ان یدخل فی مال الخراج  
ان یلازم من  
خارج کہ آمدنی میں خرچہ کی جائے۔

(۹) جس علاقہ یا ضلع یا شہر سے الصدقات کی آمدنی وصول کی جائے سب سے پہلے ان  
صدقات کے متعلق اس علاقہ کے شہر یا ایالات کے اہل مامت ہوں چاہے یہ  
دیگرہ نقل الزکوٰۃ میں بدلا  
ان بلاد و انما تصرف صدقاتہ  
کل فریق فی صعدہ (۱۲)

ابن جام نے یہ لکھا ہے کہ  
واللہ تعالیٰ اعلم  
مکان اعدا  
جس مقام سے وصول ہوتی ہے اس مقام کی ضرورت قائم ہوگی  
اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ حدیث شریف ہے کہ



حلاقوں کے ٹوکوں سے لیا جاتا تھا زیادہ قراں کی کوشش کی جاتی تھی کہ راسی ملا دیکے جائیں لیا  
میں مقیم کروا جائے جو ان اتفاقاً مصائب کے شکار ہو گئے ہوں بلکہ ان کے اعزاء قراں خانہ میں  
داغوں کو جب ترجیح دی جاتی تھی تو گور، قریب قریب الصدقات میں شریک ہونے سے ان کی مرض  
حاصل ہوتی جس میں عرض سے آدمی آج کل پر پینڈوں یا بچوں ہائے ایتھا داہی میں شریک ہوتا ہے  
پھر حصول حالت کرنے میں اتنی زحمتیں کر لیتے اور خانہ میں ہونے کے روز قمرہ مصارت سے پہلے دور  
فرار ہائی کے ایک خاص مہیار کے جہاں حصول کا مطالبہ کیا جاتا ہے، وقت رسمی کے قراں  
اصولوں منت و جان بچائی کی تمام تر کٹکڑیاں کیا کرتے ہوتے سال ہر کے استنادہ کا وقت دینے  
کے بعد ان کو وصول کرنا اور مردہ نہیں بلکہ اس کو خدا کی خوشنودی کا ایک بہترین ذریعہ قرار دینا  
قراں و حدیث جن کے فضائل سے تصور ہوا اس کے بعد ملک کے ان و اسی ماحولوں کی اعانت کا  
امادہ کہ حکومت کا اس مسئلہ کو پتے پا نہ میں لینا اور اپنی تمام فوجی و حکمرانی قزاقوں کو اس کی  
وصولی کے لئے متعلق کر دینا حتیٰ کہ ایسے خزانہ کا وقت میں جب حضور اوصی علیہ السلام کے بعد  
عرسہ کے ایک بڑے حصہ میں بیاد تھی چلی تھی، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا  
حکومت کے خراج کے لئے نہیں دیا کہ اگر حضرت مولیٰ میں کو دھوکا چاہے بلکہ غریبوں کے ان  
حقوں کی حفاظت کے لئے اپنی آخری قربت کی مقابہ کا پہنچ دینا کہ

لومنعونی عفا لایحسب

اعطوا رسول اللہ صلواتہ

علیہ وسلم لیا حدیث

میں ادا کرتے تھے قرائی سے میں بجا کر دوں گا۔

جیسا کہ صحاح کی ہر کتاب میں مذکور ہے، حضرت عمرؓ کی مخالفت کے باوجود اس پر ہر طرف اس  
سے کچھ جاکتا ہے کہ اسلام نے حکومت کے سوا زمین میں جہاں ان چارہ مصارف کا اضافہ دیکھا ہے  
وہیں اس کی وصولی کی گئی آسان اور کتنی عقلی و دقیقہ زنی رہی اس نے امتیاز رکھی خود والدہ قات کا  
ایک مذہبی فریضہ ہونا اور کیسا مذہبی فریضہ کہ سمجھا میں بیسوں کا خیال تھا،

صالحاً ان کو توفیق حاصل

لہو و خادفا خلا صلواتہ لہ۔

ان کو توفیق حاصل ہو

نہیں ہے اور ہر زکوٰۃ اور انہی کو

اس کی نذر میں نہیں ہوتی۔

قرآن اور صحیح حدیث میں اس مسئلہ کے ذکر نہ کرنے کے باوجود اس کی مشفقانہ تفسیر میں غرضوں کی  
پیشانی اس کے بہت ہی قیامت میں داغ دینے کا جیسے (قرآن) قیامت کے دن اس کا مالی  
ہیں کی زکوٰۃ ادا نہ ہوتی چوں کہ اس شخص کے سر پر بھل اور بد چاہتے ہوئے اور وہ اور بکریوں کی  
نسل میں آتا اور ان سب پر ہر برس حکومت کی تموار کا اس کی وصولی کی ضمانت لینا کو ان

کہ سکتے تھے کہ دینے والے کے پاس اس کا ایک پیڑ بھی باقی رہ سکتا ہو گا۔ پھر سچا چاہنے میں حکومت  
کے خزانے میں ملک کے ان بہت بڑے حال غیبات کے لئے ایسا انتظام کیا گیا جو اس ملک کی امن و عافیت  
کیا حال ہو سکتا ہے۔ زکوٰۃ یا پابندی ہونے سے اس لئے خوف زدہ رہ سکتا ہے کہ اس کے بچے  
بچہ جو جانی گئے۔ بیوی جو ہو کر لاوارث ہو جائے گی۔ نہ کسی کو اس کا خوف وہ سکتا ہے کہ میں ہاگر  
اتفاقاً طور پر کسی مصیبت یا مرض کا شکار ہوا اور میرا ہاتھ خالی ہو گیا تو حلالہ کو ان کر لے گا میرے  
بچے کی کیا میں گئے۔ اگر کسی کا تجارت میں خسارہ ہو جائے۔ کسی کو زراعت میں نقصان  
پہنچے کوئی نڈر ہو جائے، انھما جو میرے، بچھا جو میرے سب کو اچھا نہیں ہے کہ میری ادا  
کئے کے سرکاری خزانہ میں منتقل کا فی فرما جو دے جس ملک کے مقررہ ضوابط کو قرض قبولہ کے لئے  
زور دیتی قرض کی حاجت نہ جائے یا دیکھے کی ضرورت کہ ان کے قرض کی ادائیگی کا سامان حکومت  
کے خزانے میں موجود ہے۔ چوہا یا کاروبار کرنے والے مسافر جو ایک جگہ سے دوسری جگہ تہا جاتے  
رہتے ہیں ان کو اس کی فکر کرنا کہ جگہ جگہ کرنا ہاتھ خالی ہو جائے گا کہ ہر شخص ہر وقت کے مقامی خزانہ  
میں اس کی امداد کا اندر موجود ہے، شاید صاحب حیثیت مسافروں کو شبہ ہو کہ اس کا قرض ہی ہے  
نہیں ہے یا سخت مسئلہ دیکھ لے یہ فرما کہ ملتی کر دیا کہ

لا تمل صدقة الا فی سبیل اللہ

وہاں انبیل (مسلمین) نہیں

میں ہم داور مسافر کے لئے۔

بلکہ مسافروں کے لئے تو اسام نے ایک جگہ یہ لکھا کہ ایسا اضافہ مذکور ہے کہ یوں تو ہر مسلمان پر

واجب ہوتا ہے کہ

ان تفرقت بقوت وفان ادوالک

یا بنی الضعیف قاتیلو فان لہ

فیصلوا لہم وامنہم جز الضعیف

والذی یضیی لہم

(روا بہ ابی ہریرہ)

کہ آدمی کے ضعیف حال ہو وصولی کرنا کر دے۔

اسی طرح غیر ان تمام جب اسلامی حکومت کی رہا یا پتے پر آتا ہے کہ جتنی تو اس وقت ان سے

جو معاہدہ لیا یا تھا اس میں یہ بھی ہوتا تھا کہ

ضیافۃ من منہم صدمہ

المسلمین دیکھائی

اگر یہ فضاہ لے اپنی امتیاز کے مسئلہ کو بھائے واجب کے مستحب قرار دیا ہے۔ لیکن

جب یہ کثرت حدیث میں ہے،

مسلموں کا جو آدمی ان پر لگے

اس کی چھائی کرے گا۔

من اصبح الغنیف بفتاکہ نہو  
علیہ حق و اقل دین و اقل  
اقتضا ان شاء منکرہ  
(ابن سیرین)

ہے، چاہے اس دین کو کچھ دینوں کے ساتھ چھوڑ دے۔

و غیرہ الفاظ میں آئے ہیں تو مسافروں کے لئے اسلام کی تہذیب و مہلت کو آسان کیوں دینا چاہئے  
گھر میں رہتے ہوئے اس کے لئے کسی پورے تھے والے مسافر کو کھانا پانی بھرنا مشقت نہیں ہو سکتا۔  
واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے ابتدا میں جو تہذیب قائم کیا تھا کسی قوم کے دین میں مسلمانوں کی تہذیب کو  
باقی رکھتے تو ان کو گھر گھر کر دینا پھر اور ان کو تہذیب کے دامن میں پناہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہ تھی اور  
کاشف کا دین کی مشکلات کا حل بھی تھا وہی مسافر کو خوراک و کمبلوں میں مہیا کیا تاکہ وہ بے فکر ہو سکے۔  
(اس پر اس وقت تکالیف کو اس کے مطلق پرانے انجمنوں کی پھر بھی پڑتی تھیں۔ مسلمان علم و کرم و جود  
کیا جا رہا ہے کہ سود اور دیگر وہ چیزوں کی نظر سے دور رکھ کر سب سمجھا جائے کہ اسلام  
کے تقاضا میں ان مشکلات کے حل کی کوئی ضرورت تھی اور گویا اب یورپ کا یہی پہلی دفعہ وہ مسلمان  
کی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن ایک ایسے کو کسی تصور کے کسی ایک حصے کے دیکھنے سے بڑی تصویر کا حال  
علوم نہیں ہو سکتا۔ صرف نگاہ کا یہی ایک شعبہ ہے جس میں اسلام کی ان کئی تہذیبوں کو کئی شکایات  
ہے۔ ابھی یورپ اور اس قسم کے دوسرے ملکوں کو دت چاہیے جو ان کے لئے بے شمار تہذیبوں کا  
ہیات کو خود کو تو یہ بتائیں کہ جس سے ہمیں یہ تہذیب ہے۔

اصول کے متعلق اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس پر ہر اسلامی نظام زندگی کی جڑیں الہی و حقانی  
کی بنا پر رکھی گئیں۔ اجداد تہذیب اور خدو صفا میں تھی وہ بعد کو باقی رہی لیکن اس میں سماجی نظام  
پہلی اینٹ ڈھکا جائے جس سے اس کے ختم کیے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے پہلے  
نیک کی جگہ سے سرگئی آئی ہے ان صدقات کی اور تم مدوں (یعنی عیش و عشرت کو روک دینا)  
نیک میں جو رسول ہوئی تھی ان کو باقی رکھا۔ لیکن روپیہ اور شرفی سونا چاندی کی شکل میں  
ان وقت مسلمانوں کے پاس تھا اس کی زکوٰۃ کو بھانپتے حکومت کے پورا نظروں سے گذر دیتے تھے  
ازت ویری امام ابو بکر جماعتی امامی اپنی تہذیب میں ناقص ہیں،

اصول ان کو ان امور کی حد  
کانت تحمل انی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
ابو بکر و عمر و عثمان و  
خطب عثمان فقال حد

تخصیر کو نہ کہ فسخ مکان  
علیہ دین جلد و دھن  
لیتر کہ بقیہ حالہ  
(انکام از عرب ج ۳ ص ۳۰۳)

اور کہوے اور اپنے باقی مال کو چھوڑ دے۔

جس میں گنتے ہیں کہ اس دین کے چھ ہے،

فیصل طبعاً دعا ہا اخی  
المساکین و سقوا من اجل  
ذلک حق الامراء منی اخذھا  
(مکرت) کا جو حق اس کی وصولی کا تھا وہ ساقا ہو گیا۔

مالانکہ چند سطر پہلے جس میں ہے ان کے ترقیاتی،

خند من امور المصلحین قد

کے تحت یہ لکھا تھا کہ،

یدل علی ان اخذھا لصلوات  
ابی الامراء و انہ معتز لھا  
من وجبت علیہ المساکین  
لعمین لان حق الامراء  
قا ضعیفی اخذھا خلاص لیسئل  
ابی استاقلہ۔

اب تک باقی ہے اس کے ساتھ چلے کر کوئی رہ نہیں ہے

جب یہ قرآنی قانون ہے جو حکیم خدا کی طرف سے ان کے لئے ارادہ کیا تھا اس کا اقتضا یہ بھی ہے کہ ان میں سے آج کے  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ کہے ان کو کہ ان کی کتنی حد تک ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
یہ قانون نہیں ہے بلکہ حضرت عثمان کے قول سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خصوصیت کے  
ساتھ اس سال حضرت نے کسی خاص وجہ سے ان کی زکوٰۃ کا اختیار خود ان کو چھوڑ دیا  
تھا اور یہ ہو سکتا ہے کہ امام اس سال اپنی مرضی سے اپنے کسی اختیار کو دوسرے کے پر کرنے  
لیکن اس کو دوسری قانون بنادینا اور حضرت عثمان کے بعد یہ امام سے اس حق کو چھین لیتا جو  
قرآن کا احکام ہے جو حق ہو کر ہوئی نہ ہوئی ہے۔ ان کو سنا رہا ہے کہ چھوڑ دے۔ مگر باوجود  
اس ایک حد کے ان کو دوسرے کے انصاف کی اور دوسری امر جو کہ ان میں اور ان کے لئے  
کہا جاسکتا ہے کہ خلاف تھا جسے یہ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے









مقصود ہے کہ جس وقت مسلمانوں سے "الصدقات" کا مطالبہ کیا گیا۔ بزرگ فوجوں کو کٹاؤ دینے پر تیار نہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (العیاذ باللہ) خود اپنی اور اپنے اہل خانہ کی معاشی مشکلات کے حل کے لیے ماہ نوپس بنا لی ہے۔ خصوصاً مجاہدین زمانے میں کسی گنہگار کو اس وقت تک خبر و خیرات کی رقم یا مصارف و محنت و دھرم کا استحقاق نہیں ہوگا کہ اسے ساتھ زیادہ مخصوص سمجھا جائے جس کی زندگی میں ہی ہوا اور جو مذہب کی نماندگی کرتے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہبی خاندانہ جو اس بارہ آپ کے بعد مسلمانوں میں مذہبی نماندگی کا قدرت زیادہ استحقاق آپ کی ذات اور آپ کے خاندان والوں ہی کو ہو سکتا تھا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ حضور اکرم اسلام سے پہلے مذہبی نماندگی کے لئے صفات سے زیادہ ذاتی اور نفسی خصوصیات کو ملحوظ رکھتا تھا۔ چند مثالیں ہیں یہ جہد و عرفان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو ہر چہ زندگی میں سے چلی اور بھی حال قریب اکثر غیر اسلامی موصاف میں لوگ سے پر امتیاز ہیں کہ وہ خاندانی ہی ایک حکومت تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے خاندان والوں پر خواہ وہ عزت و وقار کے کسی مثال میں چلی اور صدقات کی آمدنی کو تقویٰ طور پر عام فرمادیا۔ اس سلسلہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا نازک احساس رکھتے تھے کہ حضرت امام علیہ السلام اپنے تھے ملتے الصدقات کے ملکی گھروں کا ایک ذخیرہ بنا چکا تھا۔ مگر تھے چلے ڈھیر کے پاس پہنچا گئے اور ملتے ایک گھر میں اس خاں کے ال او یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پر تھی جیسے کہ روئے اور بے قرار ہو کر رہنے لگے۔

کچھ کچھ ارہو جا۔

تو خواہ سے پیگ دو۔

اور فرما رہے تھے۔

اما شرفت اتانا ناکا الصدقة

(رواہ ابوداؤد)

ختم نہیں کیجئے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

بعض روایتوں کے الفاظ ہیں،

اتانا مثل لنا المصدقة

ہم لوگوں کے لئے صدقہ کا مثل ہمارا نہیں ہے

اس بنا پر فقہاء اسلام نے بھی یہ بات کو اپنی قافی میں سمجھا اور اس وقت کو قانون کی نظر میں داخل فرمایا اور اب تک اس پر عملوں کا اتفاق ہے کہ صدقات اور ان کی فلاحی مشقیں اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین رشتہ داروں پر صدقات کی آمدنی لازم ہے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ کیا صدقات کے ملاحضوں کو ادا کرنے والوں کو اسلام پر حرم کے کوئی مطالبات سے مستثنیٰ کر دیتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہے کہ اگر اسلامی حکومت کی ادا یا مسلمان ہو کر اس طرح اپنے آپ کو کوئی مطالبات سے مستثنیٰ کر لے رہے تو پھر حکومت کی تشددی و فحشی و دغا بیات خارجہ کے مصارف کے لئے کہاں سے رقم آئے گی۔

لیکن اس کا پہلا جواب فرمیں ہے جو گزشتہ اسلامی حکومت کے ہر وہ اضافی جو خرچہ اسلامی قبضہ میں نہیں ہوا ہے جو ملی ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس کو خرچہ کرے گا اور اس کے سوا کسی زمین پر قبضہ کرنے کی کوئی دوسری قافی شکل نہیں جب بھی وہ خرچہ کیا جاتی رہتی ہے۔ البتہ جزیہ کی آمدنی ملانے سے سادہ ہو جاتی ہے اگرچہ یہی امر کے حوالے سے اس کے مسلمان پر خرچہ ہونی چاہئے تھا لیکن بہت جلد حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں اس خلاف قانونی کا اصلاح ہو گئی۔

پھر اس خراج کی وصولی کے لئے مزید زمینیں دی گئی ہیں نیز صدقات کے مصارف میں مذکور باہر جہت کے وقت قانون نے بنائے ہیں ان ہی کے لئے اس کو خرچہ کتنی بنانے کے لئے شروع ہے۔ بلکہ اور کا صدقات کے مصارف میں قرآن ہی نے اضافہ کر دیا ہے۔ یعنی اسلامی جہاد میں جو کہ صدقات کے تحصیل وصول کا کام کرتے ہیں وہ بھی خواہ اس میں یا غریب یا غنی ہوں صدقات کے حصے کو بھی ملے سکتے ہیں اس لئے کہ مال کے مصارف کی ادائیگی کی ضمانت تو خود صدقات میں ہے۔ نیز ایک دوسری مثال قرآن میں ہے کہ جیسی تیشیل و دفاعی قوتوں پر بھی یہ نوعی خرچہ ہو سکتی ہے کہ یہ حکم حدیث و اسلام میں قضا کا کام دے اور اصل ایک قسم کی جہاد ہے کہ قاضی تشریف لے کر تو اس کو بھی تنخواہ اس حصے دینا چاہئے کہ اس پر اور حکم قضیات کے لوگوں بھی تنخواہ یا بصورت امتیاز اس آمدنی کے مصارف میں خرچہ کیا ہے۔ جیسا کہ آئیے مہینہ مذکور ذیل میں اختلاف اصرار سے سمجھا ہے۔ گویا اس بارہ ہر مصلحت سے جو مصالح مسلمان ہیں یا ایک جگہ سے یہ آمدنی خرچہ ہو سکتی ہے۔ خاص یہ کہ قرآن مجید نے الصدقات کے مصارف ایک تو وہ ہے جس میں کائنات میںیت زوہ طبقات سے ہے۔ لیکن اس لئے کہ اگر کسی وقت اسلامی حکومت کے پاس یا برکات صدقات کی آمدنی کوئی آمدنی ذریعہ ملے تو چنانچہ ایسے مصارف کا بھی یہی نوعی اضافہ کر دیا ہے جس کے بعد ایک حکومت کے قیام کے لئے جس میں ساری ضرورت ہے سب کی کفیل پر جاتی ہے جس کی اس ہی مصارف میں ایک دکان لوگوں کی بھی ہے جو مسلمان یا گزروں کی وجہ سے اسلامی حکومت اور اسلام کی مخالفت کرتے ہیں جیسا کہ اس زمانے میں سیاسی خورشید پسندوں کے ایک گروہ کی یہی حالت ہے ان لوگوں کو جب کرنے کے لئے بھی صدقات کے مصارف میں قرآن مجید نے انتہائی تنوع کی ایک مدد کی ہے۔ اگرچہ عام طور پر فقہاء کہتے ہیں کہ یہ صرف عرفی مسئلہ اسلام کی مدد کے محدود خواہ اب سادہ چوکیا۔ دلیل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر ہے کہ فقہاء کہتے ہیں کہ سادہ انصاف کے بعض افراد کو دینے سے اس بارہ ہر مصلحت سے جو مصالح مسلمان ہیں یا ایک خاص ہو چکا ہے کہ ان لوگوں کی تابعدار قلب کی ضرورت نہیں مذہبی حالہ کا کہ صرف اس قدر ہے کہ چند خاص لوگوں کو حضرت عمرؓ نے دینے سے فرما لے انکار کر دیا تھا کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام دے دیا

پس ہر دین کو چھوڑ دیا

سات دہائی کا بہتر اہلکار بنے ہی کا سال چرچہ ہے جس سے بین الاقوامی شکایات میں ڈسٹر ارجوٹری میں ایسی طرزاں سے صورت بنوگا اگر کھوکھلی کے وزن کو بھی ساری دنیا میں برابر کر دیا جائے۔ اور شاہ ولی کے رواج کو مسودہ کر دیا جائے۔ اس پہنچ کے سناٹوں سے جو ستاج کا دوا باری دنیا کو آئے دن جگتے پڑتے ہیں خود ساختہ قوموں کے ساتھ حاکم قریب اس باب میں ہوسو کر رہی ہیں اور علماء ساریات سے غفلت نہیں ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحیثیت پیغمبر عالم جرنے کے دنیا سے آپ کا یہ مطالبہ اس کا مستحق ہے کہ علماء وصافیات اس کے فوائد و خزاں تھوس کی صف موجودہ مکمل کے تضادات واضح کریں۔

اس مسئلہ کے اسلامی فقہاء اسلام کو قنات اور ایسا دفعہ کے احکام میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا سوچ رہا ہے۔ لیکن چونکہ ان میں کوئی خاص خدشہ نہیں ہے اور اور اسلامی قانون کے بعض حقیقی پہلوؤں کے ان کا تعلق ہے، اگر تفصیل کی جاسکتی تو یہ سب کچھ کتاب اس کے لئے ذکر کر چوکیں اس لئے چند اضافی بات پر کمزاری کی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل احکامات کے ذریعہ یہ بحث آپ کو اسلامی قانون کے مباحث پیش ہے

(۱) فطری اور حسنی سکول میں کیا فرق ہے۔ ہمارا ماننا ہے کہ سکول اور جامعہ مذہبی و دعات ہے جسے قدرت نے اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ مراد اللہ کے سوا کوئی اور کو قائم رکھے جسے ستر شیش جی اس باہر میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان دونوں دعاتوں کے سوا اور بھی دوسری چیزوں کو تسلیم کر کے استعمل کیا جا سکتا ہے مثلاً خوراک (یعنی تانے بے کے پیسے) لیکن ان کے کچھ نہ کرنا بدست آپ بیک کے ہاتھ میں ہے۔ اس حال کے فریقین پر اس کا رد و خلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے فکرمندوں میں اختلاف ہے۔ اس کی بحث کے اندر بھی آئی ہے۔

دہلی ہر دین و دوزخ و جہنم کو مشاہد ہوتی جو فریضہ میں چرباتی ہے۔ یہی مسائل میں نفس  
سکھو دکھا کر مسلک کیا جائے لیکن ادا کر کے وقت بھائے اس کے دوسرا سکھو دیا جائے تو  
چاہئے کہ اس کی کافین کو فریضہ میں چربا ہے۔ بے شمار شہرہ رقی مسائل پر ان کا اثر چڑھ چہرہ کی  
تفصیل فتنہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

(۳) سکوں کے مقاصد کو بھی اشنا ہو جائے، دینی، جس کو اس کا سامنا دراجہ متفقہ ہے  
 جس بات کی جو ایک مستقل بحث ہے، نیز کاوام شفا سے میرے جا اور اگر کسی شفا سے کسی روپ کے  
 جیسے یا انکیاں روپ میں سے تو کیا یہ جائز ہو سکتا ہے۔

(۲) چاندنی سوئے گئے اپنے کنبے میں کسی دوسری رجحان کی آغوش ہوا کے  
 حکام کا جو ہر ایک مسئلہ کا حل میں پاپا جاتا ہے۔ الحظافہ والدہ والہ اس کی قسم کے سکون کے  
 کاموں۔ سود کے پاپا میں مہتر جیسے ستارے کی بنا پر پیدا چراتے ہیں صاحب  
 ہمارے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

یہی اس کا یہ سبب قرار دیا کہ شخص کے لئے حضرت محمدؐ نے اس کو سقا کر دیا۔ یہی سبب  
 میں نہیں آیا قرآن نے جس معصوم کو قصور کیا ہے اس کو ادا حضرت محمدؐ فرستوا ہی کہے کہ کتنے ہی ذر  
 ایک ایسی واحد خبر سے قرآن کے کیا قانون پر مضبوطی نہیں چاہ سکتا بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے  
 کہ ہم ادا کر سکتے وقت کے صواب و بد میں جس قدر حق جن لوگوں کے لئے اس کی ضرورت تھی وہ  
 میں کے لئے ضرورت نہ سمجھے۔ نہ اس میں اس صفت میں قصور کے اس مذکورہ بالا اس کو قصور یا سزا دینا  
 چاہتا ہوں کہ واقعی ضرورتوں کے لئے اسلامی حکومت نے کیا پروردگار ضرورت جدید وصولی حاکم کے لئے  
 بھی اختیار کرتی ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ ان اصول کے چوتھے جوئے اسلامی  
 حکومت کو کسی دشواری کا سامنا نہ کرے۔

قبل اس کے کہ اسلام کے معاشی مداخل (اندرونی) کا باب ختم کیا جائے چند اور ذیلی سوچاؤ ذکر فرمایا کہ ہم ایک سلسلہ سے مل رہے ہیں۔ اس میں ایک سلسلہ زیادہ آگے جا رہا ہے۔

[illegible]

۱۔ حضرت زید بن حارثہؓ پہاڑ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ پہاڑ ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا چہرہ رکھا تھا۔ اُس کو دیکھ کر حضرت زیدؓ نے کہا کہ میں نے اس پہاڑ کو دیکھا ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا چہرہ رکھا تھا۔

۱۴۰۰ دیکھو کہ کچھ اور کیا لکھا ہے۔ یہاں پر لکھا ہے کہ "یہاں پر لکھا ہے کہ"۔

[illegible]



بانشست و فیشترسی پہ  
جہاں یہ کاغذ بننا ہے اور یہ جاننا ہے  
ہما انفراد۔  
تعلق ہونے سے مراد حکومت ہے

(سفر نامہ ص ۲۵۸)  
بڑی اگرچہ کے اندر میں پانچویں یا  
سولہ کے تحت ہے کہ قدرت پا ہے تو وہ ان کو نہیں دیتے ہیں۔ زمانہ کی  
طوت ہو کر ہے جس کا یہ نیکو داشت ہے ان کو بتانے جس میں یہ نیکو  
اورادہ کے قدرت ہے۔

کابیر کے کہیں بطورے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں اور ان کی کے قوتوں میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے  
ابن بطوطہ میں زمانے کا حال چین کے متعلق بیان کر رہا ہے اس وقت وہاں پچھتر سال کی اولاد  
کی حکومت تھی تاتاریوں کی تمام تاریخوں میں اسی بادشت کا ذکر آتا ہے جس سے مسلم ہوتا ہے  
کونسل اور تاتاریں زیادہ تر اسی کاغذی کے کاروبار تھا۔

محمد تقی کے متعلق میں یہاں کا عام طور پر مشہور ہے چہ کی کے کہندہ دست میں  
اس بادشاہ نے قوت کیا تھا کیا کچھ ہے کہ سنوں اور تاتاریوں ہی سے اس خیال کو  
اس نے اندھا کیا ہو،

لیکن اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے جسے افغان نے جس میں بول سے نقل کیا ہے۔

اسی اہم اور اعلیٰ کاغذ بننے  
انور سق و اعلیٰ مکان معقود  
لحاظہ کرتا ہر تیرہ روزہ ہر روز  
حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ  
وقت متناہ کرتے تھے۔

پھر شہر واسطی شاعر اور تمام کا ایک شعر میں اس کے ثروت میں پیش کیا ہے جو ہے۔

الصفیونہ صفیہ کا بل جملہ  
جلودھا الصفیونہ عرا الزہب  
کن تیرہ تیرہ ہاں ص ۲۵۸  
کیا حضرت کے اس کا کہ نہیں جانتا کہ  
اوت کے ہونے کو شہر کی گواہی دیتا  
حبسوا یا ہر گواہ تھا۔

دشمن علم سے روایت کہاں نہ ہو سکے۔ لیکن وہ جیسے کہ دیگر بیان میں متعجب نہیں ہو سکتے۔ چینی میں  
جب اس کا رواج عام طور پر پایا جاتا ہے اور عرب و چین میں جو تاریخی نشانات تھے کیا یہ بد  
انہی تاجروں سے ہے جو حضرت محمد بن علی جوہر اور مغزوت آپ نے کسی وقت اس قدر کو اختیار  
کیا ہو۔ ابوہام کے شعر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ہی کے ہوتے حضرت محمد نے اس کو  
استیاد فرمایا تھا۔ ہر حال یہ کہ اس کی کیفیت کا علم ہم سکا اور اس تجارت کے بارگاہی دیگر  
چیز سے اس کی تائید جوتی ہے ہم پر زیادہ بحث نہیں کر سکتے۔

چند کا کاروبار اب تو ہی کے قریب قریب لوگوں کے ہنگام جو کیفیت ہے۔ تو دنیا زامہ  
یہی ہے جو صحابہ و تابعین کا عام بات مسلم جوتی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہنگام کو دیکھ کر ہم لوگوں کا

حکومت کاغذ بننا  
سرکاری خزانے سے روپے برآمد کرانے کا عام رواج مسلم جوتا ہے کہ اس زمانے میں جاری تھا  
بلکہ خود ملک کا یہ قدر عربی کے حکم کے متعلق ہی سے بنا ہے۔ اس موقع پر ابھی تک ایک دل چسپ  
روایت کا ذکر کرنا سب مسلم ہوتا ہے۔ سچہ روپیل اللہ تبارکی حضرت ابوہام اس وقت کے  
داوی میں بے فائدہ ہے۔

استغنیٰ دین نہ یار علی بیت  
الصال قاتا فی سہیل بیکشہ  
اصحاب الخلفی ثنائہ  
درہم فقلت مہکا کیک  
ودخلت علی ابی منی یار  
خدا شدہ۔  
مجھے بیت اللہ میں زیادہ رہنی آتی تھی  
کون گزرت حضرت امام حسین علیہ السلام  
کہ شہادت میں شہید رہا امام علیہ السلام  
نے میری قبر پر بیت پاس ایک انکلی  
ہلکے کے کہیں ہیں میں تھا ہادی تھا  
کہ دارود کو کاغذ سودا اور کو رو  
خدا شدہ۔

میں نے اس شخص سے کہا تو ابھی بگ ٹھہرا اور میں ابی زار کے پاس سہیل جاتا  
اس سے انگھو کی۔

اس کے بعد ابھی بڑی گنگو انھوں نے نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاتی حد کے بعد میں میں  
افروں کے در بیان ہونا زہدوں ایک کیسے کا راضی مقرر تھا اس پر بھی حضرت عمر فرماتے تھے کہ  
'اس مال سے روزانہ ایک کر لیا جائے گا وہ جلد تر ہو جائے گا۔' ابوہام کا مطلب یہ تھا کہ کاغذ  
سورہ خزانے سے صرف بیچ کے دارود کو روٹے کو بیت الامان کا آخر انجام کیا ہوگا ابوہام  
فرماتے ہیں میں جب یہ کہ چکا تو دیکھا کہ ابی زار دھم سے کہہ رہا ہے۔

ضع للمساح و اذهب حیث  
تشتہ (تشریح ص ۲۵۸)  
خزانے کی گواہی کہ دو اور جہاں ہی  
چاہے چاہی۔

میری فرض اس تھے کہ نقل کرنے سے 'تیک' کے رواج کو تاحنا آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ روزانے  
کے چگونے اور اس زمانے کے چاک میں کیا قسم کا کوئی فرق نکالتا ہے۔

۱۷۱۱ء کو میں نے عربی کی درخشی و نظری اور زہدوں کی اصلاح کو ہمارے فقہاء  
کے ہاں بھی توجہ ہے، ہاں وہ دفعہ عام فقہ کی کتابوں میں سولے اور چار ذی کے متعلق نہ ہونے  
ہو سکتی لیکن ہمارے خلیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ۲۴ ج کا کتاب الفوت جس کا مطلب یہ ہے کہ وصایا  
کی ان دونوں قسموں کے متعلق ہی سے کیا گیا ہے کہ بدکار کے دل سے ان کو کتنے (واما وصیت کیا)  
ہونے کے بعد کیا ہے۔ ابھی ہم اسی کتاب الفوت میں ایک موقع پر لکھتے ہیں،

واعلم ان الاموال علی قسمین فی حق علی  
کمال علی الاموال علی قسمین  
(مکمل میں ہونے کا حکم ہے کہ وہ دو قسم ہیں)  
سب سے پہلے کا وہ قسم ہے جس میں  
جس میں کیا قسم نقل کی کہ وہ ہر قسم کا  
(مکمل میں ہونے کا حکم ہے کہ وہ دو قسم ہیں)

اور ان سے مواد چاندی کے تکتے ہیں اور الدنآ نیر سے سونے کے پھر آگے چل کر چند سلروں کے بدگشتے ہیں۔

وینتھسہ باعتبار (اصطلاح  
علی القیۃ و صوفی الاصل  
سلطۃ خان کانت سلۃ  
خضی قنن لا تعدین بالشیخین  
وان کانت کاسلۃ خضی  
سلطۃ کافلوس۔ (ص ۱۸)

پروا کی وہی قسم جو شیخ دینی دام اور  
جسٹس کی حیثیت و مہتمم جاس کی ایک  
تم وہ بھی ہے کہ فی الحقیقت ہے تو  
سلو دیکھ لوگوں کے بعد خود اور نام  
کے اس کو چھانڈو دیا گیا ہے ہر ایک  
وہ رائج ہے جس سے قس وقت و شی  
ہی جیسا جائے گا مین میں کہنے سے میرے نہ چکا۔ لیکن اگر دیکھو ہر نام چھو

جس سے معلوم ہو کہ علماء کرام والدنآ نیر کے سوا اور ہر چیزوں کو ٹیبلو سٹک کے لوگ جانتے ہیں ان کی حیثیت  
مستحق زور کی ہے۔ البتہ ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ بعض چیزوں کو تو ٹیبلو سٹک کے علاوہ بھی  
خفا کو یوں کاروبار ہندوستان میں ہو کہ دن پہلے اسی حیثیت سے شاہین حکومت کی طرف سے  
مقررہ کی حیثیت کو یوں کو نہیں دی گئی تھی اور خافینہ کہنے کے چکر لگاتے جہاں ہی کو یوں کے  
ساتھ ہندوستان میں ہو رہے تھے۔ ان کی حیثیت بھی جیسی تھی مین حکومت سے ان کا تعلق نہیں تھا ہر  
خفا بھی ان کو ٹیبلو سٹک کی چٹائی چلی پڑ گئے ہیں۔ شرح ہارے ہیں اس ایک موقع پر الفلوس کے بعض  
احکام کا ذکر کرتے ہوئے امام شافعی کی طرف میں اسناد کو مذکور ہے۔

القیۃ فی الفلوس شہادت باطلہ  
۱۸۰۸ (ص ۱۸۰۸)  
پیشہ میں خود (۱۸۰۸) جیسے کی جلیق  
کلی (عام حقوق) کی اصطلاح سے

پیدا ہوئی ہے۔  
لیکن حکومت اگر کسی تکتے کو الدنآ کیم والدنآ نیر کے سوا اور دیکھ کر دے تو یہ خیر ہی قسم کے کی ہوگی گویا  
زور و صوفی و دوسری کی دوشیں ہوئیں سبک تو وہ جنہیں لوگ باخود بدو سکتے کے چلتے ہوں۔ اور  
دوسری قسم ان کی سکول کی ہوئی جو سونے چاندی کے تو زور دیکھ لیکن حکومت نے ان کو باجوہ ہر سال  
ان کی حیثیت و دوشی اور دوسری تکتے کی ہوگی۔ ہر نام نے الفلوس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر لکھا ہے کہ

لے تکتے کے جزیخ خیر ہی ہوتی ہیں۔ عربوں میں ان کو سکہ کہتے ہیں۔ سکہ کہتے ہیں۔ و غیرہ اور وہ کوئی کیا  
سکاس کے لئے نہیں دیا اپنے دوش میں ہر کس کا زبردست دیکھا کہ وہاں۔ یعنی جو چیز خود دوسرے کے ہوتی ہے لیکن  
ہر کسی دل اس تو جبر سے ملتی نہیں ہے۔ اس لئے اصل عربی لفظ زبر میں نہ کو دیا۔ معلوم کوئی اور کسی صورت  
کسی کچھ ہر مین ملا دوسرے کے عام طور پر استعمال اور برتے کی چیزیں ۱۲

الفلسفۃ فی الاصل علم و فن  
(ذخ القندوس ۲۸۸)

نہیں دیکھتے ہیں

اسی سلسلہ میں ایک اور بڑے کا پتر جرمی نروائی نے اپنی کتاب تاریخ الفلوس میں لکھا ہے  
دیکھو یہاں الفلوس حوں جو اہل  
من الکتیۃ فاخرہ مراد اصل علم  
مستغنی فیستحق نقضہ عشرۃ  
الاول و دینا و مثلاً فیذل لاجلہ  
ممل ذکا ذہبا اولیۃ و مثلاً  
جوہر و اعدا جوہر اصل  
حملہا فی الیسیۃ فاخرہ و اصل  
المختص بالجوہر اصل الفلوس  
مسلو س کے اس طرز عمل کو بیان کرنے کے بعد پھر خود لکھتے ہیں کہ  
جیسا کہ سنا ہے میں لوگ ان کو  
جیسا کہ ان کے دوشوں سے  
کام چلتے ہیں۔

لیکن اس سلسلہ کے سوا بھی ایک اور طرز سلطانی میں جاری تھا جو دوسری قوموں کے ملو و جوں  
سے اسوں کے بھی قبول کر لیا تھا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو مستقر کہتے ہیں۔ جس کو کتب الفلانی  
ہے۔ فقہاء کسی فارسی لفظ کا صوبہ ہے جو کہ یہ تجارتی کمروں کی چیز تھی۔ اس لئے تسلط ہزار  
کے نام سے بھی اس کو سوسو کہتے ہیں اور یہ وہی چٹائی ہے جو اب بھی دنیا میں اس لئے شائع  
ہے کہ دیکھ کر مشکل میں اس سے آسانی ہی ہوتی ہے۔ نیز اس کے خلاف سے ہی اس کو مستقر ہوا تاکہ  
روایتوں سے مستقر ہوتا ہے کہ جو مصابہ ہیں اس کا کاروبار ہو گیا تھا جس کی یہ حضرت جبریل  
بن زید و شیخ شافعی عن سے یہ نقل کیا ہے کہ

اربعۃ شہرین ہزار کافیا باطلہ  
قورہ یکہ و لا یتمیم کتب جہا ہائی  
مصلحت میں فیستحق نقضہ عشرۃ  
اورہ خضی اریق صعب سے عراق کچھ کہ مول کی دیکھتا تھا۔

لے سند و سیاق دوسرے سند ہے۔ شاید چٹائی کے کاغذ جو اکثر کتب میں ہے سند عام ہوا۔

پیشہ یعنی اصل حقیقت کے اعتبار سے  
عروض کا جیسا کہ لائیں تکتے ہر ایک کی حیثیت

اسی طرح ایک روایت ابن عباسؓ کے متعلق ہے کہ وہ دعا کی ہے کہ  
 مثل ابن عباس میں دلکا  
 فلاح میریہ ہاں۔  
 عی تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کفر کا  
 مشاعرہ نہیں ہے۔

بہت سے ایسی ہی جگہوں پر کہ  
 دوسری روایت میں ہے کہ  
 قتالی عنہ (صاحب تفسیر ابن عباسؓ)  
 ہندی کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا  
 بہن روایت بیان کی گئی ہے۔

مگر باوجود ان تمام باتوں کے فقہاء اہل حق فقہاء اہل باطل کے متعلق تہذیب کا اظہار  
 کرتے رہے تہذیب کے اسباب کیا تھے کیا ان کو اس کا اندیشہ تھا کہ ہندو کی بیٹلی کی شکل لڑنے  
 کی صورت شاذ و نادر اختیار کر کے اور فوٹ کے جس نقصانات کو یا وجہ دوسرائے کے کچھ دینا اپنی آنکھوں  
 سے دیکھ رہی ہے کیا یہ خطرات ان کے سامنے آتے تھے۔ یہاں شکل ہے جہاں حکمت ہوں گے دیکھنے  
 سے معلوم ہوتا ہے ہندی میں ان کو گڑ بگڑا کی بجائے شئی کی طرح پہنے زانے میں لگے شاید ابھی  
 اس میں زیادہ تر یہ کیا جاتا تھا کہ لوگ شہر میں روپیہ بطور قرض کے لیتے تھے ان ہندی گندہ کہ  
 قرض خواہ کو دیتے تھے کہ وہ دوسرے شہر میں ان کے گماندہ سے وصول کرے۔ قرض دینے کا  
 اس ذریعے اپنے روپیوں کو رواد کے خطرات اور بار بار روادی کے مصارف سے محفوظ کر لینا خاص گویا  
 قرض دے کر مقروض سے نفع اٹھاتا تھا۔ گو حقیقی سود کی قور شکل نہیں ہے لیکن ایک قسم کا  
 خیر و فاقہ قرض دینے والے کو ضرور پہنچتا ہے۔ چونکہ فقہاء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ایک حدیث مشہور ہے کہ

کل قرض جہنم کا دروازہ ہے

وہ سود ہے۔

اس حدیث کی بنا پر سنہ ۱۱۰۰ھ میں انہوں نے مکہ کو قرار دیا تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث  
 خواہ فقہاء میں ہو دوسرے میں مشہور ہو مگر وہ غلطی کے اصول سے صحیح نہیں ہے اس کے رد میں روایں ہیں  
 سوار بن مصعب ایک ایسا شخص ہے جس سے حدیث روایت کی کہ وہ حدیث نے ترک کر دیا تھا ماسی  
 طریک ایک اور روایت میں ہے جسے مشہور صحابی حضرت سود بن مذہب رضی اللہ عنہ نقل کرتے دیکھنے والے  
 سے بیان کیا جا چکے ہیں حضرت مرو بن جب کہتے تھے کہ سود بن مذہب رضی اللہ عنہ نے علم سے فرمایا۔  
 المستفیحات حسرا۔

ابن جری نے اس روایت کا شمار گویا ضائع میں کیا ہے اور واقعہ بھی کچھ یہی معلوم ہوتا ہے کہ  
 جہنم جو تہذیب میں سنہ کے خطا کار سرانجام نہیں ملتا۔ تراس کے رد میں روایں ہیں جو میں کوئی اثبات دیر کا  
 قبر سنہ آدمی ہے اور کراستہ ابن عباسؓ کی معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال روایات کی دنیا دہ سنہ کی حدیث

غیر صحیح ہے البتہ روا کے کی قواعد کے تحت چونکہ کلی قرض جہنم کا دروازہ ہے  
 کے اصول کو جہت تائید میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ جیسا کہ مشہور تائید میں حضرت حماد سے معصیت میں  
 علیؓ شیعہ میں مشغول ہے۔ اس لئے یہ سنہ ہے۔ جو قرض لینے کے بعد کسی کو دینے گئے ہوں ان کو  
 مکہ کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنا روپیہ کسی ایک یا متعدد ساہوکار کی دکان میں بیچنے  
 کر دے اور بیگ سے چلے کر یا ساہوکار سے ہڈی لے کر دوسرے شہر میں وصول کرے  
 یا جیسے آج کل ہنسی آؤڑ کا اصول ہے کہ آدمی لوگوں کے میں روپیہ جمع کر دیتا ہے ڈاک کے لئے  
 اس کے لئے اس منی آؤڑ کو مستحق مظلوم میں بیگ دیتے ہیں۔ وہاں کا ڈاک خانہ روپیہ ادا  
 کر دیتا ہے۔ یہ ظاہر اس کے کیا جائز جوئے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

فقہاء اہل حق و اہل باطل کے قرض لینے کو تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرض ہی روپیہ دیا جائے لیکن  
 قرض دینے میں بیٹلی کی شکل نہ ہو اور بعد کو ہڈی لکھی جائے کہ اس قرض کو فلاں شہر میں  
 فلاں شخص کو دیکھا کہ وصول کر لینا تو جائز ہے۔

ابن جام نے انواقات و فروع و فی سے نقل کیا ہے کہ  
 ابن افریضہ البیہر شری و کتب  
 جہاں (مخالفہ میرا ص ۵۰)  
 کہتا ہے البیہر سے ابن جام بیان ہے کہ ہندی میں قرض لینا ہے۔

ان قرض مطلقاً مذکور کتب  
 قرض میں کوئی مشاعرہ نہیں۔  
 بالسنہ فلا ہاں۔ یہ۔

اور جب قرض کی صورت میں بھی ضرورت ہوئے کے بعد مستحب جائز ہے تو جہاں قرض نہ ہو  
 وہاں اسے بدیہہ اولیٰ جائز ہوتا چاہیے۔

ذیل مباحث میں جس کا میں ذکر کرتا چاہتا ہوں وہ مختصر یا بیگنی یا ہساری  
 حکومت کی اصطلاح میں جس کا نام گڑ بگڑا ہے۔ اگر یہ اس سلسلہ کا ذکر پہلے ہی کیا جائے تو  
 جہت تائید کے لئے ان کی کتاب التمدن الاسلامی میں اس سلسلہ میں ایسا طرز فقہی اختیار کیا ہے  
 جس سے مخالفانہ اندیشہ کے سلسلہ کو مان کر لینے کے لئے اس کو کچھ بھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

جہت تائید کے لئے اسلامی حکومتوں کی انڈیوں کا ذکر کرتے ہوئے مذکور بالا مواضع  
 کے سوا چند جہت پرچوں کا اضافہ قرائع التراجیح کے عنوان سے کیا ہے جس میں اس نے حدیث  
 اجماع (تائید) و فروع کے حصول کے ساتھ جن کا ذکر کیا ہے اپنے موقع پر میں کر چکا ہوں  
 احتیاطاً (جہت تائید کی بیگنی) احتیاطاً (جہت تائید کی بیگنی) کو بھی دیکھا ہے۔ یہ ظاہر  
 خیال گذرتا ہے کہ عام حشر کے سوا شام کو اسلاف کو اسلامی حکومت میں کوئی بدیہہ نہیں لکھیں

اسلامی سیاست  
 جاہد کرتی تھیں۔ حالانکہ وہ قہر ہے کہ وہی حضور سے جس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں۔ مسلمانوں  
 سے دوسری چیزیں یعنی حواریوں کا پشت سے انصاف کے لئے وہ حاصل بنام زکوٰۃ و خراج دینا  
 تھا۔ اس طرح تجارتی اموال سے زکوٰۃ حساب چالیس فی صدی وصول کی جاتی تھی پھر کسی  
 زکوٰۃ دکانوں سے وصول ہوتی تھی اور کسی برسی یا بکری گڈا ہوں سے۔ جب کوئی غریب دینی  
 مالی گڈا تھا اس سے چالیسواں حصہ دیا جاتا تھا۔ اور ہر سال ہر ایک مال سے کوئی جدید  
 محصول وصول کرنا ناجائز تھا۔ اس طرح غیر مسلم کی دکانوں کے تجارتی اموال تو محصول سے  
 مستثنیٰ تھے لیکن اگرچہ جب وہ اسلامی ملک میں آئے تھے تو یہ تھا کہ زکوٰۃ چالیس فی صدی  
 کے حساب سے خراج کے طور پر محصول لیا جاتا تھا۔ اسی طرح غیر مالک کے غیر مسلم تجارتی اسلامی  
 علاقوں میں تجارتی مال کے کرانے سے ترقا عہدہ پر مقرر تھا جس کا پہلے بھی کیا گیا کہ جس ملک کے وہ  
 باشندے جیسے اس ملک کی حکومت مسلمانوں کے تجارتی مال پر چاہتا محصول دکانوں کی تھی جس  
 قدر وہ اسلامی حکومت بھی ان سے وصول کرتی۔ اور مسلمانوں کے تجارتی مال کو محصول سے مستثنیٰ  
 کر دیا جاتا تھا تو اس ملک والوں سے اسلامی حکومت بھی کوئی نہیں لیتی ہے۔ البتہ اگر ان کی حکومت  
 غیر مسلم سلطنت پر جاتا تھا۔ مثلاً وہاں مسلمان تجارت کے لئے کبھی گئے تھے ہوں تو ان کے تجارتی  
 اموال سے خواہ کسی نوعیت کے ہوں، دوسری صدی کے حساب سے محصول لیا جاتا تھا لیکن  
 غیر مسلموں سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو خراج میں سے خراج کے تحت میں لیا جاتا تھا۔ خلافت  
 مسلمانوں کے تجارتی اموال کی آمدنی انصاف کے لئے جمع ہوتی تھی کیونکہ دراصل ان کے  
 تجارتی مال کی زکوٰۃ ہوتی تھی قاضی ابویوسف کتاب تجارت میں لکھتے ہیں۔

وکل ما اخذ من المسلمین  
 من العشر من قبل  
 ۱۔ العشر من قبل  
 ۲۔ العشر من قبل  
 ۳۔ العشر من قبل  
 ۴۔ العشر من قبل  
 ۵۔ العشر من قبل  
 ۶۔ العشر من قبل  
 ۷۔ العشر من قبل  
 ۸۔ العشر من قبل  
 ۹۔ العشر من قبل  
 ۱۰۔ العشر من قبل

نظر میں ہے کہ اموال تجارت اسلامی ملک میں کسی حالت سے آئندہ ہوں یا بکری مال سے وہی ایک  
 عشر والی دکان حاصل کر لیں ایک دکان دھو وصول کیا جاتا ہے جس میں دکان کا عشر حاصل ہوتا ہے  
 دکان کا مالک کے مال دکان کا مالک تمام کا مٹا لے۔ زمین مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے مال میں  
 اس کا خاص طور پر بیان کیا جاتا تھا کہ مال میں ایک ہی مال پر دو دفعہ حاصل محصول وصول کیا  
 جائے مشہور ہے کہ ایک عیسائی تاجر سے کہہ کر لری کے حامل سے دو دفعہ محصول وصول کر لیا۔

اسلامی سیاست  
 عیسائی حضرت عمر کے پاس میں مدعا درآجوا ہوا۔ ایک مسافر وقت پر قریب آگ کو میں تھے مل کر  
 شعلہ کی۔ اس وقت آپ نے عامل کو سخت ٹانٹ لیا جس کی اور اس کا مال و بیس وہ لگیا۔ مدت  
 کے بعد ہی عیسائی حضرت عمر کی خدمت میں پہنچا اور اپنا مدعا کرتے ہوئے بولا کہ  
 انا اشجع الخیر فی الدنیا  
 کما شک فی دنیاہ۔  
 حضرت عمر نے اس کی پیروی جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

والتأشع الخفی فی الدنیا  
 قضیت حاجتک (کن بانوار)  
 میں اس کو تیری مٹی پر لٹا ہوں میرا تے  
 تیری مغز پر لٹا کر تھی۔

واحد ہے کہ غیر مالک کے تاجروں کے ساتھ اسلامی حکومت زراعت و باہری اور انصاف کا ایسا برتاؤ  
 کرتی تھی کہ دور دراز ملک کے باشندے سے ضوابط مستند پر مالک جانتے ہوئے ایک گھیر لے  
 تھے عدالت فاروقی کا خبر وہاں کہ انہوں نے اسلامی ملک میں پہنچ کر تجارت کرنے کی خود رخصت  
 کی۔ قاضی ابویوسف نے کتاب تجارت میں لکھا ہے کہ

۱۔ اہل جنس قوم من اہل  
 العرب و اہل البحر و اہل  
 بین الخطاب و اہل  
 عسائیل و اہل  
 و قسطنطنیہ۔  
 ان کے ملک جو غیر اسلامی قہر کے  
 باشندے تھے انہوں نے ضوابط  
 حضرت عمر کے پاس ہونے کی بھیجی تھی  
 دیکھ کر آپ نے ملک میں ہر ایک کے حکم  
 دیا کہ وہ اہل جنس قوم من اہل

فقد کان فی اہل الامن بالحد  
 من العشر من قبل  
 ثم یسواہم قادمہ من الحد  
 ثم یسواہم قادمہ من الحد  
 و انما خیر العشر و العشر  
 و العشر (۱۵۷۲)  
 ان کے ملک جو غیر اسلامی قہر کے  
 باشندے تھے انہوں نے ضوابط  
 حضرت عمر کے پاس ہونے کی بھیجی تھی  
 دیکھ کر آپ نے ملک میں ہر ایک کے حکم  
 دیا کہ وہ اہل جنس قوم من اہل

یہ امتیاز ہے کہ ہر جہان کو جو مسلمانوں کے لئے ہوا کہ محصول وصول کیا جاتا تھا وہی ہر مسلم غیر مسلم ہر  
 کے سوداگروں سے لیا جاتا تھا غیر مسلم کوئی ایک چیز جس اس کو مٹا دیا ہے کہ اسلامی ملک  
 میں اس مال کی فروانی، عام فروشی و فروخت کی وجہ سے ہر قسم کے موانع کے طلبہ کے پیچھے  
 کہ بہتر غیر مالک کے خارجہ ملکوں کے ملکوں میں تجارت کے لئے آئے جاتے رہتے تھے اور اس  
 مسئلہ میں بڑی کائی آمدنی حکومت کو دیا جاتی تھی جہاں زیادتی کا بیان ہے کہ



قد بلغت اعشار السعفی (۱)  
الواقن بالله حالاً كثيراً

واقعہ کے زمانے میں جہاد کے  
مصول کی متبادرت پر غور فرمائی۔

بلکہ زبان کا خیال تو ہے کہ عربین ملک کے چار ایشیائے قبلہ میں ایک تہ اس مصول کے اور  
کرنے کے لئے عادی ہو گئے تھے کہ موجودہ زمانے میں مصر کا جو علاقہ مغربی نائیل میں پڑتا  
مصول کے لئے متعلق ہے۔ عربی کے لئے مغربی عرب میں المارق کے کسی کو ذکر کریں کہ اس کا نام  
خدا کے کسی بڑی ہوئی شکل ہے۔ یا تقریباً سے یرون پر ہے۔ یہ عربی حالت کے متعلق ہے۔ حال  
پہلی کا مجھے ازلہ مقصود تھا۔ ایشیائے مصر میں عربی زبان کے بعض نئے ناموں کے حاصل کا  
سچی ذکر کیا ہے جس میں ایک کام کا ذکر دارالترت ہے۔ یہی سرکاری مکتبوں میں لوگ اپنی اپنی  
چاندی یا سونے کے سکوں کی شکل میں ڈھونڈتے تھے اور فیکری ایک محنت و خیرہ کے معاوضہ  
میں فی صد ایک درہم دیا جاتا تھا۔ عربی زبان کا یہ نام ہے کہ یہی اسلامی حکومتوں کے داخل کا  
ایک اچھا ذریعہ تھا۔ یہ عربی صورت جہاں اس قسم کے سرکاری مکتبوں میں لکھا جاتا تھا  
تھے۔ حقوق ان میں اپنے کے متعلق ایک تھی۔ چونکہ ہندوؤں کے دھرم کے تھے۔ عربی کے وقت ایک شہر  
انہیں کے متعلق اس لئے لکھا ہے کہ کسی سال میں ایک ایک کو ذکر فرمائی تھی تو حال جاتی تھی۔  
عربی کے قلم سے اسطرار ہاں پر ان کا ایک ٹیک پڑے ہیں،

وہ لکھ مخصوص فی خاصہ و دولت  
الا کلیدز الیہ و روحی فی  
ابان مجددا۔

اور جو چیز سے پر ہوتا ہے کہ جب ایک مذہب کا یہ حال تھا تو ضرور بتادہ و فیہاں المذہب الاسلامی  
اس باب میں کیا حال ہوگا۔

ظاہر ہے کہ وہاں عرب کی دنیا و خلافت بنی اس کے زمانے میں یا بعد فعل میں قائم ہوئی  
ورنہ اس سے پہلے جو اسلامی ممالک میں روحی و دینی کے پختے تھے۔ جس میں دین اور مذہب اور مذہب  
بھی کہتے تھے۔ اس لئے رعایا پر اس مذہب موصول کا اضافہ نہ ہو تو اور جو طاقت و شدہ کی بات تو  
نہیں ہو سکتی۔

اب تک اس مصول کے متعلق کوئی تحریر مجھے اسلام کی قانونی متن میں نہیں ملی  
البتہ امام ابو یوسف نے کتاب الزنا میں حضرت محمد بن عبدالعزیز بنید کا ایک مکتوب نقل کیا ہے۔  
جس میں اس نے اپنے ذاتی (مذہب) جہاد میں عبدالعزیز کو غزوہ کے وصول کرنے میں نمایا  
کے ساتھ طاقت و دینی کی تاکید کرتے ہوئے اور قائم فرمایا ہے کہ خزانہ کے زمین مند پر ذیل  
دونوں کو ہرگز رعایا سے نہ لینی۔

احیوی لفظاً باین ولا ذہباً فیہ  
مکتوبہ دین و دین اور مذہب کے

ولا ذہباً فیہ التیروز والجموں  
ولا ثمن ولا مصف ولا اجور  
الفتح ولا اجور البیوت ولا  
درام حدانکح ولا حق علی  
علی من مسلمین داخل الارض  
کن بدو (۲)

پگھلائے کی فردوسی نے جاکے اور بیخ  
وہ عربی اور اسلامی تہذیبوں کا  
بھی ذرا جائے اور مذہب کے دین  
لئے جائیں اور مذہبوں کا جس اور مذہب  
نکا مذہب اسی طرح باشندوں میں پڑھیں  
چوں انہیں بھی خزانہ نہ ملے گا۔

جس سے مسلم رہتا ہے کہ ان سے پیشتر کے خلفاء اپنی سہ کے زمانے میں کچھ اس قسم کے مصولوں کا  
گوریزہ حکومتوں کی تفسیر میں مذکور تھا۔ چونکہ ان مصول کے متعلق کوئی کچھ واضح مطلب مجھ میں  
نہیں پائی کہ اس کا یہ مطلب تھا کہ کوئی عربی کی دریا پر یا دریا حاصل نہ کیا جائے جیسا کہ ہر حکومت  
آصفیہ میں اس کا اب تک رواج ہے کہ کوئی عربی سے اخراج نہ ہو۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ملک پر مصول حاصل  
یا حکومت میں یہ مصولات کا فنی حاصل نہ ہو یا اسے وصول کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں حالات کے متعلق  
میں کچھ نہیں پتا ہے۔ مصول کی حالت ہے اور حضرت محمد بن عبدالمطلب نے اس مصول کو سات کر یا تھا۔  
یہ عربی حضرت محمد بن عبدالمطلب کے اس مکتوب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تاجا زین اباب  
میں امیر و خراجین و اجور و ذہب الفتنہ بھی ہے۔ اگرچہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آخر کس بنا کو کہنے کی  
بار بار مجتہد سے اور کس نے تجھ سے بدلتے و خیرہ کے دخل و وصل سے حکومت لوگوں کو ملین  
کردیتی ہے اور اس کے مصول میں ایک فی صدی اگر اجرت ملتی ہے تو اس کو کہہ دے جہاں یا اس  
کے اخراج میں کیوں خزانہ دیکھا جائے جس کے ساتھ کہہ دے کہ حکومت کو کفار کا فتنہ ہے









[illegible]

الحی ان میں گوشت پر انحرک کر دو دکھاوے کا فریضہ کرتے ہیں۔ اپنے تمام معاصیٰ خواہ بہ ظاہر ہو گئے ہیں، دینی لغزائے چوں، مثلاً کسی دوسرے کو دیں، مصلحت بنائیں، بے لگ و کسر ہیں، دین، پیسہ لوں پر خرچ کریں، کچھ بھی کریں، قرآن کی رو سے یہ سب ونیوی، بلکہ شیطان پر خرچ ہیں جانتے۔

اور یہی میرا دعویٰ تھا کہ اسلام نے دینی اور دنیاوی مصارف کی ان دو قسموں کو ختم کر کے صرف دینی یا مرقن دنیاوی خرچ میں دولت کے مصارف کو منسخر کر دیا ہے۔

جہاں ایک نیکہ کا ذکر فروری عام اسلام نے جہاں اس قسم کے عجیب قوانین پیش کیے ہیں انہی میں ساس کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ انسانی فطرت کے عظیم رحمانات اور جلی موانعت و میلانات کی بھی ساتھ ساتھ رعایت کرتا جاتا ہے اور کوئی ایسی تدبیر نکال دیتا ہے جس کے ذریعہ سے اصل مقصد جو اس کا ہے وہ بھی فطرت و جہاں و عوام انسانی کو ذریعہ کار بھی بنا کر رکھتا ہے۔ یہی تیار دہاؤں میں واقع قانون ہے۔ عتفا کے لیے جو جوئے اور غلط معرفت جوئے میں کیا شہ ہے جس کی طرف قوت نے اشارہ کیا۔ گری کیجئے کہ انسان میں دولت کی نمائش کا جذبہ بھی تقریباً فطری ہے۔ دولت کا منے والے ہر حال کی طرح اس کی نمائش بھی جانتے ہیں، اس جذبہ کی رعایت ہے جس کا شرعاً ان حدوں سے منہا ہے جن میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دولت مندوں کو کھنے اور پینے کے حال میں دیکھ کر در یافت فرمایا کہ

رہت خصوصاً ان کا کہنا ہے کہ پاس مال ہے، جو اب میں کہاں لے کر لے دوں گا، آپ نے فرمایا جس اسی اعدائی (کس قسم کے) سوال نہیں ہے پاس جواب ملا ہے کہ اسی اعدائی (پھر قسم کا مال) اسکا اونٹ، گھوڑے، بکریاں، عظام سب ہیں کچھ ہیں ویسے اس شخص نے کہا: اسخرفت صلی علیہ وسلم نے آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا

فَاذْكُوا شَاكِرًا ۝ وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ رَاوَدُوا عَنْ مَغْذَاتِهِمْ لِقَوْمٍ يُكَفِّرُونَ ۝  
 ۝ وَتَقَرَّبُوا لِلَّهِ بِقُرْبَاهِ ۝ وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰی عَقْبَيْهِمْ ۝  
 ۝ وَتَقَرَّبُوا لِلَّهِ بِقُرْبَاهِ ۝ وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰی عَقْبَيْهِمْ ۝

دکھانا چاہئے۔

سہو کو یہاں فرمایا جس کے بعد تقریباً ہر مسلمان کا ہاتھ نعلِ صدف پہن گیا ہے۔ اس سے ارشاد ہوا کہ  
مختصیوں بالیقہ والاعفافیون تم لوگ بڑائی کا اعتبار کرتے ہو  
بالخیر۔ فیروزی کا اعتبار نہیں کرتے۔

ان فز میں اپنے مال کو چراگم میں نہ استعمال کر کے جو خود اپنے اوپر اپنے خیال پر، خاندان پر خرچ کرے گا یہ سارے مصارف قصہ گو، روپی مصارف میں شمار ہوں گے۔

ریا والانس | یکسٹیک میں طرح درجی مصارف احتساب کے قاضی کے بار پر درجی مصارف  
 بن جاتے ہیں، جبکہ ہمارے تمام درجی مصارف درجی بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ یعنی ہجرت  
 کے تحت داخل ہو جاتے ہیں، ان کے مزاسے و قرآن ہی اسے اس کو ان اخلاص میں اضافہ کیا ہے۔

۱۰۱. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ یَدْعُوْا لِرُبُوْبِهٖ ۚ عَلٰی سِنَدٍ عَظِیْمٍ ۚ ذٰلِکَ یَنْفَعُوْنَ اَمْوَالَهُمْ  
 سِرَیًّا وَّ عَلٰنًا ۚ لَآ یُؤْثِرُوْنَ بِهَا نَفْسًا وَّ لَا اَبًا ۚ وَ لَا یُؤْثِرُوْنَ بِهَا  
 بِاَتْلَافٍ ۚ وَ لَا یُؤْثِرُوْنَ بِهَا  
 لٰكِنّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ رَهِیْمٌ  
 خَصَمٌ قَرِیْبٌ ۙ

[illegible]

اس شخص کی مثال ایسی ہے کیٹھن پر  
 گرد وچر، اورا سودا بارش پرستہ  
 استساحت بنا چولہے ایسے لوگ  
 جہ کوکے کہے ہیں اس کے صبر و تقویٰ  
 نہیں کہتے اور ان کو گلوں کی نظر نہ ملے گی  
 (۱۰۰)

ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے انعام کے دلی کو کچھ نہ کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو دھمکانے کے لیے بھیج کر رہتا ہے۔ وہ بھی کرتا ہے کہ اپنی امیر اور دولت مندی کے نشانہ نام لوگوں کے ساتھ فحشو اور بدوں پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ اپنے بچوں کی کٹ دلوں میں دھوم مچانے والے تقریبات پر پھونکنے والے ہوا میں مقصد اس کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ گھر گھر بڑھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی ساری مالی زندگی انہیں

بلاعتنا عن العیاب حرمہ  
 (اشیاء ص ۱۵۷)  
 پہنچا کر ہم  
 بہر حال دولت کا سب سے بڑا مصرف خود کو ملنے والے کی ذات ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث مروی ہے۔  
 اذنا کان احدکم فحقیر  
 فلیس بذا بنفسه (مستفی ص ۲۸)  
 تم میرا کوئی تاوا نہیں ہے تو جانیئے  
 کہ نہ کبھی بڑا ہونا اپنی ذات سے کہے۔  
 دوسری حدیث ہے۔  
 ابدل عینک فمیں مقبول  
 پہلے اپنی ذات سے شرف کرو، پھر ان پر  
 (المنشی ص ۱۸)  
 جہاں سے غور پر درخشاں ہے۔

ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اگر کچھ کایا کرے پاس ایک اشرفی ہے کیا  
 کہوں، پہلا جواب اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دیا کہ  
 تصدق بید علی فتنک۔  
 اور اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اگر وہ خرچہ کرنا بھی ضرور ہے، خلاصہ یہ ہے کہ پہلا مصرف  
 اسلام نے خود کو ملنے والے کی ذات کو قرار دیا ہے اس کے بعد ان لوگوں کے مصارف کا درجہ  
 ہے جن کی ہر ورش کا وہ قدرتا زور سے مشہور حدیث ہے  
 و جلد ۶ جہن مقبول  
 خرچہ کر خرچہ کر ان لوگوں سے جو  
 (صحاح ص ۱۸)  
 جہاں سے غور پر درخشاں ہے۔

خبرائے امور صدقات  
 اس نے دینی و دنیوی دو قسم کے مصارف کا باب مدق کر دیا، اور اب باب مصرف دنیوی مصرف  
 دولت کا رہ گیا ہے مصرف دینی کا اور صدقہ کی وصت دانی کا حامل جہاں ہے کہ بائز مصارف  
 سے بچا کر بائز مصارف میں خرچہ کرنا بھی اسلام میں ضرورت اور صدقہ ہے تو قاضی ہے کہ مسلمان کا شانہ  
 کوئی جائز خرچہ نہیں جس کا بھل مسکتا جو خبرات اور صدقہ کی مدین داخل ہو کہ دینی خرچہ نہیں جاتا جو  
 غیر دینی مصارف میں پورا اسلام نے ایک ترتیب قائم کی ہے۔

اجمع احوال العلماء علی ان  
 تنقذوا الالیاف والفتیر من الذین  
 لا کسب لہما ولا مال ہر ذبیحہ  
 فی حال اولہ۔  
 علم و اور اس کا اس پر مانتی ہے کہ ایسے  
 نادار و امیرین جن کی رکائی ہو اور  
 زانیہ کے پاس مال ہو، ان کا خرچہ  
 اولاد کے مال پر واجب ہے۔

والدین کے مصارف قانونی طور پر قراسی وقت واجب ہوتے ہیں جب وہ واقعی متاع چاہتے ہیں  
 حکومت مجبور کر کے ان کے مال سے والدین کے مصارف کی پابندی کی گئی۔  
 لیکن خبر قانونی طور پر یعنی حکومت جبر تو نہیں کر سکتی لیکن اتفاقاً والدین کی خدمت اپنے  
 مال کا سب سے بڑا مصرف ہے، خصوصاً اس مسئلہ میں ان کے حق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ظاہر ہے کہ کوئی یا جائے گا ورنہ اس کی کوئی یا جائے گا جس کے معنی میں چاہئے کہ  
 لوگوں کو اپنی مالی حیثیت دکھانی جائے اس کا حکم ہے، لیکن برائی کی تسبیح کے لئے احتیاج ایک  
 پہلو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکال لیا وہ یہ ہے کہ اپنی دولت و نعمت کو شہ کا مبلغ قرار دے کر  
 اور اس نیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر دولت کی نمائش کی جائے گی تو یہ دکھانا اور باوان سن  
 ہی حق تعالیٰ ہی کے لئے جواہر اس لئے جس پر یا دینی یا دولت کے خندا استقلال کا جو خطرہ تھا وہ  
 جاتا رہا ایسی فتنہ کو نہ کہ یہ حدیث میں اور زیادہ واضح الفاظ میں یہ ہر فرمایا گیا ہے کہ  
 ان الله يحب الذین یزکوا انفسہم  
 اشرف انی اس کو پسند فرماتے ہیں کہ  
 اپنی نعمت کے نشانات کو اپنے  
 نعمتہ علی عبدہ۔  
 (ترمذی)

گو یا اس میں کوئی دکھانا، ان کا دکھانا نہیں ہے بلکہ اپنے مال کا بھی کوئی دکھانا ہے کہ وہ اس کو  
 پسند فرماتا ہے کہ جن پر اپنی نعمتیں نازل کر دیں وہ دوسروں کو دکھائیں کہ ہمارے خدا کی نعمتیں  
 ہم پر ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ وہی اپنا احوال اعمال باقیات کے قانون سے گزرا و ان میں آپ انوشیک  
 شہابی فی نقل بھی لکھتی صحت میں جاگے اور ان حارسہ سے معاملات کا تفقہ باطنی اور اندر سے  
 ہے، کوئی کس لئے کیا کر رہا ہے، اس کا فیصلہ یہ ہر عقلی اصول اشرفی کے دن ہو گا کہ ہنگ  
 سائنس کسی ایسے اگر کیا و میں کا کیا بائیں ہوئی ہے جس کے ذریعے سے لوگوں کی  
 نیتوں کا حال معلوم ہو سکے۔

خبرائے امور صدقات  
 اس نے دینی و دنیوی دو قسم کے مصارف کا باب مدق کر دیا، اور اب باب مصرف دنیوی مصرف  
 دولت کا رہ گیا ہے مصرف دینی کا اور صدقہ کی وصت دانی کا حامل جہاں ہے کہ بائز مصارف  
 سے بچا کر بائز مصارف میں خرچہ کرنا بھی اسلام میں ضرورت اور صدقہ ہے تو قاضی ہے کہ مسلمان کا شانہ  
 کوئی جائز خرچہ نہیں جس کا بھل مسکتا جو خبرات اور صدقہ کی مدین داخل ہو کہ دینی خرچہ نہیں جاتا جو  
 غیر دینی مصارف میں پورا اسلام نے ایک ترتیب قائم کی ہے۔

سب سے پہلی حق قرآنی کا ہونا ہے، اور اس نے اسلام نے یہ نیا بڑا ریزر ویلے کر کوئی  
 اپنے کو قرض کر دے یا اپنے کسی عہدہ کو شہادہ کرے یا بچاؤ سے جی کلاسیک قانون کی رو سے کسی کو اس  
 جی حق نہیں ہے کہ نہ نیا اس حد تک چھوڑ دیتے کہ اس کی جان باقی رہے جو اس کا کوئی عہدہ نہیں ہر بائے  
 زمیں میں ہے۔

حلاک النفس اور بعضو  
 با نزار مدال پیر کو جو اگر اپنی



اسلامی معاشیات  
یعنی معنی خرچ کرنا یہ معنی کیا بیڑ سے اس کا جواب جلد کر دیا جائے گا۔ پہلے دور کی آیتوں کو  
بھی نقل کر لوں۔ سورہ اسرا میں ارشاد ہے

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا بِاِلْتِسَافٍ فَتَقْبَلَ صَوْلًا مِّنْهُنَّ سِرًّا  
اور تم اپنے ہاتھ کو گدی میں نہ ڈالو  
اور تم اس کا تسکون نہ کرنا کہ ہاتھ کھل جائے  
مقتصد صلوٰۃ محسوسہ۔  
مال میں کوگوں کی غلامت کے نشہ زنجیر کے پھو اور صاف نہ ہو۔

پھر سورۃ الفرقان میں ہے  
الَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يَسْمَعُوا سَوًا  
وَلَمْ يَتَفَرَّقُوا وَاكُنَّا بِبَيْنِ  
ذٰلِكَ قَوَّامًا۔  
جو لوگ خرچ کرتے ہیں تو نہ دے سہلے  
ہیں اور نہ ہی جدا کرتے ہیں بلکہ ہر کام  
فصل کا وہ ہیں اسی دونوں اور  
کے اٹانہ کے ساتھ۔

عوم سمجھا تا ہے کہ نفیوں آیتوں میں صرف یہ ایک ہی معقول بیان کیا گیا ہے۔ "اے معقو  
عام طور پر مطلب یہ لیا گیا ہے کہ جو باغیالی ہو سکے اور کھلی دو آیتوں میں تو ظاہر ہے کہ  
خرچ کے باب میں اعتدال کی فہمائش کی گئی ہے۔ امام رازی اور ان کے سوا بھی عموماً المعقو  
مطلب ہی کہتے ہیں کہ اس کا لائق

فَمَا يُفْضِلُ عَنْ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ  
فِي نَفْسِهِ وَعِيَالِهِ۔  
آدمی کی ذات اور اہل و عیال کی دولت  
سے جو کم جائے۔  
یعنی اپنے اور اپنے اہل و عیال و زیر پرورش لوگوں کے مصارف سے جو کم جائے قرائن کم دینا  
ہے کہ ان سب کو خرچ کر دو۔

مگر ابھی حدیث گذر چکی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے ساتھ سولے کے ڈلے  
والے آدمی کو کھانے کو جسے فرمایا کہ

خیر الصدقة ما كان عن  
تلمع غنى (ابن ربیع)  
شہر شارح حدیث امام خاقانی "تلمع غنی" کا یہ مطلب بیان بیان فرماتے ہیں۔  
اسی معنی غنی یعنی علیہ و  
بیتکلمہ بعد علی النورانیاتی  
متوجہ۔  
معائب اور اجازت کا وہ شکار ہو۔  
نقلانی نے اس مطلب کو بیان کرتے ہوئے اپنی تائید میں دوری حدیث پیش کی ہے جس میں

اسلامی معاشیات  
خیر الصدقة ما لا یقت  
غنی۔  
بہترین مدد وہ ہے جو آدمی کی  
تو گری کو باقی رکھے۔

جس کا صاف مطلب یہی ہے چاکر "تصدق" یا "تصدق" یا "تصدق" کرتے ہوئے اس کا خیال رکھنا  
چاہئے کہ اتنا سرمایہ آدمی کے پاس رہ جائے جس سے وہ آئندہ آمدنی حاصل کرنے یا معاش  
پیش آئے ہیں مدد لے۔ غلامی کے الفاظ میں فقیر و غنی ہیں جس سے پشت پناہی حاصل کر سکے  
یا سلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ما سوا اس کے معنی نہیں ہیں کہ خود قرآن کی جب یہ ممانعت کی ہے کہ آدمی کل السبط  
کے طور پر یوں خرچ نہ کرے کہ گھر میں ماکر ذلیل و سدا تھا اندھ بن کر اسے مشتاق بنے کے حدیث  
میں بھی حضور نے یہی فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اس کے بعد ہاتھ پھیلا کر پھرے۔  
سعد بن ابی وقاص کی حدیث بھی گذر چکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند سے پہلے  
منع فرمایا کہ اگر تم اس کو پسند کرتے ہو کہ تمہاری اولاد تمہارے بعد ہاتھ پھیلا کر پھرے۔

حلی انصاف میں ہم دیکھتے ہیں کہ نبیوں کا یہ رویہ معاش کوئی سرمایہ شہادت کی کوئی  
یا زمین یا باغ یا مکان وغیرہ ہوتا ہے اور بعض لوگ محنت و مزدوری تو کر کے زندگی گزارتے  
ہیں۔ ثانی الذکر کہ اگر روز جو کمائی خرچ کر دے تو جو کہ دوسرے دن یا دوسرے مہینہ  
اس کو کچھ نہ ملے گی تو بیع ہے اس لئے اس کو قرض نہ لے کسی دست گرد نہ ہونے کے لیکن اول الذکر  
طبقہ اگر انصاف کو آدمی مطلب بھگد کر عام طور پر سمجھا گیا ہے اپنی بھینچی یا زمین و مکان بیان کو  
بھی ختم کر دے کیونکہ بال بچوں کے کھانے پلانے کے بعد اس کا سرمایہ تو باقی ہی رہ جائے گا  
تو اس کو دوسرے دن عوم و محسوسہ کر چکا ہوگا۔

میرے خیال میں اسی لئے "انصاف" کا مطلب ہی ہے جو آدمی سے امام رازی نے نقل کیا کہ  
اصل بالعقوبۃ الخلفۃ الزیادۃ  
قال اللہ تعالیٰ لئن لم یفرض حق  
ای الزیادۃ قال یفرض حق  
عقوبۃ ای کثرت  
تسکون کے معنی میں سے زیادتی کہیں  
الشرعاً فرماتا ہے کہ لوگوں سے انصاف  
یعنی زیادتی و زیارت و پانی چھوڑنا  
یعنی ہر کام کے کو کچھ بچھڑنا چھوڑنا

مطلب ہے کہ اگر خرچہ بالا طبقوں میں سے وہ طبقہ جس کی گذر بسر کی سرمایہ یا تمام اوزار زمین و مکان وغیرہ  
کا آمدنی ہے یا معاشی اصطلاح میں یوں کہیے جو فعلی اصل کے متعلق سے اپنی معاشی فرد و عیال  
پوری کرتا ہے ان کے متعلق تو اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انصاف یا (الزادۃ) کی حد سے  
آگے نہ بڑھیں یعنی اصل کو کم نہ کر رکھتے ہوئے جو نہ آمدنی ہوا اس کو خرچ کرتے رہیں کہ ان کا  
بھی خرچ بھی تلمع غنی ہو سکتا ہے۔

شہرہ نام لغت القرآن سے منقول ہے،



قوله تعالى قل العفو وهو فضل العفو

اشرفه في كوارثه ورجل العفو  
ہے اس سے مراد اللہ (سرایہ)  
فضل یا بڑھوتری ہے۔  
(سوانح العرب)

میں سے صاف عفو ہوتا ہے کہ عفو مال کی زیادتی اور آمدنی کو کہتے ہیں پھر صاحب سلف العرب ہی  
نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
لا عفو بقتل بعد لقتل الذی  
لینے والوں نے عفو کیا۔  
پھر احنیٰ کے لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں،

اسی لا کفر ماله ولا استغنی  
اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سراپہ کی آمدنی یا اصل کے متنازع کو استغنی ہے اس میں اس  
قسم کے لوگوں کے لئے میرے خیال میں ادا کے فرائض کے بعد عام معارف و انفاق میں اس کا  
خیال رکھنا چاہیے کہ حق الودع اصل کو ضائع نہ کریں۔  
۱۰ حدیث جو مسند احمد میں باہر وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
لا یبایسک فی فتن ارض ولا  
داسرا لا یجعل فی ارض ولا دار  
(مسند احمد)

ابن ماجہ کے الفاظ ہیں،  
من باع دارا وعقاراً فظہر  
یجعل خصمه فی مشعلہ کأن  
فقدنا ان لا یبایسک فتنہ۔  
وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے مال میں برکت نہ ملے جائے۔  
یہی ابن آدم الرضی نے اپنی مشہور مستند کتاب التوفیق میں بھی حدیث کا ذکر کیا ہے۔  
لا یبایسک فی فتن ارض اور دار  
۱۱ یجعل فی ارض اور دار  
زمین یا گھر میں لگے دیا جائے۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی چیزیں جو اصل کی حیثیت سے کام کرتی ہیں اور ان کو الگ  
ہی نہ کرنا چاہیے اور اگر کسی ضرورت و مشقت تبدیل مقام یا اور کسی وجہ سے آدمی کو الگ کرے  
بھی تو چاہیے کہ ان کے روپے کو پھر کسی ایسی چیز میں لگا دے جو اصل کا کام دے سکیں۔  
یہ حکم قرآن و لوگوں کے لئے ہوا جس کے نام میں لا اصل اور العفو کی صورت بھی پیدا ہو گئے

باقی جس کی گزارشات کسی اصل کی آمدنی پر نہیں ہے مثلاً زمین یا گھر یا مزدوری وغیرہ کہتے ہیں  
ان کو اپنے معارف میں کسی قانون کی پابندی کرنی چاہیے ایسی کا جواب سرور میں اسرائیل کی است  
لا تجعل يدك اتي عشقك ولا  
نہی دہانے یا عشق کو اپنی گردن اور نہ  
تسخطا کل البسط۔  
کو اس کو پیر سے طور پر گھول دینا

اور سورۃ الفرقان کی آیت  
الذین اذا انفقوا العیسر فوج  
ولہم بقدر اوصکان بین کہیں بلورنگی کرتے ہیں اور جو ہے  
ذالک قواھا۔ وہاں کی ان کے دستان قوام۔  
قوام کی تفسیر کرتے ہوئے بنی دہانے قوام یعنی قاتل کے زیر کی صورت میں اس کا ترجمہ دیکھا  
کیا ہے۔ ویرہ لکھی ہے کہ

لا استقامۃ العلم فین۔ چرک نہ ہو پھر اس میں بیٹھ جاتے ہیں  
اور قوام قاتل کے زیر سے اس کا ترجمہ  
حایقا مریدہ المسابۃ لافضل  
جس سے ضرورت پوری ہو جائے اور  
خدا۔ خدا میں سے نہ ہونے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دریا یا حالت اختیار کرنی چاہیے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کوئی حسین بات نہ ہوگی  
جس کا مطلب یہی ہو کہ ہر شخص کے اختیار دینے کے پروردگار کے اپنے معارف کو حد اعتدال سے  
متجاوز نہ ہونے دے نہ دیکھے میں تفرق کرنے میں اور اور قریبی ہے کہ جس لوگوں کی آمدنی کا  
خبر کوئی اصل نہیں ہے بجز ان کے اختیار دینے کے اور اس کے مساوی کارہی کیا ہے کہ خود  
ان ہی کے پروردگار کا مال کیا جائے اور یہی کیا گیا ہے۔

# کتاب قصص و اسلامی حکایات وغیرہ

قصص القرآن	کامل ماریٹ سورۃ المائدہ	شبانہ علیہ السلام کی ساری حیات و اعمال کی روشنی میں میرزا غلام احمد کی تصنیف و تفسیر
قصص الانبیاء	حضرت آدم علیہ السلام کی حضرت نوح علیہ السلام کے مابین وہابیہ کے مابین	
قصص الانبیاء	انگریزی	مستند و با کتاب کا انگریزی ترجمہ
حیۃ الصحابہ	صحابہ کے حالات میں تبلیغی جماعت کی مشہور کتاب	
حضرت تعانوی کے پسندیدہ واقعات	سلطنت عثمانیہ کے مابین	حضرت عثمان علیہ السلام کی ساری حیات و اعمال کی روشنی میں
لطائف علیہ زہر	کتاب الازکیا	نہایت پسندیدہ اور اسلامی اور غیر اسلامی دونوں کی دلچسپ کتاب
انوار شلاحہ برید	شاہ ولی اللہ کے خاندان اور علمائے دیوبند کی دلچسپ حکایات	مولانا شرف علی
حکایات صحابہ	صحابہ کی کہانی اور مستند دلچسپ حکایات	مولانا محمد زکریا
علمی کشکول	علمی اسلامی تاریخی دلچسپ مضامین	محمد
فسانہ آدم	حضرت آدم و حوا علیہ السلام کا پچاسویں قرآنی قصہ	ماہنامہ کرم احسان دہلی
بہارہ طور	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پچاسویں قرآنی قصہ	۔ . .
داستان یوسف	حضرت یوسف علیہ السلام کا پچاسویں قرآنی قصہ	۔ . .
تاج سلیمانی	مشہور پیر حضرت سلیمان و ملکہ بلقیس کا پچاسویں قصہ	۔ . .
ملیت ابراہیم	مشہور پیر حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کا پچاسویں قصہ	۔ . .
معجزات مسیح	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پچاسویں قصہ اور معجزات	۔ . .
معراج رسول	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا قصہ	۔ . .
صبر ایوب	حضرت ایوب علیہ السلام کے مبرا کا دلچسپ پچاسویں قصہ	۔ . .
طوفان نوح	نبی کریم حضرت نوح علیہ السلام کا دلچسپ پچاسویں قصہ	۔ . .
قصہ یونس	شہید نبی حضرت یونس علیہ السلام کا دلچسپ پچاسویں قصہ	۔ . .
قصہ جرجیس	حضرت جرجیس علیہ السلام کا دلچسپ پچاسویں قصہ	۔ . .
قصہ اصحاب کف	ان دینداروں کا قصہ جو کئی سو سال تک غلامی سوتے رہے	۔ . .
موت کا منظر	شہداء اور اہل بیت کی رحلت اور حیرت انگیز انجام	۔ . .
بستان اولیاء کامل	اولیاء اللہ اور قبول بندوں کے دلچسپ حالات	۔ . .
روز محشر	میدان محشر میں دوزخ صاب کتاب کا قصہ	۔ . .
شہادت حسنین	حضرت حسین و حسن رضی اللہ عنہما کے حالات	۔ . .
عشق الہی	اللہ تعالیٰ کے عشق کے اولیاء اللہ کے حالات	۔ . .
نیکی پیدی	نیکی و بری کے متعلق دلچسپ کتاب	۔ . .
آنحضرت کے تین سو معجزات	آنحضرت کے تین سو معجزات قرآن و حدیث سے	مولانا ابرار
مسلمان فاتحین	اسلام کے مشہور واقعات	از علی محمد علی